معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور انبیاء علیہ السلام

عبدالعزیز شیخ

Marfat.com

Marfat.com

معراج النبیؐ اور انبیاء علیہم السلام

عبدالعزیز شیخ

نگارشات

Marfat.com

297.441

All rights reserved. No part of this book may be reproduced in any form or by any means, electronic or mechanical, including photocopying, recording or by any information storage retrieval system, without prior permission of the Author.

خوش آمدید! اس کتاب میں پیش کردہ تمام تر خیالات مصنف کی اپنی رائے پر مبنی ہیں۔ ادارے کا مصنف کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔ ادارے کا مقصد قارئین کو خوبصورت، معیاری اور دیدہ زیب کتب مناسب قیمت پر فراہم کرنا ہے۔ ادارے کے تحت شائع کردہ کتب کے متن کی درستگی، طباعت کے معیار اور تحقیق کے اطوار کو بہتر بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ پھر بھی اگر آپ کو موصول شدہ کتاب کے اپنے نسخے میں جلد سازی یا طباعت کی غلطی نظر آئے تو آپ اسے بلا معاوضہ تبدیل کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کتاب کے متن میں کوئی کمی بیشی پائیں تو مطلع کیجیے۔ ادارہ اس شکایت کا پوری طرح جائزہ لینے کے بعد اگلی اشاعت میں تصحیح کر دے گا۔ (ناشر)

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب: معراج النبیؐ اور انبیاء علیہم السلام

مصنف: عبدالعزیز شیخ

ناشر: آصف جاوید

برائے: نگارشات پبلشرز، 24۔ مزنگ روڈ، لاہور
PH:0092-42-37322892 FAX:37354205
Facebook:nigarshatpublishers-Email:nigarshat@yahoo.com

مطبع: نوید حفیظ پرنٹر، لاہور

کمپوزنگ: محمد شفیق

سال اشاعت: 2016ء

قیمت: -/500 روپے

Marfat.com

فہرست

○ پیش لفظ / تقریظ 5

1- مجھے کچھ کہنا ہے 9

2- اللہ ہی اللہ 13

3- اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام 24

4- اِسمِ اللّٰہُ الاَ عظَم 28

5- انبیائے کرام اور قرآن 31

6- تعریف معجزات 38

7- وحی کیا ہوتی ہے؟ 55

8- حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا قرآن پاک میں ذکر 71

9- محمد رسول اللہ ﷺ 99

10- معراج النبی ﷺ (حصہ اوّل) 107

11- معراج النبی ﷺ (حصہ دوم) 130

12- شب معراج دیدارِ الٰہی میں علماء کا اختلاف 151

13- حضرت آدم علیہ السلام 166

14- حضرت یحیٰی علیہ السلام 194

Marfat.com

-15 حضرت عیسیٰ علیہ السلام 209

-16 حضرت یوسف علیہ السلام 220

-17 حضرت ادریس علیہ السلام 248

-18 حضرت ہارون علیہ السلام 255

-19 حضرت موسیٰ علیہ السلام 265

-20 حضرت ابراہیم علیہ السلام 274

-21 معراج اور حضور کا سید الانبیاء ﷺ ہونا 296

Marfat.com

پیش لفظ / تقریظ

زیرِ نظر کتاب ''معراج النبیؐ اور انبیاء علیہم السلام'' عبدالعزیز شیخ صاحب نے لکھی ہے۔ واقعہ معراج سیرت پاک کا ایک اہم موضوع ہے۔ اس سے پہلے شیخ صاحب کے قلم سے سیرت النبیؐ کے نادر موضوع پر ایک کتاب منظر عام پر آچکی ہے۔ اس کا عنوان ہے ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بطور ماہر نفسیات'' شیخ صاحب سے میری شناسائی 1970ء کے عشرے کے اوائل سے ہے۔ اس وقت وہ عالم شباب میں تھے۔ بعدازاں راقم السطور کو جامعہ پنجاب کے شعبہ لائبریری سائنس (موجودہ انفارمیشن مینجمنٹ) کی ایم۔ اے کی کلاس میں ان کو پڑھانے کا اتفاق بھی ہوا۔ وہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری سے ڈپٹی چیف لائبریرین کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے۔ اس طرح وہ کئی سال تک میرے رفیق کار بھی رہے۔

میں گزشتہ چند سالوں میں ان کے مزاج میں زبردست تبدیلی محسوس کی ہے۔ وہ دوبار حج کی سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ انہوں نے دوسرا حج 2013ء میں کیا۔ واپسی پر میری ان سے لائبریری میں ملاقات ہوئی۔ اس دوران جس انداز سے انہوں نے میرے ساتھ گفتگو کی وہ میرے لیے حیران کن تھا۔ بات بات پر ان کی آنکھیں نم ہوتی تھیں۔ مجھے یوں محسوس ہوا گویا ان کی ماہیت قلب تبدیل ہوگئی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوتا ہے جو خوش بخت بندوں کو عطا ہوتا ہے۔ نتیجۃً انہوں نے سیرت نگاری کے ارفع و اعلیٰ موضوع پر لکھنا شروع کیا۔

زیرِ حوالہ کتاب کا موضوع ''معراج النبیؐ'' ہے میں نے شیخ صاحب کے ارشاد کے مطابق اس کے ٹائپ کیے ہوئے پورے مسودے کو پڑھا ہے۔ اس کے مندرجات میں پہلا باب اللہ تعالیٰ کے متعلق ہے جس کا عنوان ہے ''اللہ ہی اللہ'' اس میں مصنف نے

Marfat.com

خداوند عالم کی صفات کا ذکر کیا ہے۔ یہ عالم کلام کا مبحث ہے جس میں صانع عالم کے اثبات اور اس کی صفات پر فلسفیانہ انداز میں بحث کی جاتی ہے۔ شیخ صاحب نے علم کلام کی دقیق اصطلاحات کو استعمال نہیں کیا بلکہ اس موضوع پر سلیس زبان میں بحث کی ہے کائنات کی ہر چیز صانع عالم کے اثبات کی گواہی دیتی ہے کہ وہ واحد اور یکتا ہے۔

و فی کل شیئٍ له آیة

تدل علی انه واحد

ترجمہ: اور ہر چیز میں اس کے لیے ایک علامت ہے جو دلالت کرتی ہے کہ وہ واحد ہے۔

اسی مضمون کو فارسی کے ایک شعر میں اس طرح بیان کیا گیا ہے

ہر گیا ہے کہ از زمین روید

وحدہٗ لاشریک لہ گوید

(حضرت سعدیؒ)

ترجمہ: ''ہر وہ گھاس جو زمین سے اُگتی ہے، وہ وحدہٗ لاشریک لہ (وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں) کہتی ہے''۔

پہلے باب کے بعد یہ عنوان قائم کیا گیا ہے ''حضرت محمد ﷺ کا قرآن پاک میں ذکر'' اس میں متعلقہ آیات کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ ان کو سلسلہ نمبر بھی لگایا گیا ہے۔ آخری نمبر 227 ہے۔ اس کا ترجمہ ہے، محمدؐ اللہ کے پیغمبر ہیں (سورہ الفتح 29:48) اس کے بعد یہ عنوان ہے ''محمد رسول اللہ ﷺ'' اس کے آخر میں خطبہ حجۃ الوداع، کے اہم پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔ بعد ازاں ''معراج النبیؐ'' کی موضوعی سرخی قائم کی گئی ہے۔ اس میں پہلے معراج کے واقعہ کو حدیث کی روشنی میں بیان کی گیا ہے۔ پھر مختلف روایات کے ذیلی عنوانات قائم کیے ہیں جن کے ذیل میں روایات کو لکھا ہے۔ ان میں جابر بن عبداللہؓ، عبداللہ بن عباسؓ

Marfat.com

عبداللہ بن مسعودؓ، عمر بن خطابؓ اور ام المومنین عائشہؓ کی روایات کو نقل کیا ہے۔ آخر میں یہ ذیلی عنوان ہے ''معراج جسم وروح کے ساتھ عالم بیداری میں تھی۔''

واقعہ معراج میں ایک مقام (سدرۃ المنتہیٰ) ایسا بھی آیا جہاں جبرائیلؑ رک گئے، نبی کریم ﷺ نے ان سے آگے چلنے کے لیے کہا حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ میں اس پر قادر نہیں ہوں۔ اگر میں ایک قدم بھی چلا تو جل جاؤں گا۔ شیخ سعدیؒ نے اپنی معروف کتاب ''بوستان'' میں اس واقعہ کو اشعار میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے دو اشعار ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

بگفتار فرا تر مجالم نماند

بم ندم کہ نیروئے بالم نماند

اگر یکسر موئے برتر پرم

فروغ تجلیّ بسوزد پرم

ترجمہ: ''اس (جبرائیلؑ) نے کہا کہ آگے جانے کی مجھ میں طاقت نہیں رہی۔ میں عاجز ہوں اس لیے کہ میرے بازو میں طاقت نہیں رہی۔
اگر ایک بال برابر بھی آگے اڑوں، تو تجلی کی روشنی میرے پر جلا دے۔''

پھر رویت باری تعالیٰ کے مسئلہ کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس حوالے سے دو مکاتب فکر ہیں۔ ایک رویت کا قائل ہے اور دوسرا عدم رویت باری تعالیٰ کے دلائل پیش کرتا ہے۔ شیخ صاحب نے ان دونوں کے دلائل کو نقل کر دیا ہے اور جس کتاب سے استفادہ کیا گیا ہے، اس کا حوالہ بھی دے دیا ہے۔

کتاب کے آخری حصے میں ان انبیاء ورسل کے حالات درج کر دیے ہیں جن سے حضور ﷺ کی واقعہ معراج کے دوران ملاقات ہوئی۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

Marfat.com

''حضرت آدمؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات کو بہت تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ عوامی دلچسپی کا ہے اس لیے اس کو پڑھتے ہوئے طوالت کا احساس نہیں ہوتا۔

زیرِنظر کتاب کے آخر میں یہ عنوان قائم کیا ہے ''معراج النبی اور حضورؐ کا سید الانبیاء ہونا'' اس کے شروع میں اشرف المخلوقات (انسان) کے بارے میں چند جملے لکھے ہیں جو انسانی عظمت کو ظاہر کرتے ہیں۔ مصنف کے الفاظ میں ''اللہ تعالیٰ نے معراج النبیؐ کے واقعہ کو بتا کر ساری دنیا کو یہ بتایا ہے کہ ساری دنیا اور سارے جہانوں میں جتنی بھی مخلوق ہے، انسان سب سے عظیم مخلوق ہے اور اور اللہ پاک انسان سے بڑا پیار کرنے والا اور محبت کرنے والا ہے۔'' علامہ اقبالؒ نے واقعہ معراج کے متعلق اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰؐ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں!

اس تحریر کے آخر میں عبدالعزیز شیخ صاحب کو یہ کتاب لکھنے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقیات میں مزید اضافہ کرے تا کہ وہ تصنیف و تالیف کے ذریعے دینی خدمت کو جاری وساری رکھیں۔

سید جمیل احمد رضوی
سابق چیف لائبریرین
پنجاب یونیورسٹی لائبریرین
لاہور

Marfat.com

مجھے کچھ کہنا ہے

اللہ پاک کا لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھ جیسے حقیر بندے کو یہ توفیق بخشی کہ میں اپنے پیارے حضورؐ کے بارے میں کچھ لکھ سکوں۔ اس کتاب سے پہلے میں نے اپنے پیارے حضورؐ پر ایک کتاب لکھی جس کا عنوان ہے ''حضور اکرمؐ بطور ماہر نفسیات'' اب یہ میری دوسری کوشش جس کا نام ''معراج النبیؐ اور انبیاء علیہم السلام'' ہے۔ میں نے ان دونوں کتابوں کو لکھ کر اپنی عاقبت سنوارنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ کرے کہ میں اس میں کامیاب وکامران ہو جاؤں اور اللہ پاک میری اس کوشش کو قبول ومنظور فرمائے۔ آمین!

موجودہ دور نیٹ ورک کا ہے آپ کو بہت سے علوم اس کے ذریعے مل سکتے ہیں۔ علم نے بھی اب گلوبل ویلیج کی شکل اختیار کرلی ہے۔ ایک وقت تھا کہ ریسرچ کرنے میں ایک عنوان کی تلاش کرنے میں لمبا سفر اور مہینے لگ جاتے تھے لیکن مسئلہ پھر بھی حل نہ ہوتا تھا۔ آج ہم ہزاروں میل دور بیٹھے نیٹ کے ذریعے اپنی ریسرچ کے لیے گھر بیٹھے سب کچھ حاصل کرسکتے ہیں۔ اگر آپ کا ریسرچ میٹریل دنیا میں واقعہ کسی بھی لائبریری میں یا کسی خاص جگہ پر ہو تو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اور زیادہ دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اور آپ کو اپنی پسند کا میٹریل منٹوں یا گھنٹوں میں مل جاتا ہے اور بسا اوقات تو یہ سارا میٹریل نیٹ میں ہی دستیاب ہو جاتا ہے۔

انٹرنیٹ کی اپنی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ جس کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ اگر یہ میٹریل آپ کو کتاب کی ٹھوس حالت میں مل جائے تو اس کے کیا کہنے، سونے پر سہاگہ ہو جاتا ہے۔ مستند کتاب کی جو خصوصیت ہے وہ انٹرنیٹ کی نہیں کیونکہ انٹرنیٹ میں بعض اوقات کسی موضوع پر پر کھا ہوا یا تحقیق شدہ نہیں ہوتا یوں اس کی افادیت کم ہو جاتی ہے۔ اس

Marfat.com

کے مقابلے میں کتاب کی اپنی اہمیت ہوتی ہے اس میں زیادہ تر مواد تحقیق کر کے لکھا جاتا ہے۔ اور کتاب کو آپ کسی بھی جگہ کسی بھی وقت کسی بھی لمحے جہاں پر آپ چاہیں بیٹھ کر پڑھ کر لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

ہمارے پیارے حضورؐ کے معراج کے واقعہ پر آپ کو درجنوں سے بھی زیادہ کتابیں اردو زبان میں پڑھنے کو مل جائیں گی۔ لیکن میں نے اس موضوع کو لکھتے وقت بے شمار چیزوں کو اپنے پیش نظر رکھا ہے میں نے یہ سارا مواد قرآن مجید فرقان حمید اور احادیث مبارکہ اور صحابہ کرامؓ کی روایت سے اکٹھا کر کے ایک جگہ بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

میں نے اس کتاب میں اللہ پاک کی صفات، محمدؐ رسول اللہ کے ارشادات، آسمانی کتابوں کے نام، نبی کون ہوتا ہے، وحی کیا ہوتی ہے اور معجزات کیا ہوتے ہیں۔ اس کے بعد معراج النبی کو ایک معجزہ کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے، معراج کے موقعہ پر آپؐ سے آسمانوں پر جن انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی تھی ان کے بارے میں قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں آپ تک پہنچانے کی حقیر کوشش کی ہے۔

میں نے اس موضوع پر بار بار پڑھا ہے اور جتنا کچھ میں پڑھ سکتا تھا، پڑھ کر یہ کتاب تشکیل دی ہے۔ میں نے اس موضوع کے سیاق وسباق کو بیان کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس موضوع پر اتنا زیادہ مواد آپ کو اردو زبان میں کسی اور کتاب میں نہ ملے۔ میں نے ''معراج النبیؐ'' کے واقعات کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے پھر آخر میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ''معراج النبیؐ'' کا واقعہ سچا اور برحق ہے کیونکہ اس موقعہ پر ہی:

1...... ہمیں پانچ نمازیں دن میں پڑھنے کی عظیم الشان نعمت ملی ہے۔

2...... قرآن پاک کی کچھ آیتیں ایسی ہمارے پیارے رسولؐ کو اللہ پاک نے عطا فرمائیں ہیں جو کہ حضورؐ سے پہلے کسی اور کو عطا نہ کی گئیں تھیں۔

3...... جنت دوزخ کا تصور اُجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

4...... انبیاء علیہم السلام کے جو حضورؐ نے حلیہ مبارک بیان فرمائیں ہیں ان کو آج تک کسی نے نہیں جھٹلایا۔

Marfat.com

5... آسمانوں میں سدرۃ المنتہیٰ ایسی جگہ ہے جو سوائے ہمارے پیارے حضورؐ کے کسی اور بشر نے نہیں دیکھا اور نہ ہی سیر کی ہے۔

بعض اوقات آپ کو موضوع کو بار بار پڑھنے کی تکرار ملے گی یہی اس کتاب کا حسن ہے کیونکہ اس طرح موضوع کو مختلف طریقوں سے ہم تک پہنچا ہے۔ بیان کر دیا گیا ہے۔

آج انسان مریخ پر پہنچ رہا ہے چاند تک پہنچ چکا ہے۔ آواز سے تیز رفتار ہوائی جہاز پرواز کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ آج کا انسان اللہ پاک کے عطا کردہ علم کو حاصل کرنے کے لیے مزید کام کر رہا ہے۔ سائنس نت نئی ایجادات سے دنیا کو حیران کر رہی ہے۔ ہم لاکھ جتن اور کوشش کرتے رہیں۔ علم کے سمندر میں غوطے لگاتے رہیں مگر یہ سارا علم اللہ پاک کے علم کے مقابل رتی بھر بھی نہیں ہے۔ ہاں البتہ اللہ پاک جتنا چاہیں انسان کو علم عطا فرما سکتے ہیں۔ موجودہ دور میں انسان نے جتنی بھی ترقی کی ہے اس سے زیادہ اپنی تباہی اور بربادی کا سامان بھی مہیا کر لیا ہے۔ پہلے لڑائیوں اور جنگوں میں جو سالوں پر محیط ہوتیں تھیں سینکڑوں یا ہزاروں لوگ مرتے تھے اب ایک اٹیم بم سے پلک جھپکتے ہی لاکھوں انسان موت کے منہ میں جا سکتے ہیں اور پھر اس کے اثرات کئی دہائیوں تک زمین بانجھ اور ناکارہ ہو کر ہمارے لیے درس عبرت کی تصویر بنے گی ایک دفعہ جاپان میں تاریخ رقم ہو چکی ہے۔

ہمارے پیارے حضورؐ کا معراج کا واقعہ خاص اور خالصتاً ایک معجزہ اور روحانیت سے لبریز ہے۔ روحانیت ایک ایسی چیز ہے جو ہر کسی کو میسر نہیں ہوتی۔ یہ اللہ پاک اور انسان کا آپس میں انمول رشتہ ہے جو چند خوش نصیبوں کو ہی میسر آتا ہے۔ یہ روحانیت انبیاء علیہم السلام کے علاوہ اللہ کے برگزیدہ اور نیک لوگوں کو ہی میسر آتی ہے ہاں البتہ بعض اوقات اللہ پاک جس کو چاہیں اس بندے کو اپنی روحانیت کا جلوہ دکھا دیتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر ہی لوگ نیک، صالح، مومن، پارسا اور اللہ پاک کے انعام یافتہ بندے بن جاتے ہیں اور بعض اوقات اگر اس روحانیت سے بندے میں غرور آ جائے تو پھر وہ شیطان بن جاتا ہے اور ساری عمر خود بھی گمراہ ہو جاتا ہے اور اللہ کے بندوں کو بھی گمراہی میں دھکیل کر ہمیشہ کے لیے ذلیل و رسوا ہو کر رہ جاتا ہے۔

Marfat.com

ہمارے پیارے حضورؐ ساری دنیا کے لیے رحمت بن کر آئے آپ نے ساری زندگی صبر، قناعت، سخاوت اور اللہ پاک کے دین کو پھیلانے میں صرف کردی۔ اللہ پاک نے حضورؐ کو ''معراج النبیؐ'' جیسا معجزہ دکھا کر اپنی مہر لگا دی اور ساری دنیا کو یہ پیغام دے دیا کہ ساری دنیا میں حضورؐ ہی اعلیٰ اور افضل ہیں۔ سارے نبیوں، رسولوں اور پیغمبروں کے سردار ہیں اور ان کی یہ عزت، عظمت، وقار اور سرداری قیامت تک جاری و ساری رہے گی اور ایسی آن بان اور شان کسی کو بھی میسر نہ آئے گی۔ آیئے ہم سب اللہ پاک کے حضور دعائیں کریں کہ قیامت والے دن ہمارے پیارے آقاؐ، پیارے رسول، پیارے حضور ہماری شفاعت کریں اور ہمیں جنت کا پروانہ دلوائیں۔ آمین

عبدالعزیز شیخ

G-174 جوہر ٹاؤن، لاہور

Marfat.com

اللہ ہی اللہ

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

''اور لوگو تمہارا معبود اللہ واحد ہے۔ اس بڑے مہربان والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔''

اس کے بعد سورۃ البقرہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

''اللہ ہی معبود برحق ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو زندہ ہمیشہ رہنے والا ہے جسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اس کی ملکیت میں زمین و آسمان کی سب چیزیں ہیں۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے۔ وہ جانتا ہے جو اس کے سامنے ہے اور جو اس کے پیچھے ہے۔ اسے سب معلوم ہے۔ اور وہ اس کی معلومات میں کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکے۔ ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے۔ اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے۔ اس کی بادشاہی (اور علم) آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے۔ اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں۔ وہ بڑا عالی رتبہ اور جلیل القدر ہے۔''

(سورۃ البقرہ:255)

صاف طور پر ظاہر ہے اور گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔

اس کے بعد سورۃ اخلاص پارہ نمبر 30 میں یوں اللہ کی شان بیان کی گئی ہے۔

''کہہ دو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ (ہے) یکتا (وہ معبود برحق ہے) جو بے نیاز ہے۔ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا، اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے (یعنی کوئی ہستی درجہ اور برابر کی نہیں ہے)۔''

سورۃ الحشر میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

Marfat.com

''وہ ہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا (ہے) وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ بادشاہ (حقیقی) پاک ذات (ہر عیب سے) سالم امن دینے والا۔ نگہبان غالب زبردست بڑائی والا (ہے) اللہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔ وہی اللہ (تمام مخلوقات کا) خالق ایجاد و اختراع کرنے والا۔ صورتیں بنانے والا (ہے) اس کے سب اچھے سے اچھے نام ہیں۔ جتنی چیزیں زمین اور آسمان میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتی ہیں۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔''

(22:59 تا 24)

مسلمان کا ایمان اُس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ یہ اقرار نہ کرلے کہ:۔

01۔ اللہ ایک ہے۔

02۔ سارے جہانوں کو پیدا کرنے والا ہے۔

03۔ صرف اللہ ہی عبادت کے قابل ہے۔

04۔ اُس نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔

05۔ ہر چیز اس کی بنائی ہوئی ہے۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے سب اس نے بنایا ہے اور وہی سب کا اکیلا مالک ہے۔

06۔ اللہ تعالیٰ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ ہی کسی کا بیٹا ہے۔

07۔ اُسے نیند آتی ہے نہ ہی اونگھ آتی ہے۔

08۔ اللہ سب کو دیکھ رہا ہے۔

09۔ وہ سب کا وارث ہے نگہبان ہے۔

10۔ انسانوں، فرشتوں، جنوں اور دنیا کی جتنی بھی جاندار چیزیں ہیں یا بے جان چیزیں ہیں سب کا بنانے والا صرف اللہ ہی ہے۔

11۔ سارے جہانوں کی ساری چیزیں اُس کی حمد و ثنا کرتی رہتی ہیں۔

12۔ اللہ کے اشارے کے بغیر ایک پتہ بھی ہل نہیں سکتا۔

Marfat.com

13۔ وہ جو چاہے وہ کچھ کر سکتا ہے وہ کسی چیز کو بنانے کے لیے کہتا ہے کہ کن (یعنی پیدا ہو جا تو وہ) فیکون یعنی فوراً پیدا ہو جاتی ہے۔

14۔ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ تعریف کے قابل ہے۔

15۔ اللہ کے سوا انسان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔

16۔ سارے جہانوں میں سب سے زیادہ حتی کہ ماں باپ سے بھی زیادہ پیار الفت محبت کرنے والا ہے۔

17۔ اللہ ہی بگڑے کام سنوارنے والا ہے۔

18۔ انسان اور جانداروں کو روزی دینے والا صرف اللہ ہی ہے۔

19۔ اللہ کا کوئی شریک نہیں بس اللہ ہی اللہ ہے۔

20۔ جنت دوزخ کا مالک اللہ ہی ہے۔

21۔ غیب کی باتیں صرف اللہ کو ہی معلوم ہیں۔

22۔ ہر چیز جاندار ہو یا بے جاندار ہو صرف اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔

23۔ وہ جس کو جتنا چاہے نوازے وہ کسی کے بھی آگے جوابدہ نہیں ہے۔

24۔ انسان کے دنیا میں آنے کا واحد مقصد اس کی دن رات عبادت کرنا ہے۔

25۔ اللہ تعالیٰ کے بڑے پیارے پیارے نام ہیں۔

26۔ اللہ پاک کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی۔

27۔ اللہ پاک کی ذات ایسی ہے کہ جس کا فناء اور زوال کبھی نہیں ہو سکتا۔

28۔ اللہ پاک جو چاہے گا وہی سب کچھ ہوتا رہے گا۔

29۔ اللہ پاک کی مشابہت کسی بھی مخلوق سے نہیں ہے۔

30۔ اللہ پاک ایسا پیدا کرنے والا ہے جسے مخلوق کی حاجت نہیں ہے۔

31۔ اللہ پاک سب کو رزق عطا کرنے والا ہے۔

33۔ اللہ پاک سنتا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے۔

Marfat.com

34- اللہ تعالیٰ ہر جاندار کی تقدیر کا مالک ہے اللہ پاک نے ہر مخلوق کی تقدیر لکھ دی ہے۔

35- اللہ پاک نے ہر مخلوق کا ایک وقت مقرر کر دیا ہوا ہے اللہ پاک جسے چاہے ہدایت دے دے جسے چاہے گناہوں سے محفوظ رکھے۔

36- اللہ پاک جسے چاہے گمراہ کر دیتا ہے جسے چاہے اپنی مدد اور نصرت ہٹا لیتا ہے اور آزمائش میں مبتلا کر دینا عین انصاف ہے۔

37- اللہ پاک سب سے بڑا اور افضل ہے۔

38- اللہ پاک کے فیصلے کو کوئی بھی ٹالنے والا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اس کی سرتابی کر سکتا ہے۔

39- سارے جہانوں میں ہر کام اللہ پاک کی مرضی سے ہوتا ہے۔

40- اللہ پاک نے جو عہد اولاد آدم علیہ السلام سے لیا ہے وہی حق ہے وہی سچ ہے۔

41- اللہ پاک قیامت کے روز کا مالک ہے۔ وہی حساب کتاب لینے والا ہے۔

42- اللہ تعالیٰ جو کام بھی سرانجام دیتا ہے کوئی اس پر سوال کرنے والا نہیں ہے۔

43- اللہ پاک سب سے باز پرس کرنے والا ہے۔

44- اللہ پاک کا ہر امر طے شدہ ہوتا ہے۔

45- اللہ پاک نے تمام کائنات کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

46- اللہ پاک دعاؤں کو قبول کرنے والا اور حاجات کو پورا کرنے والا ہے۔

47- غیب کا علم اللہ پاک کے پاس ہی ہے۔ غیب کا علم وہی جانتا ہے۔ اس کے علاوہ مخلوق میں سے کوئی غیب نہیں جانتا۔ خواہ کوئی فرشتہ ہو، نبی ہو، رسول ہو، پیغمبر ہو، جن ہو یا ولی ہو اور وہ عرش پر ممکن ہے۔

48- اللہ تعالیٰ کی ذاتی لازوال صفات ہیں۔

الف: حیات یعنی زندگی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔

Marfat.com

ب: علم: سورہ البقرہ میں فرمایا ہے کہ ''یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے۔

پ: کلام: اس کے معنی بولنا، بات کرنا ہے اللہ پاک کلام کرنے والا ہے۔ اللہ پاک مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے بھی کلام کرنے والا تھا۔

ت: قدرت: اس کو طاقت کہتے ہیں۔ اللہ پاک ہر چیز پر طاقت رکھتا ہے اور قادر ہے۔

ٹ: سمیع: اس سے مراد ذات برحق ہر چیز کی آواز کو سننے والی ہے۔

ث: ارادہ: اللہ پاک جس چیز کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ اسی وقت ہو جاتا ہے۔

ج: بصیر: دیکھنے والا ہے زمین و آسمان روشنی اور تاریکی میں دیکھنے والا ہے۔

ح: تکوین: ہر چیز کا خالق واحد ہے۔

اللہ پاک نے انسان کو پیدا صرف اس لیے کیا ہے کہ وہ اس کی عبادت کرے۔ اس کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چلے۔ جن اچھے کاموں کو کرنے کا حکم دیا ہے انسان اُن کاموں کو تہہ دل سے کرے اور جن بُرے کاموں سے منع کیا ہے ان کاموں کو کرنے سے پرہیز کرے اور انسان ہر لمحہ ہر وقت ہر گھڑی ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں بسائے رکھے۔

اللہ پاک سے انسان رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے وہ گناہ چاہے سرعام کیے ہوں یا چھپ کے کیے ہوں۔ دنیا کا کوئی بھی کام کرتے ہوئے صرف اللہ کی خوشنودی کو مدنظر رکھے۔ اللہ پاک پر ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہونا چاہیے۔ جس کا اللہ پر ایمان مضبوط ہوگا تو سمجھ لیں دین دنیا اور آخرت کی کامیابی اس کے قدم چومے گی۔ اور اللہ نے چاہا تو ضرور سرخرو ہوگا۔

سورہ البقرہ کی 52 آیت میں اللہ پاک فرماتا ہے ''تم مجھے یاد کرو۔ میں تمہیں یاد رکھوں گا بس تم میرا شکر ادا کرو اور میرا احسان مانو''۔

یعنی ہر انسان کو خاص طور پر مسلمان کو ہر وقت اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے اللہ پاک کو یاد کرتے رہنا چاہیے جب بھی کوئی نعمت ملے فوراً اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے

Marfat.com

اے اللہ تعالیٰ میں تیری نعمت کا شکر ادا کرتا ہوں جو تو نے مجھے عطا فرمائی ہے میں اس قابل نہ تھا بس اللہ تعالیٰ یہ آپ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ہر خوشی کے موقع پر ہر نئی نعمت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ پر راضی برضا رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ یہ انسان سے اتنا پیار کرتا ہے کہ انسان اس کا احاطہ بھی نہیں کر سکتا بس اللہ چاہتا ہے ہر کام میں ہر مسئلے میں مجھے یاد کرو پھر دیکھو تمہارے کام کیسے کام کرتا ہوں۔ آئیں مل کر دعا کریں کہ یا باری تعالیٰ ہم تجھ پر ایمان لائے فرشتوں پر ایمان لائے، نبیوں اور رسولوں پر ایمان لائے۔ روز قیامت کے دن پر ایمان لائے بے شک سارے جہانوں میں تو ہی واحد ہستی ہے جو ہمیں بہن بھائیوں، ماں باپ اور رشتے داروں، دوستوں سے زیادہ پیار کرتی ہے۔ اے باری تعالیٰ ہمیں ہر لمحے، ہر پل، ہر آن، ہر وقت سیدھا راستہ دکھا۔ ایسا سیدھا راستہ دکھا جو جنت الفردوس کو جاتا ہے۔ ہمیں دنیا کی ہر نعمت عطا کر اور آخرت کی زندگی جو ہمیشہ کی زندگی ہے میں بھی کامیابی عطا کر۔ اے باری تعالیٰ ہم پر رحم فرما اپنا کرم فرما۔ ہم سے راضی ہو جا۔ ہمارے بگڑے ہوئے کام بنا دے۔ ہمیں نمازی، نیکوکار بنا دے۔ ہمیں نیک لوگوں کو جن کو تو نے کامیابی عطا کی ہے ہمیں بھی نیک لوگوں جیسی کامیابی عطا فرما۔ یا باری تعالیٰ ہمیں کسی کا محتاج نہ بنانا۔ ہاں البتہ اپنا محتاج بنائے رکھنا۔ تیری محتاجی پر ہمیں فخر ہے ہمارے اس فخر کو کامیابی عطا فرما ہمارے بگڑے کام بنا دے ہمیں خوشیاں عطا فرما دے بے شک تو ہی خوشیاں عطا کرنے والا ہے۔ باری تعالیٰ ہمیں عزیز رشتے داروں کو ملنے جلنے والوں کو بہن بھائیوں کو، ماں باپ کو جو وفات پا چکے ہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما اور جو زندہ ہیں ان پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ ہمیں شرک، بدعت سے بچا لے۔ اے باری تعالیٰ ہم کمزور ناتواں تیرے بندے ہیں ہماری خامیوں کو نہ دیکھ اور نہ ہی ہمارا حساب کتاب قیامت والے دن لینا۔ ہمیں حساب کتاب کے بغیر جنت الفردوس میں بڑے بڑے باغ عطا فرمانا بے شک سارے جہانوں میں تو ہی سب کچھ عطا کرنے والا ہے۔ باری تعالیٰ ہم تجھ سے راضی ہیں بس تو ہم سے راضی ہو جا۔ ہمیں اپنا نیک صالح بندہ بنا لے۔ ہمیں روزہ دار بنا، ہمیں نمازی بنا، ہم وہ کام کریں

Marfat.com

جس سے تو راضی ہوتا ہے اور وہ اس کام سے نفرت کریں جن کو تو پسند نہیں کرتا۔ اللہ ہمیں معاف کر دے۔ ہم صدق دل سے توبہ کرتے ہیں بے شک تو رحمان ہے رحیم ہے معاف کرنے والا ہے۔ اے باری تعالیٰ ہمیں بار بار حرمین شریفین کی زیارت کرنے کی اجازت فرما۔ جب ہمارا آخرت وقت آئے تو ہمیں کلمہ نصیب فرمانا۔

باری تعالیٰ ہم تیرے عاجز بندے تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی ہر معاملے میں مدد مانگتے ہیں۔ باری تعالیٰ ہمیں دونوں جہانوں کی خوشیاں عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین

ایمان اور ہم

جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کر لے، دل سے سچ مان لے اور ساتھ ہی دلی اعتقاد اور صداقت کا زبان سے اقرار کر لے۔ ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ کہے تو اس کو اجمالی ایمان حاصل ہو جائے گا۔ وہ ایمان کی اصل اساس، لب لباب اور خلاصہ پائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایمان کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ﴾ (بخاری)

''ایمان لاتو اللہ کے ساتھ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں کے ساتھ، اور قیامت کے دن کے ساتھ، اور تقدیر کے ساتھ بھلائی اس کی، اور برائی اس کی (بھی مان)۔''

غور کریں:

ایمان کی تمہید بیان کرتے ہوئے حضور انورؐ نے یہ چھ باتیں بڑی اہم بتائیں۔ قرآن اور حدیث میں ان پر ایمان لانے کی بہت تاکید آئی ہے، یہ باتیں شجرۃ الایمان کی

Marfat.com

جان، اور روح رواں ہیں۔ مومن کے لیے ان پر دل سے یقین، اور زبان سے اقرار کرنا ضروری ہے۔ ان پر چھ باتوں کو ہم ذرا تشریح سے بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان:

یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر اور موجود ہے۔ اس کی ہستی میں ہرگز کوئی شبہ نہیں، زمین و آسمان، سورج، چاند، ستارے، جن، انسان، حیوان اور فرشتے سب اسی نے پیدا کیے ہیں۔ وہ خالق برحق ہے، قرآن میں فرمایا گیا ہے:

﴿قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾

''کیا اللہ (کی ہستی) میں شک (ہوسکتا) ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔''

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ﴾

''اللہ وہ (ذات برحق) ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں میں ہے (سب کو) چھ دن میں پیدا کیا۔''

ان تمام آسمانی اور زمینی مخلوقات کی گواہی سے اللہ تعالیٰ کی ہستی یقیناً ثابت ہوتی ہے، اور ہمیں پورے پورے یقین کے ساتھ اس کو ماننا چاہیے۔

قرآن میں آتا ہے یُحْیِ وَ یُمِیْتُ — زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ حیات اور موت اسکے ہاتھ میں ہے۔

لوگ بہ تقاضائے بشریت گناہ کرتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ان کو گناہوں کے سبب پکڑنے جاتا یعنی نہ بخشتا تو وہ ضرور ہلاک ہو جاتے معلوم ہوا کہ وہ لوگوں کے گناہوں کو بخشتا اور مغفرت فرماتا ہے۔ پس مغفرت اس کی فعلی صفت ہوئی۔

دنیا میں اللہ کے باغی اور نافرمان بھی ہیں کافر اور مشرک بھی ہیں، باوجود ان کی بغاوت اور سرکشی کے ان پر مہربان کرتا ہے، اور ہوا، پانی، رزق بند نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ

Marfat.com

وہ رحمٰن ہے اور رحمانیت اس کی فعلی صفت ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

پہلے آپ نے اللہ کی ذاتی صفات ملاحظہ فرمائی ہیں اور پھر آپ نے اوپر اس کی فعلی صفات پڑھی ہیں۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں کہ جس طرح اللہ کی ذاتی صفات قدیم اور ازلی ہیں، اسی طرح اس کی فعلی صفات بھی ازلی اور قدیم ہیں، ہاں فعلی صفات کا ظہور تخلیق عالم کے بعد ہوا ہے اور تمام فعلی صفات اسکی ذاتی صفات کے نشان اور آثار ہیں۔

یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں ہیں، بلکہ مخالف اور مغائر ہیں۔ اللہ کی کسی صفت کو مخلوق کی صفت کے ساتھ مناسبت نہیں ہے، کیونکہ قدوس مطلق کی ہمہ صفات ازلی اور ابدی ہیں، ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی، ہر صفت کمی بیشی، نقصان وخسران، اور ضعف ونقاہت سے مبرّا ہے، اس کی کوئی صفت حادث اور ناپیدا نہیں ہے۔ نہ ذاتی نہ فعلی! برخلاف اس کے تمام مخلوق حادث ہے، اور اس کی تمام صفتیں بھی حادث ہیں، نہ مخلوق کے لیے ازل اور ابد ہے اور نہ اس کی صفات کے لیے مخلوق بھی فانی اور اس کی صفات بھی فانی، پس خالق اور مخلوق کی صفات کے درمیان کوئی مناسبت، کوئی مشابہت اور کوئی قدر مشترک نہیں۔ کوئی مشاکلت، کوئی مشارکت، ہم آغوشی اور ہم آہنگی نہیں، اور عقائد کے باب میں یاد رکھیں کہ قدوس مطلق کی کسی صفت کو حادث اور نو پیدا کہنا یقیناً کفر ہے۔

بھلا مخلوق کی صفات اور خالق برحق کی صفات میں مشابہت تو درکنار مشابہت کا خیال بھی نہیں آسکتا۔ غور کریں کہ اللہ تعالیٰ بھی دیکھتا ہے کہ اللہ کا دیکھنا ازل سے ابد تک ہے اور یکساں دیکھنا ہے، ادھر انسان کے دیکھنے کو دیکھئے کہ ہوا یا آندھی سے مٹی، غبار، کنکر وغیرہ اڑ کر آنکھ میں پڑ جاتے تو اسے آنکھ کا جھپکنا مشکل ہو جائے گا۔ ہوسکتا ہے کہ آنکھ سرخ ہوکر سوج جائے۔ اور کئی دنوں تک چارپائی پر لٹائے رکھے، اور پھر رمد، آشوب چشم، بیاض، پھولا، روہے (ککرے) اندھرآتا، موتیا بند، اور نابینا ہونا، یہ تمام امرض عیب

Marfat.com

نقصان بھی تو انسان دیکھے کے لیے ہی ہیں، اور یہ بھی تو انسان دیکھنے والے ہی کے ساتھ پیش آتا ہے کہ جب ملک الموت آ کر روح قبض کر لیتا ہے۔ تو اس کی حسین آنکھیں بے نور ہو کر ہمیشہ کے لیے مند جاتی ہیں۔ غور فرمایئے! اللہ کے دیکھنے اور انسان کے دیکھنے میں فرق نظر آیا؟ فرق کیا۔ کوئی نسبت ہی نہیں۔

اللہ پاک بھی زندہ ہے، انسان بھی زندہ ہے، حیات اللہ کے لیے بھی ہے، اس انسان کے لیے بھی ہے۔ اللہ کی حیات کے لیے ازل اور ابد ہے، اس کی حیات میں کوئی عیب، نقص، مرض، ہرج، ضعف و پیری نہیں ہے، لیکن انسان کی حیات جن تکالیف و مصائب اور اندوہ و آلام کے پاٹوں میں پس رہی ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں۔ پھر قفس عنصری سے جب اس کی روح پرواز کر جاتی ہے۔ تو آپ اس کو لحد میں رکھ کر اوپر منوں مٹی ڈال کر دفن کر دیتے ہیں۔ کہیے؟۔ کیا نسبت ہے حیات خالق کی، مخلوق کی حیات کے ساتھ!۔ ایسے ہی اللہ کا علم کلام، قدرت، سمع، ارادہ، تکوین۔ ازلیت، ابدیت، اور لازوالیت کے نور سے بھرپور، اور انسان کی یہ سب چیزیں حادث و نو پیدا زوال پذیر اور فانی ہیں۔ یہی حال ہے مخلوق کی تمام صفات کا خالق لازوال کی صفتوں کے سامنے!۔ رزاقِ مطلق کے حضور یہی کہتے بن پڑتی ہے۔

سب کو مقبول ہے دعویٰ تیری یکتائی کا
روبرو کوئی بُتِ آئینہ سیما نہ ہوا

صفات متشابہات:

قرآن اور حدیث میں اللہ وحدہٗ لاشریک کی کئی ایسی صفات کا ذکر آیا ہے۔ جو بظاہر الفاظ کے لحاظ سے مخلوق کی صفات کی مانند اور مشابہ ہیں، اس وجہ سے ان صفتوں کو صفات متشابہات بولتے ہیں۔ اور متشابہات کا یہ مطلب بھی ہے کہ ان کے معانی ہماری سمجھ میں نہ آئیں، جیسے قرآن مجید میں آیات متشابہات ہیں کہ ان کا مطلب اور معانی صرف اللہ ہی کو معلوم ہے۔ قرآن مجید میں ہے ﴿ الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴾ ”وہ رحمٰن ہے،

١٢٢٤٥٢

Marfat.com

اس نے عرش پر قرار پکڑا'' تو استویٰ علی العرش، اللہ تعالیٰ کی صفت ہوئی۔ اب ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ نے عرش پر قرار پکڑا۔ لیکن قرار پکڑنے کی کیفیت اور ماہیت ہم نہیں جانتے، اسے اللہ کے سپرد کرتے ہیں، کہ وہی دراصل جانتا ہے کہ اس نے کس طرح عرش پر قرار پکڑا۔ لیکن اگر ہم اللہ کی صفت استویٰ علی العرش کا انکار کر دیں تو قرآنی آیت کا انکار لازم آئے گا، جو کفر ہے اور ہم اس کی ماہیت بیان کریں گے، تو گمراہ ہو جائیں گے، کیونکہ اللہ نے خود فیصلہ کر دیا ہے۔ ﴿وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ﴾ ''اور نہیں جانتا کوئی متشابہات کی حقیقت کو سوائے اللہ کے'' جب متشابہ معنی کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا تو پھر ہمیں متشابہات کی تاویل و حقیقت کے درپے نہیں ہونا چاہیے بلکہ پوری مضبوطی کے ساتھ صرف ان کے معانی پر ایمان لانا چاہیے کہ تاویل و کنہہ کے درپے ہونا زیغ القلب ہونا ہے۔

ذیل میں ہم اللہ کی صفات متشابہات بیان کرتے ہیں تا کہ ان پر تاویل و کیفیت کے درپئے ہوئے بغیر ایمان لایا جائے۔ ﴿يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ﴾ ''ان (مقام حدیبیہ پر بیعت کرنے والوں) کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔'' یہاں حضرت ربّ العزت کی پاک صفات کے لیے لفظ ہاتھ بیان ہوا ہے، یہ ہاتھ اللہ کی صفت ہے، متشابہ صفت ہے، کہ اللہ کے ہاتھ کی کوئی مثل مثال، تشبیہ اور مانند نہیں، اور ہم ازخود ہاتھ کی تشریح، تاویل اور مطلب بیان کر سکتے کہ ذات برحق کے لیے ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ آیا ہے، اس کی صفت کی کوئی مثل و نظیر نہیں، اللہ کی ذات و صفات ازلی ابدی ہیں۔

○

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

﴿اِنَّ لِلّٰہِ تعالی تسعة وَّ تِسۡعِیۡنَ اِسمًا مَنۡ اَحۡصٰهَا دَخَلَ الۡجَنَّةَ﴾

''بیشک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ جو کوئی ان کو یاد کرلے۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضورؐ نے فرمایا کہ جوکوئی ان کو یاد کرلے واضح ہو کہ یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو صدق نیت اور خلوص خاطر سے پڑھے، وہ تمام وکمال صفات جو ان ناموں سے معلوم ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات میں یقین کرے۔ اللہ کو ان صفتوں کے ساتھ پورا پورا موصوف جانے، اور موصوف جاننے میں یقین کامل کرے، اور پھر اپنے عمل کے ساتھ یقین کا ثبوت دے، مثلاً اسماء الحسنٰی میں دو نام ہیں۔ اَلضَّارُ۔ (ضرر پہنچانے والا) ۔اَلنَّافِعُ۔ (نفع پہنچانے والا) ان کے پڑھنے اور یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات پر پورا یقین کرلے کہ اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز نہ ضرر پہنچا سکتی ہے اور نہ نفع، یعنی نفع اور ضرر صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اسی طرح تمام ناموں کے پڑھنے یاد اور حفظ کرنے اعتقاداً اور عملاً ثبوت دے۔ یہ ننانوے نام بھی گویا اللہ تعالیٰ کی ازلی ابدی صفتیں ہیں۔ ان کے یقین وایمان کا اجالا زندگی کے اندھیروں کو مٹاتا ہے اور آخرت کی ظلمت کو کافور کرتے ہوئے بہشت کی راہ دکھاتا ہے۔ ان اسماء پاک کو آپ حفظ کرلیں تو بہت اچھا ہے۔ اور اگر حفظ نہ کرسکیں تو کتاب سے دیکھ کر پڑھ لیا کریں، عقیدے کی صفائی، اور عمل کی اچھائی ظہور تاثیر کی ضامن ہے وہ صفتیں اور نام پاک یہ ہیں۔

Marfat.com

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

وہی ہے اللہ کہ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں

الرَّحۡمٰنُ بڑا مہربان	الرَّحِیۡمُ نہایت رحم والا	اَلۡمَلِکُ بادشاہ حقیقی	اَلۡقُدُّوۡسُ نہایت پاک
السَّلَامُ سلامت	اَلۡمُؤۡمِنُ امن دینے والا	اَلۡمُهَیۡمِنُ نگہبان	اَلۡعَزِیۡزُ غالب
اَلۡجَبَّارُ زبردست	اَلۡمُتَکَبِّرُ بڑائی والا	اَلۡخَالِقُ پیدا کرنے والا	اَلۡبَارِئُ بنانے والا
اَلۡمُصَوِّرُ صورت بنانیوالا	اَلۡغَفَّارُ بہت بخشنے والا	اَلۡقَهَّارُ زور والا	اَلۡوَهَّابُ بڑا دینے والا
الرَّزَّاقُ روزی دینے والا	اَلۡفَتَّاحُ کھولنے والا	اَلۡعَلِیۡمُ جاننے والا	اَلۡقَابِضُ بند کرنیوالا
اَلۡبَاسِطُ فراخ کرنیوالا	اَلۡخَافِضُ پست کرنیوالا	الرَّافِعُ بلند کرنیوالا	اَلۡمُعِزُّ عزت دینے والا
اَلۡمُذِلُّ دولت دینے والا	السَّمِیۡعُ سننے والا	اَلۡبَصِیۡرُ دیکھنے والا	اَلۡحَکَمُ فیصلہ کرنیوالا
اللَّطِیۡفُ باریک بین	اَلۡخَبِیۡرُ خبردار	اَلۡحَلِیۡمُ بردبار	اَلۡعَظِیۡمُ بزرگ

Marfat.com

اَلْغَفُوْرُ پردہ پوش	اَلشَّکُوْرُ قدردان	اَلْعَلِیُّ بلندمرتبہ	اَلْکَبِیْرُ سب سے بڑا
اَلْحَفِیْظُ نگاہ رکھنے والا	اَلْمُقِیْتُ نگہبان	اَلْحَسِیْبُ کافی	اَلْجَلِیْلُ بزرگ قدر
اَلْکَرِیْمُ کرم کرنیوالا	اَلرَّقِیْبُ رکھوالا	اَلْمُجِیْبُ قبول کرنیوالا	اَلْوَاسِعُ کشادہ رحمت
اَلْحَکِیْمُ حکمت والا	اَلْوَدُوْدُ دوست دار	اَلْمَجِیْدُ بزرگ	اَلْبَاعِثُ اٹھانے والا
اَلشَّھِیْدُ حاضر	اَلْحَقُّ سچا	اَلْوَکِیْلُ کارساز	اَلْقَوِیُّ قوت والا
اَلْمَتِیْنُ مضبوط	اَلْوَلِیُّ حمایتی	اَلْحَمِیْدُ ستودہ صفات	اَلْمُحْصِی گھیرنے والا
اَلْمُبْدِئُ پہلی بار پیدا کرنیوالا	اَلْمُعِیْدُ لوٹانے والا	اَلْمُحْیِ زندہ کرنیوالا	اَلْمُمِیْتُ مارنے والا
اَلْحَیُّ زندہ جاوید	اَلْقَیُّوْمُ تھامنے والا	اَلْوَاجِدُ موجود کرنیوالا	اَلْمَاجِدُ بزرگی والا
اَلْوَاحِدُ اکیلا	اَلْاَحَدُ تنہا	اَلصَّمَدُ بے نیاز	اَلْقَادِرُ قدرت والا

Marfat.com

اَلْمُقْتَدِرُ اقتدار والا	اَلْمُقَدِّمُ آگے کرنیوالا	اَلْمُؤَخِّرُ پیچھے کرنیوالا	اَلْاَوَّلُ سب سے پہلے
اَلْاٰخِرُ سب سے پیچھے	اَلظَّاهِرُ آشکارا	اَلْبَاطِنُ پوشیدہ	اَلْوَالِیُ مالک
اَلْمُتَعَالِی برتر	اَلْبَرُّ نیکی کرنیوالا	اَلتَّوَّابُ توبہ قبول کرنیوالا	اَلْمُنْتَقِمُ بدلہ لینے والا
اَلْعَفُوُّ معاف کرنیوالا	اَلرَّءُوْفُ شفقت کرنیوالا	مَالِکُ الْمُلْکِ خداوند عالم	ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بزرگی والا اور بخشش کا صاحب
اَلْمُقْسِطُ عدل کرنیوالا	اَلْجَامِعُ جمع کرنیوالا	اَلْغَنِیُّ بے پروا	اَلْمُغْنِیُ بے نیاز کرنیوالا
اَلْمَانِعُ روکنے والا	اَلضَّارُ ضرر پہچانے والا	اَلنَّافِعُ نفع دینے والا	اَلنُّوْرُ روشن کرنے والا
اَلْهَادِیُ راہ دکھانے والا	اَلْبَدِیْعُ نیا پیدا کرنیوالا	اَلْبَاقِی باقی رہنے والا	اَلْوَارِثُ سب کا وارث
☐	اَلرَّشِیْدُ نیک راہ بتانے والا	اَلصَّبُوْرُ صبر والا	☐

Marfat.com

اِسمِ اللّٰہُ الاَ عُظَمُ

اللہ سب ناموں میں سے بڑا نام ہے۔ یہ قرآن میں دو ہزار تین سو ساٹھ (2360) بار آیا ہے، اور یہ علم ہے صفت نہیں، مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات واجب الوجود ہے، جس میں تمام صفات کمالیہ موجود ہیں۔ صرف وہی معبود برحق ہے، جس کا ابدی طور پر رہنا ضروری ہے، اور جس کی پہچان اور معرفت میں انسان کی عقل متحیّر اور پریشان ہے، صرف وہی عبادت کے لائق ہے، اور اللہ کے معنی بھی مستحق عبادت کے ہیں۔ اللہ کی الوہیت کی علمیت آسمانی اور زمینی معبودان باطل کا نام ونشان مٹا دیتی ہے۔ اللہ کا لفظ منہ سے نکلتے ہی بے شمار فرضی معبودوں کی نفی لازم آتی ہے کہ صرف اس میں ہی تمام صفاتِ الوہیت پائی جاتی ہیں۔ یہ وہ علم ہے جس کے نور کے آگے مخلوق کی ''تنکیر'' کی ظلمت ہمیشہ ناپید رہی ہے۔ اس کی اُلوہیت کی سطح کا کبھی کسی کو درحقیقت خیال تک نہیں گزرا۔ اور اس کی شان و عظمت کے سامنے ہر اعلیٰ وادنیٰ کو سرنگوں ہوتے ہی بن آتی ہے۔

جو شخص اللہ کو مانتا اور اس کی ہستی کا اقرار کرتا ہے، اس سے اللہ کی اُلوہیت یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ شریعت کی بتائی ہوئی تمام قسم کی عبادتوں اور عبادتوں کی صورتوں کو صرف اسی ذات پاک کے لیے ہی خاص جانے اور کرے اگر اس نے کسی قسم کی عبادت کو اعتقاداً، ذہناً، قولاً یا فعلاً کسی غیر اللہ کے لیے جانا یا کیا، تو اس نے دراصل اللہ کو نہیں مانا، کیونکہ اللہ کے معنی معبود برحق کے ہیں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور جس نے اللہ کی عبادت بھی کرلی۔ اور غیر اللہ کی بھی، تو اللہ کو معبود برحق نہ جانا، تنہا مستحق عبادت نہ مانا اُلوہیت (استحقاقِ عبادت) کو اللہ کے لیے ماننا، اور پھر اسے غیر اللہ کے لیے بھی جاننا- اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ- کا انکار کرنا ہے۔

Marfat.com

پھر اللہ کے ماننے والوں پر لازم آتا ہے کہ وہ اپنے دل کو اللہ کے ساتھ وابستہ رکھیں۔اللہ کے برابر کسی سے نہ ڈریں، اس جتنی کسی کو عزت نہ کریں، اس کے نام کو زبان پر جاری رکھیں، اٹھتے بیٹھتے، اسی کا نام لیں اور اس پر تکیہ و بھروسہ کریں، جلب منفعت اور دفع مضرت کے لیے اسے ہی پکاریں اور اسی کے آگے روئیں، کہ وہی ذات پاک برحق اور ثابت ہے، اور اس کے سوا ہر چیز فانی اور راہی ہے۔ان ہی معنوں میں حضور انور ﷺ نے لبید کے مصرعہ ذیل کو پسند فرما کر اسے شرف تکلّم بخشا۔

اَلَا کُلُّ شَیْئٍ مَا خَلاَ اللّٰہُ بَاطِلٌ

اللہ تعالیٰ کے اسماء کی خاصیتیں اور تاثیریں ہیں۔اگر ہم ان کا مطلب، مفہوم جان کر، اپنے اعضاء و جوارح پر کنٹرول کر کے اکل حلال، اور صدقِ مقال کی پابندی کے ساتھ ان کو پڑھیں، اس کے ذاتی نام اور اس کی صفات کا وظیفہ پڑھیں، تو یقیناً ان کے انوار و تجلیات خاصیتیں اور تاثیریں جلوہ فرما ہوں۔انسان کی اخلاقی، روحانی، معاشی، معاشرتی اور اقتصادی قدریں حیرت انگیز طور پر بڑھیں۔زندگی کے تمام گوشے اور پہلو اصلاح و ارتقاء کے نور سے جگمگا اٹھیں اور انسان صحیح معنوں میں انسان بن جائے، سکون اور طمانیت پائے اور کامرانیوں سے ہم آغوش رہے۔

اپنے اسماء پاک سے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ﴿وَ لِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کے اچھے (صفاتی) نام ہیں۔پھر پکارو اس کو ان (ناموں) کے ساتھ۔''

اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ﴿تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے اخلاق (صفات) کے ساتھ تخلیق کرو۔'' اس کی صفات کی روشنی سے اپنی تاریکیوں کو دور کرو۔

آخر میں ہم یہ ہی کہنا چاہیں گے کہ اللہ کے نام کے معنی یا وضاحت دنیا کی کسی زبان کا کوئی لفظ نہیں کر سکتا۔وہ اللہ ہی ہے۔جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ واحد ہم

Marfat.com

سب کا معبود برحق ہے۔ اللہ وہ زندہ جاوید ہستی ہے جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ مومنین کے دل اللہ کے ذکر سے لرز جاتے ہیں کانپ جاتے ہیں ڈر جاتے ہیں۔ ہم سب کو چاہیے ہروقت اپنے رب کے نام کا اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ورد کرتے رہا کریں، اور دنیا میں سب سے زیادہ محبت کا سرچشمہ اسی کو بنائیں رکھیں اور اسی کے ہردم، ہروقت ہو کر رہیں۔ جان رکھو! دلوں کا سکون اللہ کے ذکر میں ہی ہے ایسا سکون آپ کو کسی اور کے در سے ہرگز ہرگز نہ ملے گا۔ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اسی کی تسبیح کر رہی ہے اللہ پاک کے نام کا ورد کرنے سے دل کے شبہات دور ہو جاتے ہیں اور ایمان مستحکم اور ہردم تازہ رہتا ہے۔

Marfat.com

انبیائے کرام اور قرآن

حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت الیاسؑ، حضرت الیسعؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت ذوالکفلؑ، حضرت یونسؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

تعداد انبیائے کرام علیہم السلام:

اگرچہ مشہور روایت یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے لیکن ایک روایت میں دو لاکھ چوبیس ہزار کا بھی ذکر ہے ایک روایت میں آٹھ ہزار کا بھی ذکر ہے۔ اس لیے بہتر یہ کہ عقیدہ یہ ہو کہ جتنے انبیائے کرام علیہم السلام رب تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں سب برحق تھے ان تمام پر ہمارا ایمان ہے معین تعداد ذکر نہ کی جائے، کیونکہ ایسا نہ ہو کہ یہ کم تعداد پر ایمان لائے اور واقع میں زائد ہوں، یا ایسا نہ کہ یہ زائد تعداد پر ایمان لائے اور واقع میں کم ہوں۔

پہلی صورت میں کئی انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان نہیں ہوگا اور دوسری صورت میں جو نبی نہیں ہوں گے ان کو نبی ماننا لازم آئے گا اس لیے دونوں صورتوں میں خرابی آتی ہے لہٰذا یہی بہتر صورت ہے کہ یہ ایمان رکھے "اے اللہ تیری طرف سے بھیجے ہوئے تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر میرا ایمان ہے اور وہ برحق ہیں"۔

Marfat.com

یادرکھنے کی بات:

انبیائے کرام علیہم السلام کی تعداد کا ہمیں یقین نہیں کیونکہ روایات مختلف ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی کریم ﷺ کو بھی علم نہیں تھا اسی طرح تفصیلاً انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات کو نہ ذکر کرنے کا بھی یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ پر بذریعہ وحی کئی انبیائے کرام علیہم السلام کے حالات ظاہر نہیں کیے گئے اگر بذریعہ وحی آپ کو خبری دی جاتی تو ہمیں بھی علم حاصل ہوتا۔ یہ درست نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کے اپنے علم کا یہ عالم ہے۔

"انه ﷺ لم يخرج من الدنيا حتى علمه الله بجميع مغيبات الدنيا والآخرة ولكن امر بكتم اشياء منها"

"بے شک نبی کریم ﷺ اس وقت تک دنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا و آخرت کے تمام غیبی علوم عطا فرما دیئے، البتہ بعض چیزوں کے چھپانے کا آپ کو حکم دیا گیا تھا"۔

آسمانی کتابوں کی تعداد:

تمام انبیائے کرام علیہم السلام میں سے بعض زیادہ مرتبہ والے نبی ہوئے ہیں جن کو رسول کہا جاتا ہے ان رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ (313) ہے اور آسمانی کتابوں کی تعداد کل ایک سو چار (104) ہے۔ چار مستقل نام ہیں: توراۃ، انجیل، زبور، قرآن پاک اور ایک سو کے مستقل نام نہیں بلکہ ان کو صحیفے کہا جاتا ہے۔

کسے نبی کہا جاتا ہے؟

نبی کا لفظ یا تو "نباوۃ" سے بنا ہے جس کا معنی ہوتا ہے بلندی مرتبہ اور یا یہ لفظ بنا ہے "نبا" (با ساکن) سے جس کا معنی ہوتا ہے خبر دینا ظاہر کرنا۔ اور یا یہ لفظ بنا ہے "نباۃ" (با ساکن اور تاء زائد) سے جس کا معنی ہوتا ہے مخفی آواز۔

پہلے معنی کے لحاظ پر نبی کو "نبی" اس لیے کہتے ہیں کہ تمام مخلوق سے بلند مرتبہ رکھتا

Marfat.com

ہے دوسرے معنی کے لحاظ سے کہ وہ حق بات کو ظاہر کرتا ہے اور غیبی خبریں دیتا ہے اور تیسرے معنی کے لحاظ سے کہ وہ وحی کو سنتا ہے جو اور آواز دوسروں پر مخفی ہوتی ہے۔

اسی طرح ایک احتمال یہ بھی ہے کہ یہ لفظ میں نبی (مہموز اللام بروزن فعیل) ہو تو اس وقت معنی ہوتا ہے راستہ، اس صورت میں نبی کو نبی کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ جس طرح راستہ منزل مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ ہوتا ہے اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام رب تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور منزل مراد کو پانے کا ذریعہ اور واسطہ ہوتے ہیں۔

یہ لفظ ''نبی'' کے لغوی معنی تھے جو سب کے سب نبی میں بیک وقت جمع ہوتے ہیں اصطلاحی طور پر نبی کی تعریف یہ ہے کہ:۔

''بنی آدم سے ہو، یعنی انسان ہو، مذکورہ ہو، آزاد ہو، اس کی طرف وحی آئے اور لوگوں تک اللہ کے احکام پہنچائے، نیک لوگوں کو جنت کی بشارت دے اور کفار کو جہنم سے ڈرائے اور معجزات کے ذریعے اس کی نبوت کو تائید حاصل ہوتی ہے''۔

''رسول'' کا معنی پیغام پہنچانے والا۔ لیکن اصطلاح میں رسول اسے کہتے ہیں جسے کتاب بھی عطا ہو یا پہلی شریعت پر عمل کرنا ختم ہو چکا ہو تو از سر نو اسے پہلی شریعت کی تجدید کا حکم دیا جائے۔ ہر رسول نبی ضرور ہوتا ہے لیکن ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔

تمام رسولوں اور انبیائے کرام علیہم السلام کو معجزات سے تقویت پہنچائی جاتی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ معجزہ کسے کہتے ہیں؟

معجزہ کیسا ہوتا ہے؟

عادت کے خلاف آلات کے واسطہ کے بغیر مدعی نبوت سے بعد از اعلان نبوت کسی کام کا خلاف عادت سرزد ہونا ''معجزہ'' کہلاتا ہے۔ عادت کے مطابق کام کرنے کا نام معجزہ نہیں، جیسے تیز دوڑ کر دوسروں سے آگے نکل جانا، تیز نظر والے شخص کا کسی چیز کو اتنے دور سے دیکھ لینا کہ عام آدمی کو نظر نہ آسکے۔ اس قسم کے کام معجزہ نہیں کہلاتے۔

Marfat.com

آلات کے واسطہ سے عادت کے خلاف کام کرنے کا نام بھی معجزہ نہیں۔ ٹیلیفون کے ذریعے دور دراز بات کر لینا۔ ٹیلی ویژن کے ذریعے کسی کی شکل دیکھ لینا وغیرہ اس قسم کے کام معجزات نہیں۔

معجزہ صرف نبی سے عادت کے خلاف ہونے والے کام کا نام ہے۔ غیر نبی نے کوئی کام حیرت انگیز کر دیا ہو تو اسے معجزہ کہنا جہالت و دیوانگی ہے، جیسے آج کے دور میں عام کاموں کو معجزہ کہنا اکثر پڑھے لکھے بے وقوفوں میں رواج پا چکا ہے، جو سراسر باطل ہے۔

ارہاص:

اعلان نبوت سے پہلے نبی سے عادت کے خلاف کوئی کام سرزد ہو تو اسے معجزہ نہیں کہا جائے گا بلکہ اسے ''ارہاص'' کہا جائے گا جیسے حضور نبی کریم ﷺ کو اعلان نبوت سے پہلے ہی پتھر سلام کرتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں کلام فرمایا۔

کرامت:

اللہ کے ولی سے کوئی کام عادت کے خلاف واقع ہو تو اسے ''کرامت'' کہا جائے گا۔

معونت:

عام مومن جو ولی نہیں اور فاسق بھی نہیں تو اس سے کوئی کام عادت کے خلاف ہو تو اسے ''معونت'' کہا جائے گا۔

استدراج:

کافر یا فاسق کے ہاتھوں شعبدہ بازی کا مظاہرہ، عادت کے خلاف کام کرنے کو ''استدراج'' کہتے ہیں کیونکہ وہ اس کی وجہ سے جہنم کی آگ میں پہنچ جاتا ہے۔ استدراج کا مطلب ہوگا آگ کی طرف پہنچانا یہ اس وقت ہے جب یہ کلام اس کی غرض کے مطابق واقع ہوں۔

Marfat.com

اہانت:

کافر سے کوئی کام عادت کے خلاف سرزد ہو لیکن اس کی غرض کے خلاف ہو تو اسے ''اہانت'' کہتے ہیں جیسے مسیلمہ کذاب نے اپنا کمال ظاہر کرنا چاہا تو کلی کر کے پانی کنوئیں میں ڈالا تو وہ نمکین اور کڑوا ہو گیا ایک شخص کی ایک آنکھ ضائع تھی اس پر ہاتھ پھیر کر درست کرنا چاہ تو دوسری آنکھ بھی ضائع ہو گئی۔

سحر (جادوگری)

شریر لوگ اپنے خاص اعمال کے ذریعے شیاطین کی امداد سے کئی کام عادت کے خلاف واقع کرتے ہیں یہ ''سحر'' یعنی جادوگری ہے۔

تنبیہ:

مخالفین کے چیلنج اور مطالبہ پر اور نبی کے دعویٰ پر معجزہ کا وقوع ضروری ہو جاتا ہے لیکن کرامت کا وقوع ضروری نہیں۔

کون نبی نہیں ہو سکتے؟

''مونث'' کو نبی نہیں بنایا گیا کیونکہ تبلیغ دین ان سے ممکن نہیں، نبی کو گھر سے باہر مردوں کے ہجوم اور مجالس میں احکام الٰہیہ پہنچانے ہوتے ہیں۔ یہ کام مونث سے نہیں ہو سکتے۔

''غلام'' نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ غلام دوسرے لوگوں کی نظر میں حقیر ہوتا ہے اور مالک کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا اس لیے اس سے تبلیغ احکام دین ممکن نہیں۔

جن اور فرشتے نبی نہیں بنائے گئے۔ جنس کا جنس سے فائدہ حاصل کرنا ممکن ہوتا ہے لیکن دوسری جنس سے فائدہ حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے اس لیے انسانوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے نبی کا انسان ہونا ضروری ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا﴾ (الانعام ۹)

Marfat.com

''اگر ہم نبی کو فرشتہ بناتے جب بھی اسے مرد ہی بناتے''

یہ ان کفار کو بتایا گیا ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہہ کر ایمان سے محروم ہوتے تھے کہ ہم اس پر ایمان کیوں لائیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبی کی تعلیم سے فیض حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ نبی کو انسانی شکل میں بھیجا جائے تا کہ وہ لوگ فائدہ حاصل کر سکیں۔ اگر فرشتہ کو نبی بناتے تو اسے اصلی شکل میں دیکھنے کی انسانوں میں طاقت ہی نہ ہوتی اگر فرشتہ کو نبی بنایا بھی ہوتا تو انسانی شکل میں ہی آتا تا کہ لوگ اس سے فیض حاصل کر سکتے۔

نبی گناہوں سے پاک ہوتے ہیں:

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ذهب طائفة من محققى الفقهاء والمتكلمين الى العصمة من الصغائر كالعصمة من الكبائر﴾(نبراس ص ۸۵۳)

''فقہائے کرام اور متکلمین میں سے محققین کی ایک جماعت کا مذہب یہی ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام جس طرح قبل از نبوت اور بعد از نبوت کبیرہ گناہوں سے پاک ہیں اسی طرح صغیرہ گناہوں سے بھی پاک ہیں''۔

انبیائے کرام اخلاق عظیمہ کے مالک ہوتے ہیں:

انبیائے کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے اعلان نبوت سے پہلے بھی ایسے اعلیٰ اور پاکیزہ اخلاق عطا کیے ہوتے ہیں تا کہ لوگ ان کے ماضی حال مستقبل پر کوئی اعتراض نہ کر سکیں یہ پاکیزہ اخلاق ان کو تمام اوقات میں حاصل رہتے ہیں۔ شجاعت، بردباری، کریمانہ گفتگو وغیرہ، ہر قسم کے اچھے اخلاق کے مالک ہوتے ہیں اور رذیل وگھٹیا کاموں سے پاک ہوتے ہیں۔

Marfat.com

نفس نبوت میں تمام انبیاء علیہم السلام برابر ہیں:

تمام انبیائے کرام علیہم السلام نفس نبوت میں یعنی بحیثیت نبی ہونے کے برابر ہیں، ایسا نہیں کہا جا سکتا کہ کسی نبی کی نبوت اصلی ہو اور کسی نبوت کی نبوت عارضی ہو، بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو بعض پر فضیلت حاصل ہے اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل ہمارے نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

دنیا میں تشریف لانے کے لحاظ سے سب سے پہلے آنے والے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر میں تشریف لانے والے سیدنا و نبینا محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

○

Marfat.com

تعریف معجزات

معجزات جمع ہے معجزہ کی۔ لفظ معجزہ ایک علمی اور کلامی اصطلاح ہے مگر قرآن پاک نے ایک جامع لفظ آیات یعنی نشان استعمال کیا ہے جس کے تحت دونوں خارجی خوارق اور معنوی دلائل آجاتے ہیں۔ عہد مستقبل کا علم کسی انسان کو حاصل نہیں (وماتدری نفسٌ ماذاتکسب غدا) کسی شخص کو بھی یہ پتہ نہیں کہ آنے والے کل کو وہ کیا کیا کرے گا۔

علم غیب کا مالک صرف رب العالمین ہے کہ (لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ) یعنی اسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمینوں کا غیب پوشیدہ علم ۔ اللہ رب العالمین اپنے برگزیدہ انبیاء و رسلؑ پر علم غیب کا صرف اس قدر حصہ ظاہر فرماتا رہا ہے جس کی ان کو ضرورت ہوئی یا جس کی ضرورت ان کی صداقت و رسالت کا یقین دلانے کے لیے پائی گئی۔ (عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ) وہ غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس رسول سے وہ خوش ہو، معجزہ یا تائید غیبی ونصرت حق کے لیے خارق عادت شاید ہر پیغمبر کی زندگی کا ایک لازمی جزو رہا ہے اور اکثر انبیاء و رسلؑ یعنی حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالح علیہم السلام وغیرہ کے معجزات تو قرآن پاک میں باصراحت بیان کیے گئے ہیں اور اسی طرح یہ سلسلہ حضرت خاتم النبینؐ تک جاری رہا اب ذہن میں سوال ابھر رہا ہے کہ ان معجزات کی جو تقریباً تمام انبیاء کو تائید حق کے لیے دیئے گئے ان کی غرض وغایت کیا تھی؟ آیئے مختصر طور پر اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔

معجزات کا مقصد:

معجزہ نبوت کی کوئی منطقی دلیل نہیں ہے بلکہ مذہب کی بنیاد تمام تر اسرار وغیوب پر

Marfat.com

ہے اور سب سے بڑا سر یا غیب بلکہ غیب الغیب خود اللہ کا وجود اور اس کی ذات ہے حشر ونشر، جن و ملک، وحی والہام تمام اشیاء ایک وسیع عالم غیب سے وابستہ ہیں۔ نبوت اصل نام ہے اس عالم غیب کے ساتھ روابط وعلائق کا، معجزہ میں بھی چونکہ ایک طرح کا غیب پایا جاتا ہے۔ یعنی وہ عالم ظاہری کے سلسلہ علل واسباب سے الگ معلوم ہوتا ہے اس لیے جو شخص ان پر ایمان رکھتا ہے اس کا نفس قدرتاً اس یقین کی جانب مائل ہو جاتا ہے کہ جس برگزیدہ انسان سے معجزہ ظاہر ہوتا ہے وہ عالم الغیب سے خاص تعلق اور رابطہ رکھتا ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری اور لازمی سمجھا جاتا ہے تاکہ وہ فلاح حاصل کر سکیں۔

لیکن جو شخص غیب پر ایمان نہ رکھتا ہو یعنی وہ بالکل اللہ اور مذہب کا قائل ہی نہ ہو اور ان کا منکر ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے لیے معجزہ تصدیق نبوت کی نہ کوئی دلیل بن سکتا ہے اور نہ آیت کسی نبی کے صادق یا کاذب ہونے کا تصفیہ تو اس کے بعد کی بات ہے کہ پہلے آدمی کا نفس اس امر کا قائل ہو کر اللہ کا کوئی وجود ہے اور وہ ہدایت خلق کے لیے انبیاء کو بھیجتا ہے یا بھیج سکتا ہے۔ تو ایسے شخص کے لیے معجزہ تصدیق نبوت کا باعث بن سکتا ہے مگر اس سے ہٹ کر جو منبع خلقت کے وجود کا ہی انکاری ہے اس کے لیے معجزے یا آیات کسی قسم کی تصدیق کا باعث نہیں بن سکتے بلکہ اس کو مزید باتیں کرنے کا موقع فراہم کرنے کا باعث بنتے ہیں جس طرح نمرود اور فرعون انبیاء کے معجزے دیکھ کر ان کو جادوگر یا ساحر کے نام سے پکارتے رہے ہیں اس لیے یہ تفصیلات مذہب پر یقین کرنے کے لیے پہلے نفس مذہب کا یقین لانا ضروری ہے۔ اصل حقیقت کو تو پہلے تسلیم کیا جائے پھر آگے بڑھیں۔

غرض معجزہ کو معجزہ سمجھ کر اس کے یقین وقبول کر لینے کی اولین شرط یہ ہے کہ آدمی پہلے غیب پر ایمان رکھتا ہو اس میں اہم اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور مذہب ہے۔ اور اس کے لیے مقدم شرط یہ بھی ہے کہ فرعون وابوجہل کی طرح دل میں خصومت وعناد، خودی و خودبینی، ذاتی اغراض یا ہواوہوس کے موانع یقین موجود نہ ہوں۔ جس طرح ان شرائط کی عدم موجودگی میں کوئی دلیل یقین معجزات پر آمادہ نہیں کر سکتی بالکل اسی طرح ان کی موجودگی میں کوئی دلیل یقین معجزات سے باز نہیں رکھ سکتی۔

Marfat.com

معجزے کے ساتھ دوسرا لفظ قرآن پاک میں آیت کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی نشانی یا علامت کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو علم و احساس کے جو ذرائع عطا کیے ہیں۔ وہ حقیقت میں صرف آیات و علامت کی شناخت کرتے ہیں۔ دنیا میں جس قدر چیزیں ہیں تم ان کو کس طرح جانتے اور پہچانتے ہو محض نشانیوں اور علامات کو دیکھ کر ہی ان کو پہچانا جاتا ہے یعنی وہ درخت ہے، انسان ہے، حیوان ہے یا کوئی دوسری چیز ہے جو دنیا میں کام آسکتی ہے۔

پیغمبر کا اصل معجزہ اور ان کے منجانب اللہ ہونے کی کھلی دلیل خود اسی کا سراپا وجود ہوتا ہے دیکھنے والوں کے لیے اس کی چشم و آبرو میں اور سننے والوں کے لیے اس کے لب و لہجہ میں اور سمجھنے والوں کے لیے اس لیے پیام و دعوت میں اعجاز ہوتا ہے لیکن جو لوگ احساس حقیقت میں فروتر ہوتے ہیں ان کو اس سے تسکین نہیں ہوتی اور وہ مادی اور محسوس نشانیوں کے طلب گار ہوتے ہیں جو بالآخر ان کو دی جاتی ہے۔ لیکن انبیاء کے متبعین میں سے سابقین اور اولین اور صدیقین و صالحین نے اپنے پیغمبروں سے معجزہ طلب نہیں کیا حضرت ہارونؑ نے حضرت موسیٰ کا معجزہ دیکھ کر ان کو پیغمبر تسلیم نہیں کیا تھا اور حضرت عیسیٰ کے حواریوں نے ان کا معجزہ دیکھ کر آسمانی دولت کا حصہ نہیں پایا تھا۔

حضرت خدیجہؓ سب سے پہلے حضور ﷺ پر ایمان لائیں مگر چاند کے دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھ کر نہیں بلکہ یہ جان کر کہ آپ غریبوں کے دست و بازو ہیں۔ قرضداروں کی تسکین اور سہارا ہیں مسافروں کے ملجا و ماوی ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور دیگر اصحاب اکرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک نے بھی آپؐ کی صداقت اور راہنمائی کی حقیقت کو ظاہری آیات و معجزات کی روشنی میں تلاش نہیں کیا ان کے لیے آپ کا سراپا وجود، نقش دعوت حق اور پیام اخلاص ہی معجزہ تھا۔

انہوں نے اس کو کافی سمجھا اور اس سے ایمان کی دولت پائی مگر نمرود و فرعون اور ابو جہل و ابو لہب جو آتش خلیل و طوفان نیل میں قحط مکہ اور انشقاق قمر کے معجزوں کے طالب تھے پھر بھی ایمان کی دولت عظمیٰ سے محروم رہے لیکن ان کے درمیان ایک متوسط طبقہ بھی موجود تھا جس کی

Marfat.com

بصیرت کے آئینہ پر غفلت کے رنگ کی کچھ چھائیاں تو پڑی ہوئی تھیں مگر جب حقیقت کا آفتاب طلوع ہوتا ہے اور اس کی معجزانہ کرنیں ان آئینوں پر پڑتی ہیں تو وہ چمک اٹھتے ہیں جس طرح فرعون کے جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو دیکھ کر پکار اٹھے (اٰمَنَّا بِرَبِّ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ) (قرآن طٰہٰ) اور موسیٰ وہارون کے رب کے آگے سجدہ میں گر پڑے۔

آنحضرت ﷺ کی فتح روم کی پیشین گوئی پوری ہوئی تو قریش کے نیک طبع لوگوں کی چشم باطل کھل گئی اور حقیقت کا پیکران کے سامنے جلوہ نما ہو گیا۔ یہی طبقہ ہے کہ جس کو معجزات کی ظاہر نشانیوں (آیات) سے جس قدر استعداد وحصہ پہنچتا ہے اس کے علاوہ معجزات کا بڑا حصہ تائید حق کے لیے غیر منتظر اور غیر متوقع حالات کا رونما ہونا ہے مومنین و صادقین کو مشکلات کے عالم اور اضطراب کی گھڑیوں میں ان کے ذریعہ سے تسکین دی جاتی ہے۔ اور رسوخ ایمان اور اثبات قدم مرحمت ہوتا ہے ان کی بے سروسامانیوں اور بے نواؤں کی مکافات کی جاتی ہے اور اس سے ان کی دولت ایمانی کا سرمایہ ترقی کرتا ہے۔

اصطلاحی نام:

انبیائے کرامؑ سے جو یہ مافوق العادۃ کیفیات اور اعمال صادر ہوتے ہیں ان کے لیے عام طور پر معجزہ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے لیکن اصطلاحی نقطہ نگاہ سے یہ غلط تصور کیا جاتا ہے۔

(1) سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن پاک اور احادیث میں یہ الفاظ مستعمل نہیں ہوئے بلکہ اس کی جگہ آیت (نشانی) اور برہان (دلیل) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جو اپنے مفہوم کو نہایت خوبی سے واضح کرتے ہیں اور قدیم محدثین نے بھی ان کی جگہ دلائل و علامات کے الفاظ استعمال کیے ہیں جو کہ قرآن الفاظ کے ہم معنی ہیں۔

(2) عام استعمال کی وجہ سے لفظ معجزہ کے ساتھ کچھ خاص لوازم ذہنی پیدا ہو گئے ہیں جو حقیقت میں درست نہیں ہے۔ مثلاً اسی لفظ سے عوام

Marfat.com

علیہم السلام کے واقعات زندگی کا خلاصہ، ان کی تعلیمات کا عطر اور ان کے حالات و مشاہدات کا نچوڑ ہے آپ ایک عالمگیر اور ابدی دین لے کر مبعوث ہوئے تھے اس لیے آپؐ نے ایک ہی خطاب کے ساتھ ان تمام لوگوں کو مخاطب فرمایا جن کو طوفان نوح دفعتہً بہا لے گیا تھا۔

جن کو دریائے قلزم کی لہریں نگل چکی تھیں۔

جن کو نفس حضرت عیسیٰؑ نے دوبارہ زندہ کر دیا تھا۔

ان سب سے بڑھ کر آپ کا خطاب ایک اور گروہ بھی تھا جو ان چیزوں کو صرف عجائب پرستی کی نگاہ سے نہیں بلکہ ژرف نگاہی سے دیکھنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اس وجہ سے جس چشمہ فیض نے اسباط حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سیراب کیا تھا۔ وہ ان تشنگان روحانیت سے کیوں کر بے پرواہ ہو سکتا تھا؟ چنانچہ اس نے آپؐ کی ذات کو ان تمام معجزات کا مجموعہ بنا دیا جو اعلیٰ قدر مراتب ہر طبقہ، ہر فرقہ اور ہر گروہ کے لیے ضروری تھے آپؐ کے اخلاق و عادات معجزہ ہیں آپؐ کی شریعت معجزہ ہے اور آپؐ پر جو عظیم اور پاک کتاب نازل ہوئی وہ ایک بہت بڑا معجزہ ہے جس کی مثال آج تک کہیں سے نہیں مل سکی۔ اس کے علاوہ آپؐ کی روحانی طاقت نے جسم و روح دونوں کی کائنات میں بہت کچھ اثر ڈالا۔ اس نے کبھی طوبیٰ کے سایہ میں آپؐ کے لیے بستر لگایا کبھی سدرۃ المنتہیٰ کے حدود میں رفرف کی سواری کھڑی کی، کبھی ماکذب الفواد کے نور سے قلب مبارک کو منور کیا گیا۔

ا: کبھی نزول رحمت الٰہی کے لیے آسمان کے دروازے کھلے، کبھی وادی حق کے پیاسوں کے لیے زمین کی تہہ سے پانی کے چشمے ابل آئے۔

ب: کبھی سنگ خارا کے شراروں کی روشنی میں قیصر و کسریٰ کے خزانے دکھلائے۔

کبھی انبیائے سابقین علیہم السلام کی زبان الہام سے اپنی کامیابی کے نغمہ ہائے بشارت سنائے اور آئندہ دنیا کے واقعات و حالات غیب بتا کر رہروان عالم کو منزل حقیقت کے نشان دکھائے۔

Marfat.com

آپؐ کی زندگی کے واقعات کا سب سے بڑا حصہ غزوات ومحاربات ہیں ان ہنگامہ خیز واقعات کے تاریخی علل واسباب اوران کے نتائج کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔

آپؐ کی زندگی کا سب سے بڑا فرض اسلام کی اشاعت و تبلیغ ہے۔اور آپ نے اپنی کیمیا اثر تقاریر میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا کر مشرف بہ اسلام کیا۔غرضیکہ آپ کی پیغمبرانہ زندگی کے ہر مظہر میں دلائل، یہ براہان، یہ آیات، یہ معجزات اسباب ظاہری کے پہلو اسباب حقیقی بن کر رونما ہوتے رہے ہیں۔اگرچہ دنیا میں عقل ونقل اور فلسفہ مذہب کا جب سے وجود ہے ان مباحث پر معرکہ آرا بحثیں ہوتی چلی آئی ہیں۔کچھ لوگ اس عمل ممکنات میں سے سمجھتے ہیں اور بعض ناممکنات میں سے اور اپنی دلی تسلی کے لیے اپنے فہم وادراک کے موافق مختلف نظریات قائم کرتے ہیں۔تاکہ وہ اپنی راز طبیعت کی تشنہ طبعی کو تسکین دے سکیں۔

تین باتیں ضرور ہوں:

وہ حکمائے اسلام جو حقیقت کی منزل کو پانا چاہتے ہیں یا اس کے متلاشی نظر آتے ہیں ان کے مطابق نبی وہ ہے جس میں تین باتیں اکٹھی جمع ہوں یا اس میں یہ تینوں اوصاف پائے جاتے ہیں۔جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اس کو امور غیب کی اطلاع ہو۔

(۲) ملائکہ اس کو نظر آئیں اور وہ ان سے باتیں کریں۔

(۳) اس سے خلاف عادت عمل ظاہر ہوں۔

معجزہ اور جادو کا فرق:

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ معجزہ اور جادو میں کیا فرق پایا جاتا ہے۔کیونکہ معجزہ سے جس طرح عجیب وغریب امور صادر ہوتے ہیں۔تو ایسے ہی جادو، طلسم، نیرنگ اور شعبدہ سے بھی اس قسم کی چیزیں دکھائیں جاسکتی ہیں۔تو ایسی حالت میں ایک عام آدمی کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوگا کہ معجزہ اور جادو میں کیا فرق پایا جاتا ہے؟

اس سلسلے میں مختلف علماء کے بیانات درج کیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

(۱) علامہ ابن حزمؒ کا یہ دعویٰ ہے کہ معجزہ کے علاوہ جادو، طلسم وشعبدہ وغیرہ جو چیزیں ہیں وہ صرف فریب نظر ہیں۔ لیکن معجزہ سے قلب حقیقت اور تبدیل خاصیت ہو جاتی ہے۔

(۲) اشاعرہ، جادو، طلسم کی حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ معجزہ سے جو عظیم الشان عجائب سرزد ہوتے ہیں مثلاً سمندر کا خشک ہونا اور چاند کا شق ہو جانا وغیرہ یہ چیزیں جادو، طلسم کے زور سے ممکن نہیں۔

(۳) حکمائے اسلام کا مسلک یہ ہے کہ معجزہ اور سحر میں فرق یہ ہے کہ صاحب معجزہ اپنی قوت کو خیر کے لیے صرف کرتا ہے اور ساحر شر میں۔

ان دعوؤں سے معجزہ اور سحر میں فرق واضح نہیں ہو رہا کیونکہ دونوں اپنے دعوے کے حق میں دلائل پیش کرتے ہیں۔ مگر اصل میں یہ ہے کہ معجزہ اور دیگر عجائبات امور میں دو عظیم الشان فرق ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ معجزہ براہ راست خدا کا فعل ہوتا ہے اور سحر میں عجائب اُمور اسباب طبعی و نفسی کے نتائج ہوتے ہیں۔

۲۔ معجزہ سے مقصود اعدائے الٰہی کی رضات یا مبلغ رسالت کی تائید اور مومنین و صادقین کی حمایت اور برکت ہوتی ہے محض کھیل تماشہ، شعبدہ بازی گری اس کا مقصد نہیں ہوتا اور سب سے آخری اور اہم جو دونوں میں حد فاصل بن جاتی ہے وہ یہ ہے۔

کہ ساحر، بازی گر، شعبدہ باز صرف تماشہ، کرتب اور عجائبات دکھاتے ہیں اس کے ساتھ وہ اپنی زندگی کی پاکیزگی، ارادوں کی بے گناہی، دلوں کی طہارت اور صفائی، شریعت الٰہی کی تبلیغ، قلوب کا تزکیہ اور سیہ کاریوں کے قلع قمع کے نہ وہ مدعی ہوتے ہیں اور نہ بدخواص اور کارنامے ان سے ظاہر ہوتے ہیں۔

لیکن انبیائے علیہم السلام کی معصوم زندگی، پاک اخلاق، مقدس اعمال اور دیگر پیغمبرانہ خصائص و کیفیات خود ان کی منادی کرتے رہے ہیں قدم قدم پر خدا ان کی دعوت کی تائید کرتا ہے ان کی صدائے حق جماعتوں، قوموں اور ملکوں میں روحانی انقلاب پیدا

Marfat.com

کرتی ہے ان کی سچائی، راستی اور صداقت پر ان کے سوانح حیات کا حرف حرف گواہی دیتا ہے وہ سونے چاندی پر نہیں بلکہ دلوں پر اخلاص وایثار اور صدق وصفائی کی مہر لگاتے ہیں اس کے برعکس ایک ساحر اور سمریز خواص اشیاء میں انقلاب پیدا کرسکتا ہے مگر وہ

1۔ کافر کو مومن نہیں بنا سکتا۔

2۔ بدکار کو نیکوکار میں تبدیل نہیں کرسکتا۔

3۔ بخیل کو فیاض نہیں بنا سکتا۔

4۔ سخت کو نرم نہیں بنا سکتا۔

5۔ جاہل کو عالم نہیں بنا سکتا۔

وہ لوہے کو زر خالص کی صورت میں بدل سکتا ہے مگر کسی زنگ آلود دل کو جلا یا روشنی نہیں بخش سکتا۔

ممکن ہے کہ عوام دونوں کے کرتب کے اعتبار سے فرق نہیں کر پائیں مگر اہل نظر دھوکا نہیں کھا سکتے ان دونوں کی ظاہری شکل وصورت کو ایک جیسی ہے مگر ان دونوں کے خصائص میں بہت بڑا فرق ہے۔

کیونکہ ایک پیغمبر اپنا معجزہ اور جادوگر اپنا کرتب دکھاتے ہیں تو ظاہری حیرت کدائی کے لحاظ سے عوام کے نزدیک ایک لمحہ کے لیے گو دونوں ایک ہی ہوں مگر جب حقیقت کا پردہ چاک ہو جاتا ہے تو ایک اخلاق مجسمہ، پاکیزگی کا فرشتہ، شریعت کا حامل، گنہگاروں کا طبیب اور قلوب کا معالج ہوتا ہے جب کہ دوسرا محض تماشا گر، شعبدہ باز یا مصنوعی حیلہ گر اور نقال ہوتا ہے۔ جادو کا مقصد محض وقتی طور پر لوگوں کو خوش کرنا اور کچھ حاصل کرنا ہوتا ہے مگر پیغمبر اپنا معجزہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور لوگوں میں اپنی تائید پیدا کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم کی اتباع چاہتا ہے اس کو عوام سے دوسرا کوئی کسی قسم کا لالچ یا مدح سرائی کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ معجزہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پیش کرتے ہیں جب کہ جادوگر اپنی مرضی یا ضرورت کے تحت۔

اب یہ شک رہ جاتا ہے کہ دونوں میں مشابہت پائی جاتی ہے یعنی جادوگر بے تکلف اپنی ساحرانہ قوت کو دنیا کے تزکیہ اخلاق واصلاح عالم میں صرف کرسکتا ہے اور اس سے کوئی

Marfat.com

محال عقلی لازم نہیں آتا لیکن امکان عقلی اور امکان واقعی دو مختلف چیزیں ہیں۔ یہ عقلاً ممکن ہے کہ ہر شخص بادشاہ بن سکتا ہے، عالم عصر ہو سکتا ہے اور کشور ہو سکتا ہے مگر واقعتاً اور عملاً یہ قدرت ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتی۔

کیا معجزہ دلیل نبوت ہے؟

یہاں یہ بھی سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ معجزہ پیش کرنے سے واقعی نبوت کا ثبوت مل جاتا ہے یا کہ نہیں، یا صرف معجزہ نبوت کے لیے کافی نہیں اس سلسلے میں اشاعرہ کا جواب اثبات میں اور معتزلہ کا منفی میں ہے۔ اور اس سلسلے میں ابن رشد نے کشف الادلہ میں کافی بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ معجزہ دلیل نبوت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ منطقیانہ حیثیت سے دعویٰ اور دلیل میں مناسبت کا ہونا ضروری ہے۔ معجزہ اور نبوت میں کسی قسم کی مناسبت نہیں پائی جاتی۔ مثلاً جب ایک شخص بذات خود دعویٰ کرتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے قوم کے عقائد و اعمال اور اخلاق وغیرہ کی اصلاح کے لیے مبعوث ہوا ہے۔ لیکن جب اس سے اس دعویٰ کی تصدیق طلب کی جاتی ہے تو۔

وہ خشک چشمے کو پانی سے لبریز کر دیتا ہے۔ جیسے حضور ﷺ کا
چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھا دیتا ہے۔
یا موسیٰ علیہ السلام کا
لاٹھی کو سانپ بنا کر دینا ہے۔

صحابہ رضی اللہ کا حضور ﷺ پر ایمان لانا:

حضور اکرم ﷺ نے جب اپنی نبوت کا دعویٰ فرمایا تو مکہ شریف میں ماسوائے ایک دو افراد کے کوئی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ:

۱۔ آپؐ نے جو پیغام دیا وہ ان کے آباؤ اجداد کے مذہب کے قطعی خلاف تھا۔

۲۔ جو جہاں کی برائیاں تھیں مثلاً چوری، ڈاکہ، قتل و غارت، کینہ عداوت،

Marfat.com

سود، قمار، شراب وغیرہ غرض وہ تمام افعال جو عرب کے خصائص بن چکے تھے۔ آپؐ ان کا قلع قمع کرنا چاہتے تھے جس کے لیے وہ کسی صورت پر تیار نہ تھے۔

۳۔ آپ کے ہاتھ میں کوئی طاقت نہ تھی، دولت خزانہ نہ تھا۔

اس کے علاوہ جو کوئی ایمان کی دولت سے سرفراز ہوتا اس کو طرح طرح کی مشکلات ،مصائب اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا مگر اس کے باوجود کچھ عرب کے دور دراز کے قبائل تھے جو پوشیدہ طور پر آ کر بیعت کرتے اور چلے جاتے تھے۔ آخر کار یہ تمام دشمن آپؐ کے سامنے سرنگوں ہوئے اور ایمان لے آئے۔ آخر اس کی کیا وجہ تھی؟ کہ دشمن دوست بن گئے۔ باغی مطیع ہو گئے۔ اس کے بارے میں اگر بغور مطالعہ کر کے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان سب لوگوں کے اسلام لانے کا ایک ہی سبب یہ تھا۔ سینکڑوں اور ہزاروں آدمی ایک متحد نتیجہ کا یقین رکھتے تھے۔ ہزاروں صحابہؓ نے آپ کی نبوت کی تصدیق کی، آپؐ کی رسالت پر ایمان لائے، آپؐ کی صداقت پر یقین کیا۔ مگر یہ تصدیق، ایمان اور صداقت کسی ایک سبب کا نتیجہ نہ تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف معجزہ ہی نبوت کی دلیل نہیں ہے بلکہ ہر طبیعت صالحہ اور قلبِ سلیم کے لیے پیغمبروں کی صداقت کی مختلف دلیلیں موثر اور کارگر ہوتی ہے۔ مثلاً

۱۔ حضرت ابو بکرؓ صرف دعویٰ نبوت سن کر ایمان لے آئے انہوں نے کسی قسم کے برہان و دلائل کی ضرورت محسوس نہ کی۔

۲۔ حضرت عبدالرحمٰن عوفؓ، حضرت ابو بکرؓ کو دیکھ کر ایمان لے آئے کہ وہ اس قدر سمجھ دار، دانشمند اور جہاں دیدہ ہیں اسی طرح حضرت عثمان غنیؓ اور ابو عبیدہ بن جراحؓ نے بھی یہی کیا۔

۳۔ حضرت خدیجہؓ جو کہ آپؐ کی پہلی زوجہ محترمہ تھیں وہ آپؐ کے ماضی کے کردار اور عادات کو دیکھ کر ایمان لائیں۔

۴۔ حضرت انیس غفاریؓ اور حضرت عمرو بن عتبہ سلمیؓ یہ دیکھ کر ایمان لائے کہ آپؐ ہمیشہ مکارم اخلاق کا حکم دیتے ہیں۔

Marfat.com

۵۔ حضرت عمر، حضرت طفیلؓ بن عمرو دوسی، حضرت جبیرؓ بن مطعم، نجاشیؓ شاہ حبش وغیرہ اور سینکڑوں اشخاص کلام اللہ ربانی سن کر اس سے متاثر ہو کر ایمان لائے۔

۶۔ حضرت ضمادؓ بن ثعلبہ ازدی کلمہ طیبہ سن کر ایمان لائے۔

۷۔ حضرت عبداللہؓ بن سلام چہرۂ انور دیکھ کر پکار اٹھے کہ یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں اور وہ مسلمان ہو گئے۔

۸۔ حضرت ضمام بن ثعلبہ رئیس بنی سعد کے اسلام لانے کا واقعہ یوں ہے کہ انہوں نے بے تکلفی سے درباری نبویؐ میں آ کر آنحضرت محمد ﷺ کو قسم دلائی کہ تم کو سچ مچ خدا نے بھیجا ہے اور جب آپؐ نے قسم کھائی تو وہ مسلمان ہو گئے۔

اوس اور خزرج قبائل کے لوگ اپنے یہودی ہمسایوں سے حضور ﷺ کے بارے سنا کرتے تھے کہ آپؐ کا ظہور ہونے والا ہے تو انہوں نے آپؐ کی تقریر سنی تو مسلمان ہو گئے فتح مکہ کے موقع پر سینکڑوں مسلمان ہوئے اور لوگ یہ ماننے پر مجبور ہو گئے کہ یہ خانہ خلیل ایک جھوٹے پیغمبر کے قبضے میں نہیں جا سکتا بعض قبائل محض آپؐ کی فیاضی کو دیکھ کر ایمان لے آئے۔ عرب کے متعدد شعراء اور اصحاب علم قرآن پاک کا اثر اور اس کی فصاحت و بلاغت کو دیکھ کر ایمان لے آئے۔

چند کفار غزوۂ بدر کے بعد مسلمانوں کے آداب واخلاق کو مدنظر رکھ کر مسلمان ہو گئے تھے۔ صلح حدیبیہ کے بعد جب مسلمانوں اور کفار مکہ کا میل جول عام ہو گیا تو کفار مکہ مسلمانوں کے عادات واطوار اور کردار سے متاثر ہو کر ایمان لے آئے اور آپؐ کی صداقت کا دم بھرنے لگے۔ اس کے علاوہ بہت سے کفار، یہودی اور نصرانی وغیرہ فتح مکہ کے مختلف محرکوں میں مسلمانوں کے عمل حسنہ سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔

مگر اس کے ساتھ کچھ ایسے لوگ بھی تھے جن پر نہ تو آپؐ کی امانت وصداقت کے موتیوں کی چمک پڑ سکی اور نہ ہی ان کے دلوں میں آپؐ کے معجزات نے ہی اثر پیدا کیا اور نہ ہی ان کو آپؐ کی رشتہ داری دل نرم کر سکی وہ باقاعدہ اپنی ہٹ دھرمی، حسد اور تعصب کی عینک لگائے اڑے رہے جن میں درج ذیل نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ ابوجہل، ابوسفیان وغیرہ۔

Marfat.com

ان کے علاوہ ثمامہ بن آثال، ہندہ زوجہ ابوسفیان، ہبار بن الاسود، وحشی قاتل حضرت حمزہ یہ دیکھ کر مسلمان ہو گئے کہ آپؐ دشمنوں کے ساتھ بھی محبت وشفقت کا سلوک کرتے ہیں۔ قیصر روم محض آپؐ کے چند اوصاف اور اسلام کے چند مناقب سن کر اظہار حق پر مائل ہو گیا تھا۔ حضرت عدی بن حاتم طے کے عیسائی رئیس تھے۔ وہ آپ کو بادشاہ سمجھ کر مدینے طیبہ آئے مگر جب یہ دیکھا کہ آپؐ ایک ادنی آدمی کو بھی اٹھ کر ملتے ہیں اور بڑے آداب سے بٹھا کر خدمت کرتے اور بات کرتے ہیں تو اس نے پکار کر کہا کہ آپؐ بادشاہ نہیں پیغمبر ہیں۔

ایسے بے شمار لوگ تھے جو محض آپؐ کے کردار، اخلاق، فیاضی اور محبت وشفقت کو دیکھ کر ایمان لے آئے۔ ایک عورت نے آپؐ کے ہاتھ کی انگلیوں سے پانی نکلتا دیکھ کر اپنے قبیلے کے لوگوں کو بتایا تو وہ حیران کن عمل کو دیکھ کر ایمان لے آئے۔

بعض لوگ آپؐ سے مختلف معجزات کو دیکھ کر ایمان کی نعمت سے مالا مال ہوئے مثلاً سراقہ بن مالک جو ہجرت کے وقت آپؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے تعاقب میں گھوڑا دوڑاتے آرہے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ آپؐ کی دعا سے تین دفعہ ان کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے تو ان کو یقین ہوگیا کہ اسلام کے اقبال کا ستارہ نقطہ عروج پر پہنچ کر رہے گا چنانچہ خط امان حاصل کی اور بعد میں مسلمان ہو گئے۔

یہ ہیں وہ حالات اور وجوہات جن کی وجہ سے صحابہ کرام حضور ﷺ پر ایمان لائے اور یہود کو یہ ثبوت پیش کیے کہ اسلام تلوار کے سائے میں نہیں پھیلا بلکہ وہ حضور ﷺ کے اخلاق وکردار کی برکت، ان کی تعلیمات اور قرآن پاک کی برکت سے عرب میں پھیلا کیونکہ کفار مکہ حضور ﷺ کو بچپن سے ہی جانتے تھے، ان کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے اور اہل مکہ کی دشمنی کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے آباؤاجداد کے طریقوں اور مذہب ورسومات کو چھوڑنا اپنی بے عزتی اور بزدلی تصور کرتے تھے۔

شہادت معجزات

اگر کسی امر کا صرف عقلاً جائزہ ممکن ہوتا اس کے وقوع کی دلیل نہیں۔ یہ بالکل جائز و ممکن تھا کہ کہ اکبر ہندوستان کے ساتھ کسی دوسرے ملک کا بھی بادشاہ ہوتا مگر واقعتاً ایسا

Marfat.com

نہیں ہوا۔

(۱) غیر مشتبہ مشاہدہ (۲) تشفی بخش شہادت

(۱) غیر مشتبہ مشاہدہ! یعنی ایسا مشاہدہ جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو۔

(۲) تشفی بخش شہادت: ایسی شہادت جس سے انسان کا بالکل تسلی اور اطمینان حاصل ہو جائے کہ یہ واقعہ صحیح ہے۔

نمبر (۱) غیر مشتبہ مشاہدہ کی صورت میں کوئی شے بحث طلب نہیں رہ جاتی مثلاً آنحضرت ﷺ نے ایک سفر میں حضرت جابرؓ سے وضو کا پانی طلب فرمایا، انہوں نے قافلہ میں بہت ڈھونڈا مگر پانی نہ ملا۔ ایک انصاری خاص طور پر آنحضرت ﷺ کے لیے پانی جمع کر کے رکھتے تھے۔ حضرت جابرؓ نے آپ کی خدمت میں پانی نہ ملنے کی اطلاع کی تو آپؐ نے ان کو انصاری کے پاس بھیجا لیکن ان کے پاس بھی اس قدر کم پانی تھا کہ اگر انڈیلا جاتا تو برتن کے خشک حصے ہی میں جذب ہو کر رہ جاتا۔ حضرت جابرؓ نے آنحضرت ﷺ کو خبر دی تو آپؐ نے اس برتن کو منگوا بھیجا اور ہاتھ میں لے کر کچھ پڑھا اور اس کو ہاتھ سے دبا دیا۔ پھر حضرت جابرؓ کو برتن دیا اور طشت طلب فرمائی آپؐ نے ہاتھ کی انگلیوں پھیلائیں اور اس طشت کے اندر رکھ کر حضرت جابرؓ کو حکم دیا کہ ''بسم اللہ کر آپؐ نے ہاتھ پر پانی گرائے'' حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ میں نے پانی ڈالنا شروع کیا پہلے آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی اُبلا پھر تمام طشت بھر گیا۔ یہاں تک کہ سب لوگ پانی پی کر سیر ہو گئے اس کے بعد آپؐ نے اس کے اندر سے ہاتھ نکال لیا تو طشت پانی سے بھرے کا بھرا رہا۔

اب اگر حضرت جابرؓ نے اس واقعہ کو خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا یا دیکھا ہو اور اس کو اس واقعہ میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو تو تمہی کو یقین کر لینے میں کیا روک ٹوک ہو سکتی ہے؟ البتہ دوسرے کو باور کرنے میں بحث ہو سکتی ہے کہ واقعی یہ واقعہ ممکن ہے یا کہ ناممکن اور حضرت جابرؓ کی شہادت کہاں تک قابل قبول ہو سکتی ہے؟

لہٰذا امکان معجزہ کا مرحلہ طے ہو جانے کے بعد دوسری بحث شہادت معجزات کی پیدا

Marfat.com

ہوتی ہے۔ اگر کسی معجزہ کی تصدیق میں تسلی بخش شہادت موجود ہو تو اس کے قبول سے محض معجزہ ہونے کی بنا پر کسی عاقل کو انکار نہیں ہو سکتا مثلاً :۔

''ایک سفر میں صحابہؓ بھوک سے اس قدر بے تاب ہوئے کہ اونٹنیاں ذبح کرنا چاہیں لیکن آپؐ نے تمام لوگوں کو زادراہ جمع کرنے کا حکم دیا اور ایک چادر بچھائی گئی اور اس پر تمام زاد راہ ڈھیر کیا گیا اس تمام سامان کی مجموعی تعداد نے صرف اس قدر زمین میں احاطہ کیا جس پر ایک بکری بیٹھ سکتی تھی جبکہ اشخاص کی تعداد چودہ سو تھی لیکن تمام لوگوں نے سیر ہو کر کھا لیا اور اپنے اپنے توشہ دان بھر لیے''۔

اب اگر اس حدیث میں ان امور کی شہادت مل جائے کہ :۔

(۱) تمام زاد راہ صرف ایک بکری کے بیٹھنے کی جگہ میں آ گیا تھا۔

(۲) اشخاص کی تعداد چودہ سو تھی۔

(۳) سب لوگوں نے سیر ہو کر کھا لیا تھا۔

(۴) اور اپنے اپنے توشہ دان بھر لیے تھے۔

تو اس طرح اس بارے میں تشفی بخش شہادت مل جائے گی۔

معجزات کا مقصد

معجزہ منطقی دلیل نہیں:

فلاسفیوں اور حکماء نے یہ ثابت کیا ہے کہ معجزہ نبوت کی کوئی منطقی دلیل نہیں ہے۔ البتہ جو شخص:

(۱) مذہب کا قائل ہو۔

(۲) غیب پر ایمان رکھتا ہو۔

(۳) سنت الٰہی کا معتقد ہو تو بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے اللہ ان ہی کے اندر سے کسی نہ کسی برگزیدہ بندے کو اپنے پیغام کے ساتھ بھیجتا رہا ہے۔

اس کے سامنے جب کسی مقدس انسان کی طرف سے اس پیام کے حامل نبی ہونے کا

Marfat.com

دعویٰ کیا جاتا ہے اور یہ داعی الی اللہ اپنے ظاہری و باطنی کمالات اخلاقیہ و اوصاف حمیدہ کے لحاظ سے عام انسانوں سے برتر نظر آتا ہے تو اس شخص کے دل میں ایمان کی لہر پیدا ہو جائے گی اب اگر اسی نبی یا پیغمبر سے کوئی معجزہ نما واقعہ ظاہر ہوتا ہے یا اس کی طرف کسی معجزہ کا انتساب کیا جاتا ہے تو اس کی صداقت کی ایک ''آیت'' یا نشانی کا کام دیتی ہے جس سے ذوق ایمان کی تقویت ہوتی ہے اور اس طرح ایمان کے تشنہ کام نفوس کے لیے ایک معنی کر کے معجزہ براہ راست خود نبوت نہیں البتہ مدعی نبوت کی صداقت کی ایک نفسی دلیل بن جاتا ہے۔

مذہب کی بنیاد تمام تر اسرار و غیوب پر ہے سب سے بڑا سراپا خود اللہ کا وجود اور اس کی ذات ہے۔ حشر و نشر، جن و ملک، وحی و الہام وغیرہ تمام چیزیں ایک عالم غیب ہیں اور نبوت نام ہے اسی عالم غیب کے ساتھ روابط و علائق کا معجزہ میں بھی چونکہ ایک طرح کا غیب پایا جاتا ہے یعنی وہ عالم ظاہری کے سلسلے علل و اسباب سے الگ معلوم ہوتا ہے اس لیے جو غیب پر ایمان رکھتا ہے اس کا نفس قدرتی طور پر اس یقین کی جانب مائل ہو جاتا ہے کہ جس برگزیدہ انسان سے معجزہ ظاہر ہوا ہے وہ عالم غیب سے خاص تعلق رکھتا ہے۔

لیکن اگر کوئی غیب پر ایمان ہی نہیں رکھتا یعنی سرے سے ہی خدا اور مذہب کا قائل نہیں تو ظاہر ہے کہ اس کے لیے معجزہ تصدیق نبوت کی نہ کوئی دلیل بن سکتا ہے اور نہ آیت یا نشانی وغیرہ۔ غرض معجزہ کو معجزہ سمجھ کر اس کے یقین و قبول کی اولین شرط یہ ہے کہ وہ آدمی غیب (خدا و مذہب) پر ایمان رکھتا ہو۔ اس کے بعد دیکھنے کی بات یہ ہے کہ معجزہ کی مذکورہ بالا غایت اور اس پر یقین اولین شرط کو پیش نظر رکھ کر وقوع معجزہ کی دو ہی صورتیں نکلتی ہیں جن کی طرف ارشاد کیا گیا ہے۔

یقین معجزہ کی شرائط:

معجزہ پر یقین کرنے کے لیے درج ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) اللہ اور غیب کا یقین۔

(۲) غیب پر ایمان رکھتا ہو۔

(۳) سنت اللہ کا معتقد ہو۔

Marfat.com

وحی کیا ہوتی ہے؟

لغت میں وحی کے معنی ''الاشارۃ السریعۃ'' ہیں یعنی تیزی سے اشارہ کرنا۔ قرآن میں وحی کا لفظ مختلف موقعوں پر استعمال ہوا ہے۔ ان سب متفرق آیتوں کو جن میں لفظ وحی آیا ہے۔ ایک جگہ جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وحی سے مراد وہ کلام ہے جو منہ اور کان کی مدد کے بغیر کسی تک پہنچا ہو۔ جب خدا نے حضرت زکریا علیہ السلام کو جب کہ وہ بوڑھے تھے اور ان کی بی بی بانجھ تھیں۔ ان کے ہاں بیٹا پیدا ہونے کی بشارت ہوئی تو حضرت زکریا نے اپنے اطمینان کے لیے ایک نشانی مانگی۔ خدا نے فرمایا کہ تمہاری یہ نشانی ہے کہ تم برابر تین رات دن لوگوں سے بات نہ کر سکو گے۔ جب حضرت زکریا علیہ السلام حجرے سے باہر آئے تو وہ بول نہیں سکتے تھے۔ اس لیے انہوں نے اشارہ سے لوگوں کو سمجھا دیا کہ صبح شام خدا کی تسبیح کرتے رہو۔ یہاں منہ اور کان کی مدد کے بغیر ایک بات کے سمجھا دینے کو وحی کہا گیا ہے۔

﴿فَاَوْحٰی اِلَیْھِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُکْرَۃً وَّ عَشِیًّا﴾ (ع مریم ۴۳)

خدا نے شہد کی مکھی کو چھتا بنانے کا شہد جمع کرنے کی جو تعلیم دی اور اسی طرح جانوروں کی ہر ایک نوع کو زندگی کا جو طریقہ سکھایا یعنی ان کو عقل حیوانی دی تو خدا کی یہ تعلیم بھی وحی ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔

﴿وَ اَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ﴾ (نحل ٦٧)

خدا نے غیر ذی روح چیزوں کو جو ان کا کام بتا دیا اور ان کو ان کے ڈھیرے پر لگا دیا اس کو بھی وحی کہا گیا ہے۔

﴿ فَقَضٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَھَا﴾

Marfat.com

''پھر دو دن میں خدا نے سات آسمان بنا دیئے اور سب آسمانوں کو ان کا کام بتا دیا (وحی کر دیا)'' (حمٓ السجدہ آیت ۱۲)

﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا﴾

جب زمین زور سے ہلا دی جائے گی۔

﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا﴾

اس دن یہ (زمین) اپنی خبریں بیان کر دے گی۔

﴿بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا﴾

اس لیے کہ تمہارا پروردگار اس کو حکم دے گا (وحی کرے گا)۔ (۵ زلزال ۹۵)

خدا فرشتوں کے ساتھ جو کلام کرتا ہے وہ بھی وحی ہے، جیسا کہ جنگ بدر کے متعلق ارشاد ہے:

﴿اِذْ يُوْحِىْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّىْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِىْ فِىْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ﴾

جب تمہارے رب نے فرشتوں کو وحی کی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، سو تم مومنوں کو ثابت قدم رکھو، میں ابھی کافروں کے دلوں میں رعب اور ہیبت ڈال دوں گا۔ (۳ع انفال ۸)

شیطان ایک پلید روح ہے، وہ جب لوگوں کے دلوں میں برے وسوسے اور خیالات ڈالتا ہے تو چونکہ اس کا یہ کلام بھی منہ اور کان کی مدد کے بغیر ہوتا ہے اس لیے اس کے لیے بھی لفظ وحی استعمال ہوا ہے۔

﴿وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ﴾

''اور (اے محمدؐ) شیاطین تو اپنے رفیقوں کو کہتے رہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ جھگڑا کرتے ہو''۔ (۱۱ع۱۴ انعام ۵۳)

Marfat.com

﴿وَ كَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾

''اور اسی طرح ہم نے انسانوں کے شیاطین کو اور جنوں کو ہر ایک نبی کا دشمن بنا دیا تھا کہ دھوکا دینے کی غرض سے ایک دوسرے کو طمع کی باتیں کہا کرتے تھے۔''

پیغمبروں کے علاوہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ اور حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کو جو حکم دیا گیا اس میں بھی لفظ وحی استعمال ہوا ہے۔

''(اے موسیٰ) جب ہم نے تمہاری ماں کی طرف وہ وحی بھیجی جس کا حال (تم کو اب) وحی کے ذریعے سے بتایا جاتا ہے (۱۴ع۲طٰہٰ۴۴) اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی بھیجی کہ ان کو دودھ پلاؤ۔'' (۷ع۱القصص۴۸)

''اور جب میں نے حواریوں کو وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور (خدا) تو اس بات کا گواہ رہے کہ ہم فرمابردار ہیں۔'' (۳ع۱۵مائدہ۱۱۴)

''جب وہ لوگ یوسف کو اپنے ساتھ لے گئے اور سب نے اس بات پر اتفاق کر لیا اس کو کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دیں (اور انہوں نے ایسا ہی کیا) تو ہم نے یوسف کو وحی کی کہ ایک دن آئے گا جب کہ تم ان کو اس کام پر متنبہ کرو گے اور وہ جان نہ سکیں گے۔'' (۹ع۲یوسف۵۱)

انبیائے علیہم السلام پر وحی

قرآن میں مندرجہ بالا گیارہ آیتوں کے سوا جن میں لفظ وحی عام معنی میں مستعمل ہوا ہے جہاں کہیں لفظ وحی آیا ہے اس سے خدا کا وہ کلام مراد ہے جس کے مخاطب پیغمبر ہیں۔ چنانچہ اللہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

﴿اِنَّآ اَوۡحَیۡنَآ اِلَیۡکَ کَمَآ اَوۡحَیۡنَآ اِلٰی نُوۡحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ ۚ وَ اَوۡحَیۡنَآ اِلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ وَ الۡاَسۡبَاطِ وَ عِیۡسٰی وَ اَیُّوۡبَ وَ یُوۡنُسَ وَ ہٰرُوۡنَ وَ سُلَیۡمٰنَ ۚ وَ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا﴾

"(اے محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف (اسی طرح) وحی بھیجی ہے جس طرح ہم نے نوحؑ اور (دوسرے) نبیوں کی طرف، جوان کے بعد ہوئے وحی بھیجی تھی، اور (جس طرح) ہم نے ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی۔"

ایک جگہ فرمایا کہ:

اور کتنے رسول ہیں جن کا حال ہم تم سے پیشتر بیان کر چکے ہیں اور کتنے رسول ہیں جن کا حال ہم نے تم سے بیان نہیں کیا، اور اللہ نے موسیٰ سے باتیں کیں۔

﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِیۡنَ وَ مُنۡذِرِیۡنَ لِئَلَّا یَکُوۡنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌۢ بَعۡدَ الرُّسُلِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَزِیۡزًا حَکِیۡمًا﴾

"یہ رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے (تھے) تاکہ پیغمبروں کے (آئے) پیچھے لوگوں کو خدا پر حجت باقی نہ رہے۔ اور اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔" (۳ع ۲۳ ۹۴)

وحی نازل کرنے کے طریقے

قرآن میں وحی بھیجنے کا طریقہ بھی بیان فرما دیا گیا، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحۡیًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآیِٔ حِجَابٍ اَوۡ یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَیُوۡحِیَ بِاِذۡنِہٖ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیۡمٌ﴾

کسی آدمی کو یہ تاب نہیں کہ خدا اس سے کلام کرے مگر بذریعہ وحی یا

Marfat.com

حجاب کے پیچھے سے، یا کسی فرشتے کو اس کے پاس بھیج دیتا ہے۔ اور وہ فرشتہ اللہ کے حسب حکم اور حسب منشاء وحی کرتا ہے بیشک وہ بلند مرتبہ حکمت والا ہے۔

﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾

''اور (اے محمد) اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح (یعنی وحی) بھیجی تم تو نہ کتاب کو جانتے تھے اور نہ ایمان کو، لیکن ہم نے اس (قرآن) کو ایک نور بنا دیا ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں اس کے ذریعے سے ہدایت کرتے ہیں۔ اور (اے محمدؐ) اس میں شک نہیں کہ تم سیدھا راستہ ہی دکھاتے ہو۔''

﴿صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ﴾

(یعنی) اس خدا کا راستہ کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) اسی کا ہے۔ سنو جی! خدا ہی سب کاموں کا مرجع ہے۔

﴿يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ﴾

وہ اپنے حکم سے فرشتوں کو روح (یعنی وحی) دے کر اپنے بندوں میں سے جس کی طرف چاہتا ہے بھیجتا ہے کہ (لوگوں کو) اس بات سے آگاہ کردو کہ تمہارے سوا کوئی اور معبود نہیں تو ہم سے ڈرتے رہو۔

﴿قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾

Marfat.com

(اے محمدؐ تم ان لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ روح القدس نے اس (قرآن) کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے تاکہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور بشارت ہو۔

پہلی آیت میں تین طریقے بیان کیے گئے ہیں۔

(۱) وحی بلا واسطہ یعنی اللہ تعالیٰ بغیر کسی ذریعے کے کسی کے دل میں ایک بات ڈال دیتا ہے۔

(۲) حجاب کے پیچھے سے خدا کا کلام سنائی دے۔

(۳) خدا فرشتے کو نبی کے پاس بھیجتا ہے اور خدا کے حکم اور منشا کے مطابق وحی کرتا ہے۔

خدا نے وحی کو روح کے لفظ سے بھی تعبیر کیا ہے اور وحی کے لے جانے والے (فرشتے) کو بھی روح کہا ہے۔ اس سے وحی اور حاصل وحی کی اصل حقیقت بھی کچھ پتہ چلتا ہے۔

خدا نے پہلے پہل حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو کلام کیا تھا اس کی کیفیت قرآن میں اس طرح بیان ہوئی ہے۔

﴿وَ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۘ اِذْ رَا نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى﴾

اور (اے محمدؐ) بھلا تم کو موسیٰ کی حکایت پہنچی ہے کہ جب انہوں نے آگ دیکھی تو اپنے اہل سے کہا (ذرا) ٹھہرو، مجھ کو آگ دکھائی دی ہے۔ (میں وہاں جاؤں تو) شاید اس میں سے تمہارے لیے ایک چنگاری لے آؤں یا آگ کے پاس کوئی راہ بتانے والا پاؤں۔

﴿فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰى اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰى﴾

پھر جب وہاں آئے تو ان کو آواز آئی کہ موسیٰؑ تحقیق میں ہوں تمہارا

Marfat.com

رب، تم اپنی جوتیاں اتار ڈالو (کیونکہ اس وقت) تم طویٰ کے مقدس میدان میں ہو اور میں نے تم کو (پیغمبری کے لیے) منتخب فرمایا ہے تو جو کچھ تم کو وحی کی جاتی ہے۔ سنو۔

﴿اِنَّنِیۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكۡرِیۡ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخۡفِیۡهَا لِتُجۡزٰی كُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا تَسۡعٰی﴾

میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، تم میری ہی عبادت کیا کرو اور میری یاد کے لیے نماز پڑھا کرو۔ قیامت ضرور آنے والی ہے اور ہم اس (کے وقت) کو پوشیدہ رکھنے کو ہیں تا کہ ہر شخص کوشش (کرے اور اس) کا بدلہ پائے۔

حضرت موسیٰؑ کے ساتھ خدا کا یہ کلام حجاب کے ساتھ ہوا تھا حضرت موسیٰؑ نے خدا کو دیکھے بغیر خدا کا کلام سنا تھا۔ ایک بار حضرت موسیٰؑ نے خدا سے درخواست کی کہ وہ حضرت موسیٰؑ کو دکھائی دے۔ چنانچہ قرآن میں مذکور ہے۔

﴿وَ لَمَّا جَآءَ مُوۡسٰی لِمِیۡقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡكَ قَالَ لَنۡ تَرٰىنِیۡ وَ لٰكِنِ انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوۡفَ تَرٰىنِیۡ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوۡسٰی صَعِقًا فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبۡحٰنَكَ تُبۡتُ اِلَیۡكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ﴾

''جب موسیٰ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر (کوہ طور پر) آئے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام کیا تو وہ کہنے لگے اے میرے پروردگار! تو مجھے اپنے تئیں دکھا کہ میں تجھے دیکھ سکوں۔ اللہ نے کہا تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے لیکن پہاڑ کی طرف دیکھو۔ اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔ جب ان کے پروردگار نے پہاڑ پر

Marfat.com

تجلی کی تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور موسیٰ بے ہوش ہوکر کر پڑے۔ جب ہوش آیا تو بولے اللہ تیری ذات پاک ہے، میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں پہلا ایمان لانے والا ہوں۔''

حضور ﷺ اور وحی

آنحضرت ﷺ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی تھی اس کی دلچسپ کیفیت امام بخاری نے حضرت عائشہؓ سے اس طرح روایت کی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا پہلے پہل رسول اللہ ﷺ پر جو چیز وحی سے شروع ہوئی، وہ سچے خواب تھے جو سوتے میں دکھائی دیتے تھے جو کچھ آپ دیکھتے وہ صبح کے تڑکے کی طرح نمودار ہو جاتا تھا۔ پھر آپؐ کو تنہائی پسند آئی۔ آپؐ غار حرا میں خلوت نشیں رہتے اور اس میں تحنث کرتے تھے اور وہ (یعنی تحنث) کئی کئی راتوں کا عبادت کرنا ہے، جب تک آپؐ کو گھر آنے کی خواہش نہ ہوتی۔ اور اس کے لیے توشہ لے جاتے، پھر خدیجہؓ کے پاس آتے اور اسی طرح توشہ لے جاتے، یہاں تک کہ آپ پر حق آیا (یعنی وحی آئی) اور آپؐ غار حرا میں تھے۔

آپؐ کے پاس فرشتہ آیا اور کہنے لگا۔ ''اقراء'' (یعنی پڑھو) آپؐ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پھر اس نے مجھ کو پکڑ ہ اور دبوچا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھو، تو میں نے کہا، میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ تو اس نے مجھ کو پکڑ کر دوبارہ دبوچا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھو، تو میں نے کہا، میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، پھر اس نے مجھ کو پکڑ کر سہ بار دبوچا پھر چھوڑ دیا اور کہا:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○
اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ﴾

پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا۔ اور پڑھو۔ اور تمہارا رب بڑا کریم ہے۔ پھر رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ ان آیتوں کے ساتھ گھر لوٹ آئے۔ آپؐ کا دل کانپ رہا تھا۔ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کے پاس آ کر آپ نے فرمایا: مجھ کو اڑھا دو۔ مجھ کو اڑھا دو۔ لوگوں نے آپ کو اڑھا دیا یہاں تک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا۔ پھر آپؐ نے حضرت خدیجہؓ سے کہا اور ان کو اس سے آگاہ کیا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ تو حضرت خدیجہؓ نے کہا ہرگز خوف نہ کیجئے۔ قسم ہے اللہ کی اللہ آپ کو گھبراہٹ میں نہ ڈالے گا۔ آپؐ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں، یتیموں کی خبر گیری کرتے ہیں، مفلسوں کو کمائی دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اور ان کی مصیبتوں میں کام آتے ہیں پھر حضرت خدیجہؓ آپ کو اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ کے پاس لے آئیں۔ ورقہ ایام جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے وہ عبرانی لکھنا جانتے تھے اور وہ انجیل کو عبرانی میں (مسلم روایت میں بجائے عبرانی کے عربی ہے) مشیت الٰہی کے موافق لکھا کرتے تھے۔ اور وہ بہت بوڑھے تھے، اندھے ہو گئے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے ان سے کہا اے میرے چچیرے بھائی اپنے بھتیجے کی بات سنو، ورقہ نے آپؐ سے کہا، اے میرے بھتیجے!) تم نے کیا دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا اس کا حال ان سے بیان کر دیا۔ تو ورقہ نے آپؐ سے کہا یہ وہی ناموس ہے جس کو اللہ نے موسیٰ پر نازل کیا تھا (لفظ ناموس ضد ہے لفظ جاسوس کی، جاسوس برے رازداں کو کہتے ہیں اور ناموس نیکی کے رازداں کو کہتے ہیں۔ یہاں ناموس سے مراد جبرائیلؑ ہے)۔

مندرجہ بالا روایت میں صرف تین آیتوں کا ذکر ہے۔ مگر اور روایتوں میں پایا جاتا ہے کہ پہلی وحی میں پانچ آیتوں نازل ہوئی تھیں۔ جو ترجمے کے ساتھ ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔

Marfat.com

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ﴾

پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا، اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اس کو معلوم نہ تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسری وحی

پہلی وحی کے اترنے کے بعد کچھ عرصہ کے بعد کچھ عرصہ تک وحی کا نازل ہونا موقوف رہا۔ یہ وقفہ کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت شاق گزرتا رہا۔ آخر کار ایک روز آپ پر وحی نازل ہوئی۔ دوسری وحی کے نزول کی کیفیت بخاری اور مسلم نے جابرؓ بن عبداللہ انصاری سے اس طرف روایت کی ہے۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں ایک مرتبہ جا رہا تھا میں نے آسمان سے ایک آواز سنی تو میں نے اپنی نظر بلند کی، دیکھا تو وہی فرشتہ جو غار حراء میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین میں کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہے۔ میں اس کو دیکھ کر مرعوب ہو گیا اور (گھر) لوٹ آیا، اور کہا مجھ کو اڑھا دو، مجھ کو اڑھا دو پھر اللہ نے (یہ آیتیں) نازل کیں“۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ ۝ وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝﴾

اے محبوب چادر اوڑھنے والے اٹھ کھڑے ہو اور خبردار کرو اور اپنے رب کی بڑائیاں بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو اور نجاست سے دور کرو۔

Marfat.com

قرآن میں اور بھی دو جگہ بیان ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت جبرائیل کو افق میں دیکھا اور پھر جبرائیل نے آپؐ پر وحی اتاری۔ اگر چہ یہ آیتیں مذکورۂ بالا حدیث سے متعلق نہیں ہیں مگر موقع کی مناسبت کے لحاظ سے درج کی جاتی ہیں۔

﴿وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ○ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ○ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى○اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى○ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى○ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى○وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ○ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ○ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ○ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ○﴾(سورہ نجم)

''ستارے کی قسم جب وہ ٹوٹے کہ تمہارے صاحب (محمدؐ) نہ راہ راست سے بھٹکے اور نہ بہکے اور نہ اپنی مرضی سے بولتے ہیں جس کی تعلیم دی ہے ان کو بڑے طاقت ور نے بڑے زبردست نے پھر وہ پورا نظر آیا اور وہ افق اعلیٰ پر تھا وہ جھکا اور نزدیک ہوا یہاں تک کہ دو کمان یا اس سے کم (فاصلہ) رہ گیا پھر تو وحی اتاری اس نے اپنے بندے پر جو وحی (اتارنی) تھی۔''

﴿فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ○الْجَوَارِ الْكُنَّسِ○وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ○وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ○اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ○ ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ○مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ○وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ○ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ○وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ○وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ○ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ○ ﴾

''ہم کو قسم ہے ان (ستاروں) کی جو چلتے چلتے پیچھے کو ہٹنے لگتے ہیں سیدھا چلتے چلتے چھپ جاتے ہیں اور قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے۔ اور صبح کی قسم جب وہ آنے لگے بیشک یہ قرآن بزرگ رسول (یعنی فرشتے) کا قول ہے جو قوت والے (اور مالک عرش کے پاس جگہ اپنے والے ہیں وہاں سردار (اور) امین ہیں۔ اور تمہارے

Marfat.com

صاحب کچھ دیوانے نہیں ہیں اور بیشک انہوں نے اس کو (یعنی فرشتے جبرائیل کو) افق (یعنی مطلع صاف) میں دیکھا ہے اور وہ (یعنی پیغمبر) غیب کی باتوں (کے بیان کرنے) میں بخل کرنے والے نہیں اور یہ (قرآن) کچھ شیطان مردود کا قول نہیں ہے۔ پھر تم (لوگ) کدھر (بہکے) چلے جا رہے ہو۔'' (سورہ تکویر)

نزول وحی کی کیفیت

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ:

حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپؐ پر وحی کس طرح آتی ہے تو آپؐ نے فرمایا کبھی تو گھنٹے کی آواز کی طرح آتی ہے۔ اور یہ وحی مجھ پر بہت سخت ہوتی ہے۔ پھر وہ مجھ سے منقطع ہو جاتی ہے اور میں یاد کر لیتا ہوں جو کچھ اس نے (یعنی فرشتے نے) کہا:

آنحضرت ﷺ پر نزول وحی بہت سخت گزرتی تھی۔ امام بخاری نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ''کڑکڑاتے جاڑے میں بھی آپؐ پر وحی اترتی تو آپؐ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ نکلتا تھا۔ حضرت عائشہؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ پر وحی اترتی تھی تو آپ کا سر جھک جاتا اور چہرہ متغیر ہو جاتا تھا، دانت کٹکٹانے لگتے تھے اور اس قدر پسینہ آ جاتا تھا کہ اس کے قطرے موتیوں کے دانوں کی طرح ٹپکتے تھے۔ اگر اس وقت آپؐ کسی اونٹ یا مرکب پر سوار ہوتے تھے تو وہ زمین پر بیٹھ جاتا تھا۔ کاتب وحی حضرت زید بن ثابت کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے زانو کا سہارا لیے لیٹے ہوئے تھے کہ وحی نازل ہوئی۔ قریب تھا کہ میرا زانو سختی اور گرانی سے ٹوٹ جائے اور میں سمجھ رہا تھا کہ اب میں اپنے پاؤں سے نہ چل سکوں گا۔

Marfat.com

وحی بالفظ الہام والقا:

جو کچھ اوپر بیان ہو چکا ہے اس سے وحی کی حقیقت اس کے نزول کے طریقے اور کیفیت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ وحی کو بعض وقت الہام اور القا بھی کہتے ہیں مگر ان تینوں میں فرق ہے۔ وحی مرتب شدہ کلام ہے جو الفاظ کے ساتھ ایک نبیؑ کے دل میں ڈالا جاتا ہے قرآن میں صرف ایک جگہ لفظ الہام آیا ہے وہ یہ ہے۔

﴿ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ○ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ○﴾

اور نفس کی قسم اور اس کی قسم جس نے نفس کو درست بنایا ہے۔ پھر اس کو اس کی برائی اور پرہیز گاری کا الہام کیا۔

خدا نے انسان کی طبیعت میں اچھے اور برے کی شناخت کا جو مادہ پیدا کر رکھا ہے وہ خدا کی طرف سے الہام ہے اسی طرح جس طرح کہ شہد کی مکھی کی تعلیم اس کے لیے خدا کی وحی ہے۔ جب کبھی کسی آدمی کے دل میں بغیر کسی غور وفکر کے یکا یک کوئی ایسا خیال آجائے جس کے آنے کا کوئی ظاہری سبب نہ ہو تو ایسے خیال کو الہام کہتے ہیں۔

لفظ القا کا ماخذ القا ہے القا کے لغوی معنی ہیں ''ڈالنا'' القا کے معنی ملنے اور سامنے آنے کے ہیں۔ اسی سے لفظ ملاقات بنا یعنی روبرو ہونا۔ اللہ فرماتا ہے۔

﴿وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ○﴾

اور (اے محمدؐ) آپ کو قرآن (خدائے) حکیم وعلیم کی طرف سے القا کیا جاتا ہے۔

﴿وَ مَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ﴾

اور (اے محمدؐ) آپ کو توقع نہ تھی کہ آپ پر کتاب القا کی جائے گی۔

الہام، وحی اور القا میں یہ فرق ہے کہ الہام فقط ایک خیال ہے جو بغیر الفاظ کے دل

Marfat.com

میں ڈالا جاتا ہے۔ جو بات الفاظ کے ذریعے سے جملوں کی ترتیب میں خدا کی طرف سے پیغمبر کے دل میں ڈالی جائے وہ وحی ہے۔ جب کوئی روحانی منظر آنکھوں کے سامنے آجائے تو اس کو القا کہتے ہیں۔

ہر پیغمبر کو اللہ کی طرف سے الہام بھی ہوتا تھا اور اس پر وحی بھی اترتی تھی۔ پیغمبر منصب نبوت کے متعلق جو کچھ بھی کرتے تھے، الہام الٰہی کی تائید ہی سے کرتے تھے۔ مثلاً نماز کے ارکان اوران کے ادا کرنے کی ترکیب آنحضرت ﷺ کو الہام ہی سے معلوم ہوئی تھی، اس کے متعلق کوئی وحی بہ لفظ نہیں اترتی تھی جو قرآن میں داخل کی جاسکتی۔ نماز کے لیے وضو شروع ہی سے فرض تھا اور آنحضرت ﷺ نے وضو کی یہ فرضیت الہام ہی سے قرار دے رکھی تھی، ایک عرصے دراز کے بعد مدینہ کے آخری زمانے میں وضو کی وحی نازل ہوئی جو قرآن کی آخری سورۂ مائدہ ۱۱۴ میں رکھی گئی ہے۔

اللہ کا جو پہلا پیغام آنحضرت ﷺ کے پاس آیا، اس کا پہلا لفظ ہے ''اقراء'' (پڑھو) حضرت موسیٰؑ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو اللہ یہ کہہ کر کہ میں تمہارا رب ہوں اور میں نے تم کو (پیغمبری کے لیے) منتخب کیا ہے۔ فرماتا ہے کہ ''سنو جو کچھ کہ (تم کو) وحی کی جاتی ہے۔''

اس سے صاف ظاہر ہے کہ وحی الفاظ کے ساتھ ہوتی تھی اور الٰہی غرض یہ تھی کہ تمام وحی یاد کرلی جائے اور بطور کتاب کے پڑھی جایا کرے۔ چنانچہ اللہ فرماتا ہے۔

﴿سَنُقۡرِئُکَ فَلَا تَنۡسٰۤی ۝ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ﴾

(اے محمدؐ) ہم تم کو قرآن اچھی طرح پڑھائیں گے کہ تم (اس کو) نہ بھولنے پاؤ گے۔ مگر یہ اللہ چاہے۔

آنحضرت ﷺ کو اس بات کا خوف تھا کہ آپؐ کہیں وحی کی آیتوں یا بعض الفاظ کو نہ بھول جائیں، اس لیے آپؐ نزول کے ساتھ ہی وحی کے الفاظ کو اپنی زبان سے جلد جلد دہرایا کرتے تھے جس پر خدا نے آپؐ کو اس طرح جلد جلد دہرانے سے منع فرمایا۔

Marfat.com

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ○ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ○﴾

(اے محمدؐ) اس کے لیے (یعنی وحی یاد کرنے کے لیے) اپنی زبان نہ چلانے لگا کرو تا کہ تم کو وہ جلدی سے یاد ہو جائے۔ قرآن کا جمع کرادینا اور اس کا پڑھا دینا ہمارا کام ہے۔ تو جب ہم اس کو پڑھ چکا کریں تو اس کے پڑھنے کی پیروی کیا کرو پھر اس کو سمجھا دینا (بھی) ہمارا کام ہے۔

﴿وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ○﴾

(اے محمدؐ) وحی کے تمام ہونے سے پہلے قرآن (کے پڑھنے) میں جلدی نہ کیا کرو اور دعا کرتے رہو کہ اے میرے پروردگار! مجھے اور زیادہ علم نصیب کر۔

وحی کی زبان:

پیغمبروں پر وحی کا نزول پیغمبروں کی قومی زبان میں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے۔

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ﴾

ہم نے پیغمبروں میں سے کسی کو نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں تا کہ ان کو اچھی طرح سمجھا دے۔

﴿ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَ تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ○﴾

تو (اے محمدؐ) ہم نے اس (قرآن) کو تمہاری زبان میں اس غرض سے آسان کر دیا ہے کہ تم اس سے پرہیز گاروں کی خوشخبری سناؤ اور

Marfat.com

اس سے اکثر لوگوں کو ڈراؤ۔

﴿وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّ صَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا﴾

ایسا ہی ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن اتارا ہے اور اس میں طرح طرح پر ڈراوے سنا دیئے ہیں تا کہ لوگ پرہیز گاری اختیار کریں یا اس کے ذریعے سے ان (کے دلوں) میں غور (وفکر) پیدا ہو۔

○

Marfat.com

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا قرآن پاک میں ذکر

ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ کا نام قرآن میں درج ذیل آیات میں مختلف موضوعات کے تحت آیا ہے ہم نے مختلف موضوعات کو اکٹھا کر کے یہاں پر بیان کرنے کی حقیر کوشش کی ہے پھر بھی کئی موضوعات کا احاطہ نہیں ہو سکا۔ اس کے لیے ایک پوری کتاب چاہیے اور ساتھ ہی تشریح بھی درکار ہے۔ بہر حال اللہ پاک قرآن پاک کے حوالے سے ہماری یہ کوشش قبول فرمائے۔

1......اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور جو (کتاب) محمدؐ پر نازل ہوئی اسے مانتے رہے اور وہ ان کے اللہ کی طرف سے برحق ہے۔ ان سے ان کے گناہ دور کر دیئے اور ان کی حالت سنوار دی۔ (سورہ محمد 2:47)

2......اور جو (محمدؐ) رسول (اللہ) کی جو نبی اُمی ہیں کی پیروی کرتے ہیں جن (کے اوصاف) کو اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا پاتے ہیں۔ (سورہ الاعراف 7:157)

3......آپؐ کہہ دیجئے کہ یہ (قرآن) اللہ کی طرف ہے اور تم نے اس سے انکار کیا اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ اسی طرح کی ایک (کتاب) کی گواہی دے چکا اور ایمان لے آیا اور تم نے سرکشی کی (تو تمہارے ظالم ہونے میں کیا شک ہے) بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (سورہ الاحقاف 10:46)

4......اے اللہ ان (لوگوں) میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجے تو ان کو تیری آیات پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور ان (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے بے شک تو غالب (اور) صاحب حکمت ہے۔ (سورہ البقرہ 2:129)

5......اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کہ اے (میری قوم)

Marfat.com

بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا (رسول) آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے یعنی تورات اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا۔ ان کی بشارت سنانے والا ہوں (پھر) جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے یہ کھلا جادو ہے۔ (سورہ الصف 6:61)

6......آپ کہہ دیں کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں (البتہ) میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبود ہے۔ تو جو شخص اپنے اللہ سے ملنے کی امید رکھے اسے چاہیے کہ عمل نیک کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔ (سورہ الکہف 18:100)

7......کہہ دیجئے کہ مجھ پر (اللہ کی طرف سے) وحی آتی ہے کہ تم سب کا معبود صرف ایک اللہ تعالیٰ ہے۔ کہ تم کو چاہیے کہ فرمانبردار ہو جاؤ۔ (سورہ انبیاء 21:108)

8......اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح القدوس کے ذریعے سے (قرآن) بھیجا ہے تم نہ تو کتاب کو جانتے تھے اور نہ ایمان کو لیکن ہم نے اس کو نور بنایا ہے کہ اس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور بے شک (اے محمدؐ) آپ سیدھا راستہ دیکھاتے ہیں۔ (سورہ الشوریٰ 52:42)

9......اور یہ غیب کی باتوں کو بتلانے میں بخیل بھی نہیں۔ (سورہ التکویر 24:81)

10......اے (محمدؐ) جو چادر اوڑھنے والے اٹھئے اور لوگوں کو ہدایت کیجئے۔ (سورہ المدثر 1:74)

11......تو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پیغمبر اُمی پر۔ جو اللہ پر اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو تا کہ ہدایت پاؤ۔ (الاعراف 7:158)

12......اور آپ اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے (دائیں) ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے ایسا ہوتا تو اہل باطل ضرور شک کرتے۔ (سورہ العنکبوت 48:29)

13......وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں، یعنی انہی میں سے (محمدؐ کو) پیغمبر (بنا کر بھیجا جو ان کے سامنے آیتیں پڑھتے اور ان کی زندگی سنوارتے ہیں اور (اللہ کی) کتاب اور

Marfat.com

دانائی سکھاتے ہیں اوراس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔(سورہ الجمعہ 2:62)

14......(اے محمدؐ) کیا ہم نے آپؐ کا سینہ کشادہ نہیں کیا (بے شک کھول دیا)۔(سورہ الم نشرح 1:94))

15......اور آپؐ پر سے آپ کا بوجھ بھی اُتار دیا۔جس نے آپؐ کی کمر توڑ رکھی تھی۔ (سورہ الم نشرح 3,2:94)

16......اے پیغمبر ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن۔(سورہ الاحزاب 45:33)

17......(اے محمدؐ) ہم نے آپ کو حوض کوثر اور بہت کچھ عطا فرمایا۔(سورہ الکوثر 1:108)

18......کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کھاتے ہو اور تجارت جس کی کمی سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔(سورہ التوبہ 24:9)

19......پیغمبر مومنوں پر اور ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔(سورہ الاحزاب 6:33)

20......(اے محمدؐ) ہم نے تم کو سچائی کے ساتھ خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اہل دوزخ کے بارے میں آپ سے کچھ پرسش نہ ہوگی۔(سورہ البقرہ 119:2)

21......(وہ یہ) کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور اس کی طرف سے تم کو خبردار کرنے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔(سورہ ہود 2:11)

22......اور کہہ دو میں اعلانیہ ڈر سنانے والا ہوں۔(سورہ الحجر 89:15)

23......(اے پیغمبر) کہہ دیجئے کہ لوگو! میں تم کو کھلم کھلا نصیحت کرنے والا ہوں۔

Marfat.com

(سورہ الحج 49:22)

24......اور ہم نے آپ (اے محمدؐ) کو خوشخبری سنانے والا خوف دلانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (سورہ الفرقان 56:25)

25......آپ تو صرف ہدایت کرنے والے ہیں۔ (سورہ فاطر 23:35)

26......ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت نہیں مگر اس میں ہدایت کرنے والا گزر چکا ہے۔ (سورہ فاطر 24:35)

27......کہہ دو کہ میں صرف ہدایت کرنے والا ہوں اور اللہ واحد یکتا (اور) غالب کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (سورہ ص 65:38)

28......میری طرف تو یہی وحی کی جاتی ہے کہ میں کھلم کھلا ہدایت (صاف صاف آگاہ) کرنے والا ہوں۔ (سورہ ص 70:38)

29......ہم نے (اے محمدؐ) آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا خوف دلانے والا (بنا کر) بھیجا ہے۔ (سورہ الفتح 8:48)

30......یہ (محمدؐ) بھی خوف دلانے والوں میں سے ایک ہیں۔ (سورہ النجم 56:53)

31......جس طرح ہم نے تم میں تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے کہ جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور تمہیں پاک بناتے اور کتاب (یعنی قرآن) اور دانائی سکھاتے ہیں اور ایسی باتیں بتاتے ہیں جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔ (سورہ البقرہ 151:2)

32......(اے محمدؐ) یہ ہم تم کو آیتیں اور حکمت بھری نصیحتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ (سورہ العمران 58:3)

33......(جس طرح ہم اور پیغمبر بھیجتے رہتے تھے) اسی طرح (اے محمدؐ) ہم نے آپ کو امت میں جس سے پہلے بہت سی امتیں گذر چکی ہیں۔ بھیجا ہے تاکہ آپ ان کو وہ (کتاب) جو ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے پڑھ کر سنا دیں۔ اور یہ لوگ رحمٰن کو نہیں مانتے کہہ دیجئے وہ ہی تو میرا اللہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اس پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (سورہ الرعد 30:13)

Marfat.com

34......تو تم لوگ اللہ کی طرف دوڑو (رجوع کرو) میں اس کی طرف سے واضع تنبیہ کرنے والا ہوں۔ (سورہ الذاریت 50:51)

35......اور جو شخص اللہ پر اس کے پیغمبر پر ایمان نہ لائے تو ہم نے (ایسے) کافروں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے۔ (سورہ الفتح 13:48)

36......مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور پھر شک میں نہ پڑیں اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے لڑیں یہ ہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں۔ (سورہ الحجرات 15:49)

37......جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پھر جو عہد کو توڑے تو عہد تورنے کا نقصان اسی کو ہے اور جو اس بات کو جس کا اس نے اللہ سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اسے عنقریب اجر عظیم دے گا۔ (سورہ الفتح 10:48)

38......تمہارے اللہ کی قسم یہ لوگ اب تک اپنے تنازعات میں آپ کو مصنف نہ بنائیں اور جو فیصلہ آپ کر دیں۔ اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے۔ (سورہ النساء 65:4)

39......اور اگر ہم انہیں حکم دیتے کہ اپنی جانوں کو ہلاک کر ڈالو یا اپنے گھر چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں سے تھوڑے ہی ایسا کرتے۔ اور اگر یہ اس نصیحت پر کاربند ہوتے جو ان کو کی جاتی ہے تو ان کے حق میں بہتر اور (دین میں) زیادہ ثابت قدمی کا موجب ہوتا۔ (سورہ النساء 66:4)

40......اور ہم ان کو اپنے ہاں سے اجر عظیم بھی عطا فرماتے ہیں، اور سیدھا راستہ بھی دکھاتے ہیں۔ (سورہ النساء 67 تا 68)

41......کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ (سورہ العمران 32:3)

42......اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔ (سورہ

Marfat.com

العمران 132:3)

43......اور اللہ کی (اطاعت) فرمانبرداری اور رسول اللہ کی اطاعت کرتے رہو اور ڈرتے رہو۔ اگر منہ پھیرو گے تو جان رکھو کہ ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام صاف صاف پہنچا دینا ہے۔ (سورہ المائدہ 95:5)

44......اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور سننے جاننے کے باوجود انکار نہ کرو۔ (سورہ الانفال 20:8)

45......اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری (اطاعت) کرے گا اور اس سے ڈرے گا تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔ (سورہ النور 52:24)

46......مومنو! اللہ کا ارشاد مانو! اور پیغمبر کی اطاعت کرو اور اپنے عملوں کو ضائع نہ ہونے دو۔ (سورہ محمد 33:47)

47......اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو کہ تم منہ پھیر لو گے تو تمہارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کو صاف صاف پہنچا دینا ہے۔ (سورہ التغابن 12:46)

48......یقیناً تمہارے لیے رسول اللہؐ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے (یعنی) اس شخص کو جیسے اللہ (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی اُمید ہے اور وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔ (سورہ الاحزاب 21:33)

49......تم لوگوں نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا اور (اے محمدؐ) جس وقت آپ نے کنکریاں پھینکیں تھیں تو وہ آپ نے نہیں پھنکیں تھیں بلکہ اللہ نے پھنکیں تھیں۔ اس سے یہ غرض تھی کہ مومنوں کو اپنے (احسانوں سے) اچھی طرح آزما لے بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔ (سورہ انفال 17:8)

50......(اے محمدؐ) اللہ کی مہربانی سے آپ ان لوگوں کے لیے نرم دل واقع ہوئے ہو اور اگر آپ تند مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے تو ان کو معاف کر دیجئے اور ان کے لیے (اللہ سے) مغفرت مانگیں اور اپنے کاموں میں ان سے مشاورت لیا کریں۔ اور جب کسی (کام کا) پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر یقین رکھیں بے

Marfat.com

شک اللہ یقین رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (سورہ آل عمران 159:3)

51......لوگو! تمہارے پاس تم میں سے ہی ایک پیغمبر آئے ہیں تمہاری تکلیف ان کو سخت معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے خواہش مند ہیں۔ اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں۔ (سورہ التوبہ 128:9)

52......قلم کی جو (اہل قلم) لکھتے ہیں اس کی قسم اور تمہارے لیے بے انتہا اجر ہے اور تمہارے اخلاق بڑے (عالی) ہیں۔ (سورہ القلم 3,1 تا 4)

53......(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ تم اگر اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورہ العمران 31:3)

54......جو شخص رسول کی فرمابرداری کرے گا تو بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کی فرما برداری کی اور نافرمانی کرے گا تو اے پیغمبر آپ کو ہم نے ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ (سورہ النساء 80:4)

55......اور تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت (رسولؐ کی جو احادیث پڑھی جاتی ہیں) ان کو یاد رکھو۔ بے شک اللہ باریک بین اور باخبر ہے۔ (سورہ الاحزاب 34:33)

56......وہ تمہارے سب اعمال درست کر دے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمابرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا۔ (سورہ الاحزاب 71:33)

57......سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (سورہ الحشر 7:59)

58......اور ہم نے پیغمبر بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے۔ (سورہ النساء 64:4)

59......قسم ہے تارے کی جب وہ گرے۔ کہ تمہارے ساتھی (محمدؐ) نہ راستہ بھولے

Marfat.com

ہیں اور نہ بھٹکے ہیں۔ اور نہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔ یہ تو وحی ہے جو اُتاری جاتی ہے۔ (سورہ النجم 1 تا 4)

60......اور (اے محمدؐ) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (سورہ انبیاء)

61......اور جب انہوں نے کہا اے اللہ اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے برحق ہے تو ہم پر سے آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور تکلیف دینے والا عذاب بھیج۔ اور اللہ ایسا نہ تھا کہ تم جب تک تم ان میں تھے انہیں عذاب دیتا اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور انہیں عذاب دے۔ (سورہ الانفال 8:32 تا 33)

62......اور اگر ہم کوئی عذاب جس کا ان لوگوں سے وعدہ کرتے ہیں۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے (نازل کریں گے) یا (اس وقت جب) تمہاری مدت حیات پوری کردیں تو ان کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ (سورہ یونس 46:10)

63......(اے محمدؐ) دعا کریں کہ اے میرے اللہ! اگر تو مجھے وہ دکھائے، جس کا وعدہ انہیں دیا جا رہا ہے تو اے اللہ مجھے (اس سے محفوظ رکھنا اور) ان ظالموں میں شامل نہ کرنا۔ (سورہ المؤمنون 93:23 تا 94)

64......اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر (پیغمبر) فرشتہ کیوں نازل نہ ہوا (جو ان کی تصدیق کرتا) اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو سارا قصہ ہی تمام ہو جاتا پھر انہیں ذرا سی بھی مہلت نہ دی جاتی۔ (سورہ الانعام 8:6)

65......(کہہ دو) ہم فرشتوں کو نازل نہیں کیا کرتے مگر حق کے ساتھ اُتارتے ہیں اور اس وقت ان کو مہلت نہیں ملتی۔ (سورہ الحجر 8:15)

66......اور جو شخص سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ ہی لوگ متقی ہیں۔ (سورہ الزمر 33:39)

67......مومنو! اللہ سے ڈرو اس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ انہیں اپنی رحمت سے دگنا

Marfat.com

اجر عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے روشنی کر دے گا جس میں چلو گے اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورہ الحدید 28:57)

68......تو ان کو معاف کر دو اور ان کے لیے (اللہ سے) مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ کیا کرو۔ (سورہ العمران 159:3)

69......اے پیغمبر جب آپ کے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے آئیں کہ اللہ کے ساتھ نہ تو شرک کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی نہ اپنے ہاتھ پاؤں میں کوئی جھوٹ باندھ لائیں گی نہ نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے لیے اللہ سے بخشش مانگیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورہ الممتحنۃ 12:60)

70......اور ہم نے جو رسول بھیجا ہے اس لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھتے تھے اگر تمہارے پاس آئے اور اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے بخشش طلب کرتے تو اللہ ان کو معاف کرنے والا اور بے حد مہربان پاتے۔ (سورہ النساء 64:4)

71......کسی کو شفاعت کا اختیار نہ ہوگا سوائے ان کے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قول و قرار لے لیا ہے۔ (سورہ مریم 87:19)

72......اس روز (کسی کی) سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی مگر اس شخص کی جسے اللہ اجازت دے اور اس کی ہدایت کو پسند فرمائے۔ (سورہ طٰہٰ 109:20)

73......جو کچھ ان کے آگے ہو چکا ہے اور جو پیچھے ہوگا۔ وہ سب سے واقف ہے اور وہ (اس کے پاس کسی کی) سفارش نہیں کر سکتے ماسوائے اس شخص کی جس سے اللہ خوش ہوا اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں۔ (سورہ الانبیاء 28:21)

74......اور اللہ کے ہاں (کسی کے لیے) سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اس کے لیے جس کے بارے میں وہ اجازت بخشے۔ یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جائے گی تو کہیں گے کہ تمہارے اللہ نے کیا فرمایا ہے (فرشتے) کہیں گے کہ

Marfat.com

حق (فرمایا ہے) اور وہ عالی رتبہ (اور) گرامی قدر ہے۔ (سورہ صبا23:34)

75......اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں اور وہ سفارش کا کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ ہاں جو علم و یقین کے ساتھ حق کی گواہی دیں (وہ سفارش کر سکتے ہیں)۔ (سورہ الزخرف86:43)

76......اور آسمان میں بہت فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی مگر اس وقت کہ اللہ جس کے لیے چاہیے اجازت بخشے اور (سفارش) پسند کرے۔ (سورہ النجم26:53)

77......اور اس طرح ہم نے تم کو بہترین امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول (آخر الزماں) تم پر گواہ بنیں۔ (سورہ البقرہ143:2)

78......(اے اہل مکہ) جس طرح ہم نے فرعون کے پاس (موسیٰ کو) رسول (بنا کر) بھیجا تھا۔ (اسی طرح) تمہارے پاس بھی (محمدؐ) رسول بھیجے ہیں جو تمہارے مقابلے میں گواہ ہوں گے۔ (سورۃ المزمل15:73)

79......اللہ نے لکھ دیا کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے بے شک اللہ طاقتور (اور) زبردست ہے۔ (سورہ المجادلہ21:58)

80......اگر تم رسول کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو گے تو اللہ اور جبرائیل اور نیک کردار مسلمان ان کے حامی ہیں اور ان کے علاوہ (اور) فرشتے بھی مددگار ہیں۔ (سورہ التحریم4:66)

81......آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے واضح اور صاف فتح عطا کی بے شک (اے محمدؐ) ہم نے آپؐ کو صاف اور واضح فتح دی تا کہ اللہ آپؐ کی اگلی پچھلی بھول چوک معاف کر دے۔ اور آپؐ پر اپنی نعمت پوری کر دے اور آپؐ کو سیدھے راستے چلائے۔ اور اللہ آپؐ کی زبردست مدد کرے۔ (سورہ الفتح1-3:48)

82......اور آپ پر اللہ کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو ان میں سے ایک جماعت آپ کو بھٹکانے کا ارادہ کر چکی تھی۔ اور یہ اپنے سوا (کسی کو) بھٹکا نہیں سکتے اور نہ آپ کا کچھ بگاڑ

Marfat.com

سکتے ہیں۔ اوراللہ نے آپ پر کتاب اور دانائی نازل فرمائی ہے اور آپ کو وہ باتیں سکھائی ہیں جو آپ جانتے نہیں تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ (سورہ النساء 113:3)

83......تمہارے پروردگار کی قسم ہم ان سے ضرور پوچھ گچھ کریں گے۔ (سورہ الحجر 92:15)

84......ان کاموں کی جو وہ کرتے ہیں۔ (سورہ الحجر 93:15)

85......پس جو حکم آپ کو (اللہ کی طرف سے) ملا ہے وہ (لوگوں کو) سنا دو اور مشرکوں کا (ذرا) خیال نہ کرو۔ آپ سے جو لوگ مسخراپن کرتے ہیں ان کی سزا کے لیے ہم کافی ہیں۔ (سورہ الحجر 95,94:15)

86......اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر (اس کا یہ حال تھا کہ) جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اس کی آرزو میں (وسوسہ) ڈال دیتا تھا تو جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا ہے اللہ اس کو دور کر دیتا ہے۔ پھر اللہ اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ اور اللہ علم والا (اور) حکمت والا ہے۔ (سورہ الحج 52:22)

87......اور کافر جب (یہ) نصیحت (کی کتاب) سنتے ہیں تو یوں لگتے ہیں کہ تم کو اپنی نگاہوں سے پھسلا دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے۔ (سورہ القلم 51:68)

88......اے اہل کتاب پیغمبروں کے آنے کا سلسلہ جو (ایک عرصے تک) منقطع رہا تو (اب) تمہارے پاس ہمارے پیغمبر آگئے ہیں جو تم سے (ہمارے احکام) بیان کرتے ہیں۔ تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوش خبری یا ڈر سنانے والا نہیں آیا۔ سو (اب) تمہارے پاس خوشخبری اور آگاہ کرنے والے آگئے ہیں۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (سورہ المائدہ 19:5)

89......اور (اے پیغمبر ہم نے تم کو اس لیے بھیجا ہے کہ) ایسا نہ ہو کہ اگر ان (اعمال) کے سبب جو اپنے ہاتھوں آگے بھیج چکے ہیں ان پر کوئی مصیبت واقع ہو تو یہ کہنے لگیں کہ اے پروردگار تو نے ہماری طرف کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لانے والوں میں ہوتے۔ (سورہ القصص 47:28)

90......اور (اے محمدؐ) ہم نے تم کو لوگوں (کی ہدایت) کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے

Marfat.com

اور اس بات کا اللہ ہی گواہ کافی ہے۔ (سورہ النساء4:79)

91......لوگو! اللہ کے پیغمبر تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے حق بات لے کر آئے ہیں تو (ان پر) ایمان لاؤ (یہی) تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر کفر کرو گے تو (جان رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ (سب کچھ) جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ (سورہ النساء4:170)

92......(اے محمدؐ) کہہ دو کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں (یعنی اس کا رسول ہوں) (وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ (سورہ الاعراف7:158)

93......اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ڈرانے والا بھیج دیتے۔ (سورہ الفرقان25:51)

94......اور (اے محمدؐ) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (سورہ سبا34:28)

95......اور ان میں سے اور دوسرے لوگوں کی طرف بھی (ان کو بھیجا ہے) جو ابھی ان (مسلمانوں) سے نہیں ملے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ (سورہ الجمعۃ:62:3)

96......اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی۔ اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے گواہ ٹھہرایا) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا کہ تم (اس وعدہ کے) گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ (سورہ العمران3:81)

97......(نہیں) بلکہ وہ حق لے کر آئے ہیں اور (پہلے) پیغمبروں کو سچا کہتے ہیں۔ (سورہ الصفت37:37)

98......جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان پیغمبر آخرالزماں کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں مگر ایک فریق ان میں سچی بات

Marfat.com

کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے۔(سورہ البقرہ146:2)

99......جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ ان (ہمارے پیغمبر) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان نہیں لاتے۔(سورہ الانعام20:6)

100......اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے پیغمبر (آخر الزمان) آگئے ہیں کہ جو کچھ تم کتاب (الہٰی) میں سے چھپاتے تھے وہ اس میں سے بہت کچھ تمہیں کھول کھول کر بتا دیتے ہیں۔ اور بہت سی باتوں سے درگذر کرتے ہیں۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی ہے۔(سورہ المائدہ15:5)

101......وہ جو (محمدؐ) رسول (اللہ) کی جو نبی امی ہیں کی پیروی کرتے ہیں جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں۔ اور پاک چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان (کے سر) پر (اور گلے میں) تھے اتارتے ہیں۔ تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی حمایت کی اور انہیں مدد دی۔ اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی وہی مراد پانے والے ہیں۔(سورہ الاعراف157:7)

102......یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کے سامنے جانے سے انکار کیا تو ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور ہم قیامت کے دن ان کا وزن ہی نہیں کریں گے۔(سورہ الکہف105:18)

103......اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود (رحمت) بھیجتے ہیں۔ مومنو! تم بھی پیغمبر پر درود اور خوب سلام بھی بھیجا کرو۔(سورہ الاحزاب56:33)

104......کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینے پہنچے تو عزت والے ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال باہر کریں گے حالانکہ عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول اور مومنوں کی لیکن منافق نہیں جانتے۔(سورہ المنفقون8:63)

Marfat.com

105......مومنو پیغمبر کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو بے شک اللہ کو وہ لوگ معلوم ہیں جو تم میں سے آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں تو جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا دردناک عذاب نازل ہو۔ (سورہ النور 63:24)

106......جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ (سورہ الحجرات 4:49)

107......اور اگر صبر کیے رہتے یہاں تک کہ آپ خود (حجرہ سے) نکل کر ان کے پاس آتے تو ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورہ الحجرات 5:49)

108......اے اہل ایمان اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو۔ اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) ان کے سامنے زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ (سورہ الحجرات 2:49)

109......جو لوگ اللہ کے پیغمبر کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں اللہ ان کے دل تقویٰ (پرہیزگاری) کے لیے آزما لیے ہیں۔ ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے۔ (سورہ الحجرات 3:49)

110......مومنو! (کسی بات کے جواب میں) اللہ اور اس کے رسول سے پہلے نہ بول اٹھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔ (سورہ الحجرات 1:49)

111......مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب کبھی ایسے کام کے لیے جو جمع ہو کر کرنے کا ہو پیغمبر کے پاس جمع ہوں تو ان سے اجازت لیے بغیر چلے نہیں جاتے۔ اے پیغمبر جو لوگ آپ سے اجازت حاصل کرتے ہیں وہی اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ سو جب یہ لوگ آپ سے کسی کام کے لیے اجازت مانگا کریں تو ان میں سے جسے چاہیں اجازت دے دیا کریں اور ان کے لیے اللہ سے بخشش مانگا کریں کچھ شک نہیں کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورہ النور 62:24)

Marfat.com

112......مومنو! جب تم پیغمبر کے کان میں کوئی بات کہو (سرگوشی کرنا چاہو) تو بات کہنے سے پہلے (مساکین کو) کچھ صدقہ دے دیا کرو یہ تمہارے لیے بہتر اور پاکیزگی کی بات ہے۔ اور اگر خیرات تم کو میسر نہ آئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورہ المجادلۃ 12:58)

113......کیا تم اس سے کہ پیغمبر کے کان میں کوئی بات کہنے (سرگوشی) سے پہلے صدقہ دیا کرو، ڈر گئے؟ پھر جب تم نے (ایسا) نہ کیا اور اللہ نے تمہیں معاف کر دیا تو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔ (سورہ المجادلۃ 13:58)

114......مومنو! پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر اس صورت میں کہ تم کو کھانے کے لیے اجازت دی جائے اور اس کے پکنے کا انتظار بھی نہ کرنا پڑے لیکن جب تمہاری دعوت کی جائے تو جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو چل دو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھ رہو۔ یہ بات پیغمبر کو تکلیف دیتی تھی اور وہ تم سے لحاظ کرتے تھے (اور کہتے نہیں تھے) لیکن اللہ سچی بات کے کہنے سے لحاظ نہیں کرتا۔ (سورہ الاحزاب 53:33)

115......اے پیغمبر ہم نے آپ کے لیے آپ کی بیویاں جن کو آپ کی لونڈیاں جو اللہ نے آپ کو (کفار سے بطور مال غنیمت) دلوائی ہیں اور آپ کے چچا کی لڑکیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ہے (سب حلال ہیں) اور کوئی مومن عورت اگر اپنا نفس پیغمبر کو بخشش دے (یعنی مہر لینے کے بغیر نکاح میں آنا چاہیے) بشرطیکہ پیغمبر بھی اس سے نکاح کرنا چاہیں (وہ بھی حلال ہیں لیکن یہ اجازت) (اے محمدؐ) خاص آپ ہی کے لیے یہ سب مسلمانوں کو نہیں۔ ہم نے ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جو (مہر واجب الادا) مقرر کر دیا ہے ہم کو معلوم ہے (یہ) اس لیے (کیا گیا ہے) کہ آپ پر کسی طرح تنگی نہ رہے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورہ الاحزاب 50:33)

116......(اور آپ کو یہ بھی اختیار ہے کہ) جس بیوی کو چاہیں علیحدہ رکھیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں۔ اور جس کو آپؐ نے علیحدہ کر دیا ہو اگر اس کو پھر اپنے پاس طلب کر

Marfat.com

لیں تو آپؐ پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ (اجازت) اس لیے ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غم زدہ نہ ہوں اور جو کچھ آپؐ ان کو دیں اسے لے کر سب خوش رہیں۔ اور جو کچھ آپؐ کے دلوں میں ہے اللہ اسے جانتا ہے اور اللہ جاننے والا (اور) بردبار ہے۔ (سورہ الاحزاب 51:33)

117......(اے پیغمبر) ان کے سوا اور عورتیں آپؐ کو جائز نہیں اور نہ یہ کہ ان بیویوں کو چھوڑ کر اور بیویاں کر لیں خواہ ان کا حسن آپؐ کو (کیسا ہی) اچھا لگے مگر وہ جو آپؐ کے ہاتھ کا مال ہے یعنی لونڈیاں کے بارے میں آپ کو اختیار ہے اور اللہ ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے۔ (سورہ الاحزاب 53:33)

118......اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جس طرف وہ چلتا ہے ہم اسے اس طرف چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔ (سورہ النساء 115:4)

119......کہو کہ (اے منکرین رسالت) ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔ (سورہ الانعام 11:6)

120......اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو کہہ دیجئے تمہارا پروردگار صاحب رحمت وسیع ہے مگر اس کا عذاب گنہگار لوگوں سے نہیں ٹلے گا۔ (سورہ الانعام 147:6)

121......یہ (سزا) اس لیے دی گئی کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔ (سورہ الانفال 13:8)

122......اور ان میں بعض ایسے ہیں جو پیغمبر کو تکلیف دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص کان کا کچا ہے (ان سے) کہہ دو کہ وہ تمہاری بھلائی کے لیے ایسا ہے وہ اللہ کا اور مومنوں (کی بات) کا یقین رکھتا ہے۔ اور جو لوگ تم میں ایمان لائے ہیں ان کے لیے رحمت ہے اور جو لوگ رسول اللہ کو دکھ پہنچاتے ہیں ان کے لیے عذاب الیم (تیار) ہے۔ (سورہ التوبہ 61:9)

123......کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے مقابلہ کو

Marfat.com

ہے تو اس کے لیے جہنم کی آگ (تیار) ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا یہ بڑی رسوائی ہے۔(سورہ التوبہ 63:9)

124......یہ ان کی سزا ہے (یعنی) جہنم اس لیے کہ انہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور ہمارے پیغمبروں کی ہنسی اڑائی۔(سورہ الکہف 106:18)

125......جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبر کو رنج پہنچاتے ہیں ان پر اللہ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے اس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔(سورہ الاحزاب 57:33)

126......جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ نہایت ذلیل ہوں گے۔(المجادلۃ 20:58)

127......یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ کی مخالفت کرے تو اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔(سورہ الحشر 4:59)

128......کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہوگا۔(سورہ الکوثر 3:108)

129......جو لوگ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے دیکھو گے۔خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں۔یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور فیض غیبی سے ان کی مدد کی ہے۔اور ان کو بہشتوں میں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ ان میں رہیں گیا اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش۔یہی گروہ اللہ کا لشکر ہے (اور) سن رکھو کہ اللہ ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا۔(سورہ المجادلۃ 22:58)

130......ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو۔(سورہ اللھب 1:11)

131......نہ تو اس کا مال ہی اس کے کچھ کام آیا اور نہ وہ جس نے کمایا۔(سورہ اللھب 2:111)

Marfat.com

132......وہ جلد بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔(سورہ اللھب 3:111)

133......اوراس کی بیوی بھی جولکڑیاں سر پر اٹھائے پھرتی ہے۔(سورہ اللھب 4:111)

134......اس کے گلے میں مونج (پوست کھجور سے بٹی ہوئی) کی رسی ہوگی۔(سورہ اللھب 5:111)

135......تاکہ (مسلمانو) تم لوگ اللہ پر اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور دل سے اس کی تعظیم کرو۔اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو۔(سورہ الفتح 9:48)

136......اور قریب کے رشتہ داروں کو ڈرسنادو۔(سورہ الشعراء 214:26)

137......اے (پیغمبر کے) اہل بیت اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کا میل کچیل) دور کردے اور تمہیں بالکل صاف کردے۔(سورہ الاحزاب 33:33)

138......اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی اور چیز طلب کروتو پردے کے پیچھے سے طلب کروتمہارے اوران کے دلوں کے لیے کامل پاکیزگی یہی ہے۔(سورہ الاحزاب 53:33)

139......اورتم کو یہ اچھا نہیں کہ پیغمبر اللہ کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے کبھی ان کے بعد نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ کا کام ہے۔(سورہ الاحزاب 53:33)

140......پیغمبر مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔(سورہ الاحزاب 6:33)

141......یہی وہ (انعام ہے) جس کی اللہ اپنے ان بندوں کو جو کہہ دو کہ میں اس کا تم سے صلہ نہیں مانگتا مگر (تم سے) قرابت کی محبت (تو چاہیے) اور جو کوئی نیکی کرے گا ہم اس کے لیے اس میں ثواب بڑھائیں گے۔بے شک اللہ بخشنے والا قدردان ہے۔(سورہ الشوریٰ 23:42)

142......اورتم کو یہ اچھا نہیں کہ پیغمبر اللہ کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے کبھی ان کے بعد نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ کا کام ہے۔(سورہ الاحزاب 53:33)

Marfat.com

143......اے پیغمبر اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت و آرائش کی طلب گار ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا دوں اور تمہیں اچھائی کے ساتھ رخصت کردوں۔(سورہ الاحزاب 28:33)

144......اور اگر تم اللہ اور اس کے پیغمبر اور عاقبت کے گھر (یعنی بہشت) کی طلب گار ہو تم میں جو نیک عمل کرنے والی ہیں ان کے لیے اللہ نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (سورہ الاحزاب 29:33)

145......اور جو تم میں سے اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبردار رہے گی اور عمل نیک کرے گی۔اس کو ہم دوہرا ثواب دیں گے اور اس کے لیے ہم نے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔(سورہ الاحزاب 31:33)

146......اور تمہارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی جو آیتیں اور رسول کی جو احادیث پڑھی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو۔ بے شک اللہ باریک بیں اور باخبر ہے۔(سورہ الاحزاب 34:33)

147......کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے ان ہی میں سے ایک شخص کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سنا دو اور ایمان لانے والوں کو خوشخبری دے دو کہ ان کے پروردگار کے ہاں ان کا سچا درجہ ہے (ایسے شخص کی نسبت) کافر کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادوگر ہے۔(سورہ یونس 2:10)

148......یہ اس لیے کہ ان کے پاس پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر آتے تو یہ کہتے ہیں کہ کیا آدمی ہمارے ہادی بنتے ہیں؟ تو انہوں نے (ان کو) نہ مانا اور منہ پھیر لیا اور اللہ نے بھی بے پروائی کی۔اور اللہ بے پرواہ (اور) لائق حمد (وثنا) ہے۔(سورہ التغابن 6:64)

149......اور (اے محمدؐ) ہم نے آپ سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تھے اور ان کی بیویاں اور اولاد بھی دی تھی۔اور کسی پیغمبر کے اختیار کی بات نہ تھی کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لائے۔ہر (حکم) قضاء (کتاب میں) لکھا ہوا ہے۔(سورہ الرعد 38:13)

150......اور جب ان کے پاس کوئی آیت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ جس طرح کی

Marfat.com

رسالت خدا کے پیغمبروں کو ملی ہے جب تک اسی طرح کی رسالت ہم کو نہ ملے ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اس کو اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی پیغمبری کسے عنایت فرمائے۔ جو لوگ جرم کرتے ہیں ان کو اللہ کے ہاں ذلت اور عذاب شدید ہوگا اس لیے کہ مکاریاں کرتے تھے۔ (سورہ الانعام 124:6)

151......اور (یہ بھی) کہنے لگے کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں (یعنی مکے اور طائف) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ کیا گیا؟ (سورہ الزخرف 31:43)

152......پھر ان کے بعد ہم نے ایک اور جماعت پیدا کی۔ (سورہ المؤمنون 31:23)

153......اور انہی میں سے ان میں ایک پیغمبر بھیجا (جس نے ان سے کہا) اللہ ہی کی عبادت کرو (کہ) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تو کیا تم ڈرتے نہیں؟ (سورہ المؤمنون 32:33)

154......تو ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے اور آخرت کے آنے کو جھوٹ سمجھتے تھے اور دنیا کی زندگی میں ہم نے ان کو آسودگی دے رکھی تھی کہنے لگے کہ یہ تو تم ہی جیسا آدمی ہے جس قسم کا کھانا تم کھاتے ہو اسی طرح کا یہ بھی کھاتا ہے اور جو (پانی) تم پیتے ہو اسی قسم کا یہ بھی پیتا ہے۔ (سورہ المؤمنون 33:23)

155......اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے آدمی کا کہا مان لیا تو گھاٹے میں پڑ گئے۔ (سورہ المؤمنون 34:33)

156......(یعنی) جب ہم نے ان کی طرف دو (پیغمبر) بھیجے تو انہوں نے ان کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے تیسرے سے تقویت دی۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف پیغمبر ہو کر آئے ہیں۔ (سورہ یٰسین 14:36)

157......اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آ گئی تو ان کو ایمان لانے سے اس کے سوا کوئی چیز مانع نہ ہوئی کہ کہنے لگے کہ کیا اللہ نے آدمی کو پیغمبر کر کے بھیجا ہے۔ (سورہ بنی اسرائیل 94:17)

158......کہہ دو کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے (کہ اس میں) چلتے پھرتے (اور) آرام

Marfat.com

کرتے (یعنی بستے) تو ہم ان کے پاس فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتے۔ (سورہ بنی اسرائیل 95:17)

159......اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتا۔ (سورہ الحجر 7:15)

160......اور کہتے ہیں یہ کیسا پیغمبر ہے کہ کھانا کھاتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نازل نہیں کیا گیا اس کے ساتھ رہتا اور (نہ ماننے والوں کو) دھمکاتا رہتا۔ (سورہ الفرقان 7:25)

161......اور اگر ہم کسی فرشتے کو بھیجتے تو اسے مرد کی صورت میں بھیجتے اور جو شبہ (اب) کرتے ہیں اسی شبہ میں پھر انہیں ڈال دیتے۔ (سورہ الانعام 9:6)

162......اور ہم ان پر فرشتے بھی اتار دیتے اور مردے بھی ان سے گفتگو کرنے لگتے اور ہم سب چیزوں کو ان کے سامنے لاموجود بھی کر دیتے تو بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے۔ الا ماشاء اللہ۔ بات یہ ہے کہ اکثر نادان ہیں۔ (سورہ الانعام 111:6)

163......اور ہم نے تم سے پہلے بستیوں کے رہنے والوں سے مرد ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ (سورہ یوسف 109:12)

164......اور ہم نے تم سے پہلے مردوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا جن کی طرف وحی بھیجا کرتے تھے اگر تم لوگ نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو۔ (سورہ النحل 43:16)

165......اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی (پیغمبر بنا کر) بھیجے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ اگر تم نہیں جانتے تو جو یاد رکھتے ہیں ان سے پوچھ لو۔ (سورہ الانبیاء 7:21)

166......اور ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔ (سورہ الانبیاء 8:21)

167......اور ہم نے تم سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ اور ہم نے تمہیں ایک دوسرے کے لیے آزمائش بنایا۔ کیا تم صبر کرو گے اور تمہارا پروردگار تو دیکھنے والا ہے۔ (سورہ الفرقان 20:25)

168......اور کہتے ہیں کہ ان پر ان کے پروردگار کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی۔ کہہ دیجئے کہ اللہ نشانی اتارنے پر قادر ہے لیکن اکثر لوگ نہیں

Marfat.com

جانتے۔(سورہ الانعام 37:6)

169......اور کہتے ہیں کہ اس پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی؟ کہہ دیجیے کہ غیب (کا علم) تو اللہ ہی کو ہے سو تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔(سورہ یونس 20:10)

171......پس شاید کہ آپ اس وحی کے کسی حصے کو چھوڑنے والے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی جاتی ہے۔ اور اس (خیال) سے آپ کا دل تنگ ہو کہ (کافر) یہ کہنے لگیں کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا۔(اے محمدؐ) آپ تو صرف نصیحت کرنے والے ہو۔ اور اللہ ہر چیز کا نگہبان ہے۔(سورہ ھود 12:11)

172......اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی نازل نہیں ہوئی۔ سو (اے محمدؐ) آپ تو صرف ہدایت کرنے والے ہو اور ہر ایک قوم کے لیے رہنما ہوا کرتا ہے۔(سورہ الرعد 7:13)

173......اور کافر کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی نازل نہیں ہوئی؟ کہہ دو کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جو (اس کی طرف) رجوع ہوتا ہے اس کو اپنی طرف راستہ دکھاتا ہے۔(سورہ الرعد 27:13)

174......اور کہنے لگے کہ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ (عجیب وغریب باتیں نہ دکھاؤ یعنی یا تو) ہمارے لیے زمین سے چشمہ جاری کرو۔ (سورہ بنی اسرائیل 90:17)

175......یا تمہارا کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور اس کے اندر سے نہریں بہا نکالو۔(سورہ بنی اسرائیل 91:17)

176......یا جیسا تم کہا کرتے ہو ہم پر آسمان کے ٹکڑے لا گراؤ یا اللہ اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے لے آؤ۔(سورہ بنی اسرائیل 92:17)

177......یا تمہارا سونے کا گھر ہو۔ یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے آسمان پر چڑھنے کا بھی یقین نہیں کریں گے جب تک کہ تم کوئی کتاب نہ لاؤ جسے ہم خود پڑھ لیں کہہ

Marfat.com

دیجیے کہ میرا پروردگار پاک ہے میں تو صرف ایک انسان ہوں جو رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔(سورہ بنی اسرائیل 93:17)

178...... جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں حکم بھیجا کہ جب تک کوئی پیغمبر ہمارے پاس ایسی نیاز لے کر نہ آئے جس کو آگ (آکر) کھا جائے تب تک ہم اس پر ایمان نہ لائیں گے (اے پیغمبر ان سے) کہہ دیجیے کہ مجھ سے پہلے کئی پیغمبر تمہارے پاس کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے اور وہ (معجزہ) بھی لائے جو تم کہتے ہو تم اگر سچے ہو تو تم نے ان کو قتل کیوں کیا؟ (سورہ العمران 183:3)

179......ان کے پیغمبروں نے کہا کیا (تم کو) اللہ (کے بارے) میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ تمہیں اس لیے بلاتا ہے کہ تمہارے گناہ بخشے اور (فائدہ پہنچانے کے لیے) ایک مدت مقرر تک تم کو مہلت دے۔ وہ بولے کہ تم تو ہمارے جیسے آدمی ہو تمہاری یہ منشا ہے کہ جن چیزوں کو ہمارے بڑے پوجتے رہے ہیں ان (کے پوجنے) سے ہم کو بند کر دو تو (اچھا) کوئی کھلی دلیل لاؤ (یعنی معجزہ دکھاؤ)۔ (سورہ ابراہیم 10:14)

180......پیغمبروں نے ان سے کہا کہ ہاں ہم تمہارے ہی جیسے آدمی ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے (نبوت کا) احسان کرتا ہے۔ اور ہمارے اختیار کی بات نہیں کہ ہم اللہ کے حکم کے بغیر تم کو (تمہاری فرمائش کے مطابق) معجزہ دکھائیں اور اللہ ہی پر مومنوں کو بھروسا رکھنا چاہیے۔ (سورہ ابراہیم 11:14)

181......اور کہتے ہیں کہ یہ (پیغمبر) اپنے پروردگار کی طرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے۔ کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کی نشانی نہیں آئی۔ (سورہ طٰہٰ 133:20)

182...... یا اس کی طرف (آسمان سے) خزانہ اتارا جاتا یا اس کا کوئی باغ ہوتا کہ اس میں سے کھایا کرتا۔ اور ظالم کہتے ہیں کہ تم ایک سحر زدہ (جادو کیے ہوئے) شخص کی پیروی کرتے ہو۔ (سورہ الفرقان 8:25)

183.... (اے پیغمبر) دیکھو تو یہ آپ کے بارے میں کس کس طرح کی باتیں کرتے

Marfat.com

ہیں سو گمراہ ہو گئے ہیں اور راستہ نہیں پا سکتے۔ (سورہ الفرقان 9:25)

184......پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آ پہنچا تو کہنے لگے کہ جیسی (نشانیاں) موسیٰ کو ملی تھیں ویسی اس کو کیوں نہیں ملیں۔ کیا جو (نشانیاں) پہلے موسیٰ کو دی گئی تھیں انہوں نے ان سے کفر نہیں کیا؟ کہنے لگے کہ دونوں جادوگر ہیں ایک دوسرے کے معاون اور بولے کہ ہم سب سے منکر ہیں۔ (سورہ القصص 48:28)

185......اور (کافر) کہتے ہیں کہ اس پر اس کے پروردگار کی طرف سے نشانیاں کیوں نازل نہیں ہوئیں کہہ دیجئے کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں۔ اور کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ (سورہ العنکبوت 50:29)

186......اور ہم نے نشانیاں نازل کرنا اس لیے موقوف کر دیا کہ اگلے لوگوں نے ان کو جھٹلایا تھا اور ہم نے ثمود کو اونٹنی (نبوت صالح کی کھلی) نشانی دی تو انہوں نے اس پر ظلم کیا۔ اور ہم جو نشانیاں بھیجا کرتے ہیں تو ڈرانے کے لیے۔ (سورہ بنی اسرائیل 59:17)

187......کیا یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان پر اللہ (کا عذاب) بادل کے سائبانوں میں نازل ہو اور فرشتے کا (اتر آئیں) اور کام تمام کر دیا جائے اور سب کاموں کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے۔ (سورہ البقرہ 210:2)

188......پھر اگر یہ لوگ آپ کو سچا نہ سمجھیں تو آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر کھلی ہوئی نشانیاں اور صحیفے (زبور) اور روشن کتابیں لے کر آ چکے ہیں اور لوگوں نے ان کو بھی سچا نہیں سمجھا۔ (سورہ العمران 184:3)

189......(اے محمدؐ) اہل کتاب آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان پر ایک (لکھی ہوئی) کتاب آسمان سے اتار لائیں تو یہ موسیٰ سے اس سے بھی بڑی بڑی درخواستیں کر چکے ہیں (ان سے) کہتے تھے ہمیں اللہ کو ظاہر (یعنی آنکھوں سے) دکھا دو سوان کے گناہ کے باعث ان کو بجلی نے آ پکڑا پھر کھلی نشانیوں کے (اس کی عدم موجودگی میں) پیچھے بچھڑے کو (معبود) بنا بیٹھے تو اس سے بھی ہم نے درگذر کی۔ اور موسیٰ کو کھلا غلبہ دیا۔ (سورہ النساء 153:4)

Marfat.com

190......اور اللہ کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ان لوگوں کے پاس نہیں آتی مگر یہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔(سورہ الانعام 4:6)

191......جب ان کے پاس حق آیا تو اس کو بھی جھٹلا دیا۔سو ان کو ان چیزوں کا جن سے یہ مذاق کرتے ہیں عنقریب انجام معلوم ہو جائے گا۔(سورہ الانعام 5:6)

192......اور یہ لوگ اللہ کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئے تو وہ اس پر ضرور ایمان لے آئیں۔ کہہ دو نشانیاں تو سب اللہ ہی کے پاس ہیں اور (مومنو!) تمہیں کیا معلوم ہے (یہ ایسے بد بخت ہیں) کہ ان کے پاس نشانیاں آ بھی جائیں تب بھی ایمان نہ لائیں۔(سورہ الانعام 109:6)

193......اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ دیں گے (تو) جیسے یہ اس (قرآن) پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے (ویسے پھر نہ لائیں گے) اور ہم ان کو چھوڑ دیں گے کہ اپنی سرکشی میں بہکتے ہوئے۔(سورہ الانعام 110:6)

194......کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس (خواہ) کوئی ہی نشانی لاؤ تا کہ اس سے ہم پر جادو کرو ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں۔(سورہ الاعراف 132:7)

195......پھر اُس (نوح) کے بعد ہم نے اور پیغمبر اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے۔مگر وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ جس چیز کو پہلے جھٹلا چکے تھے اس پر ایمان لے آتے۔اسی طرح ہم زیادتی کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔(سورہ یونس 174:10)

196......جن لوگوں کے بارے میں اللہ کا حکم (عذاب) قرار پا چکا ہے وہ ایمان نہیں لانے کے۔(سورہ یونس 96:10)

197......جب تک کہ دردناک عذاب دیکھ لیں خواہ ان کے پاس ہر (طرح) کی نشانی آ جائے۔(سورہ یونس 97:10)

198......ان سے پہلے جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کیا وہ ایمان نہیں لاتی تھیں۔تو کیا یہ ایمان لے آئیں گے۔(سورہ الانبیاء 6:21)

Marfat.com

199......اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے نشانی اتار دیں پھر ان کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں۔(سورہ الشعراء4:26)

200......اوران کے پاس (خدائے) رحمٰن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت نہیں آتی مگر اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔(سورہ الشعراء5:26)

201......اورہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کردی ہے اور اگر آپ ان کے سامنے کوئی نشانی پیش کریں تو یہ کافر کہہ دیں گے کہ تم تو جھوٹے ہو۔(سورہ الروم58:30)

202......اسی طرح اللہ ان لوگوں کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے مہر لگا دیتا ہے۔ (سورہ الروم59:30)

203......اوراگر یہ آسمان (سے عذاب) کا کوئی ٹکڑا گرتا ہوا دیکھیں تو کہیں کہ یہ گاڑھا بادل ہے۔(سورہ الطّور44:52)

204 ......اوران میں سے کچھ تو ایسے ہیں کہ اس پر ایمان لے آئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ ایمان نہیں لاتے۔ اور تمہارا پروردگار شریروں سے خوب واقف ہے۔(سورہ یونس40:10)

205......یہ لوگ جب تمہاری طرف کان لگاتے ہیں تو جس نیت سے یہ سنتے ہیں ہم اسے خوب جانتے ہیں اور جب یہ کان میں بات کرتے ہیں (یعنی) جب ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک ایسے شخص کی تابعداری کرتے ہو جس پر جادو کیا گیا ہے۔(سورہ بنی اسرائیل47:17)

206......دیکھو انہوں نے کس کس طرح کی تمہارے بارے میں باتیں بنائی ہیں۔سو یہ گمراہ ہورہے ہیں اور راستہ نہیں پاسکتے۔(سورہ بنی اسرائیل48:17)

207......ان کے دل غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔اور ظالم لوگ (آپس میں) چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں کہ یہ (شخص کچھ بھی) نہیں مگر تمہارے جیسا آدمی ہے تو تم آنکھوں دیکھتے جادو (کی لپیٹ) میں کیوں آتے ہو۔(سورہ الانبیاء3:21)

Marfat.com

208......وہ کہنے لگے کہ تم پر تو جادو کر دیا گیا ہے۔(سورہ الشعراء185:26،153:26)

209......ہاں تم تو تعجب کرتے ہو اور یہ (مذاق) کرتے ہیں۔(سورہ الصّٰفّٰت12:37)

210......اور جب ان کو نصیحت دی جاتی ہے تو نصیحت قبول نہیں کرتے۔(سورہ الصّٰفّٰت13:37)

211......اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو مذاق کرتے ہیں۔(سورہ الصّٰفّٰت14:37)

212......اور کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔(سورہ الصّٰفّٰت15:37)

213......اور کہتے تھے کہ بھلا ہم ایک دیوانے شاعر کے کہنے سے کہیں اپنے معبودوں کو چھوڑ دینے والے ہیں۔(سورہ الصّٰفّٰت36:37)

214......کیا کافر کہتے ہیں کہ شاعر ہے (اور) ہم اس کے حق میں زمانے کے حوادث (موت) کا انتظار کر رہے ہیں۔سورہ30:52)

215......اور (کفار) کہتے ہیں کہ اے شخص جس پر نصیحت (کی کتاب) نازل ہوئی ہے تو دیوانہ ہے۔(سورہ الحجر6:15)

216......یا تو اس نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے۔یا اسے جنون ہے۔بات یہ ہے کہ لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ آفت اور حد درجے کی گمراہی میں (مبتلا) ہیں۔(8:34)

217......پھر انہوں نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے (یہ تو) پڑھایا ہوا (اور) دیوانہ ہے۔(سورہ الدخان14:44)

218......کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ان کے رفیق (محمد ﷺ) کو (کسی طرح کا بھی) جنون نہیں ہے۔وہ تو صاف صاف ڈر سنانے والے ہیں۔(سورہ الاعراف184:7)

219......کیا یہ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے (نہیں) بلکہ وہ ان کے پاس حق کو لے کر آئے ہیں اور ان میں سے اکثر حق کو ناپسند کرتے ہیں۔(سورہ المؤمنون70:23)

220......کہہ دیجئے کہ میں تمہیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے

Marfat.com

لیے دو اور اکیلے اکیلے کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو تمہارے رفیق کو ہرگز جنون نہیں وہ تو تم کو عذاب سخت (کے آنے) سے پہلے صرف ڈرانے والے ہیں۔(سورہ سبا46:34)

221......اور انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس ان ہی میں سے ہدایت کرنے والا آیا یہ کافر کہنے لگے کہ جادوگر ہے جھوٹی باتیں بتانے والا۔(سورہ ص4:38)

222......تو (اے پیغمبر) آپ نصیحت کرتے رہیں تم اپنے پروردگار کے فضل سے نہ تو کاہن (غیب کی خبریں بتانے والے) ہو اور نہ دیوانے۔(سورہ الطور29:52)

223......کہ (اے محمد ﷺ) تم اپنے پروردگار کے فضل سے دیوانے نہیں ہو۔(سورہ القلم2:68)

224......یہ عنقریب تم بھی دیکھ لو گے اور یہ (کافر) بھی دیکھ لیں گے۔(سورہ القلم5:68)

225......کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے۔(سورہ القلم6:68)

226......اور (مکے والو) تمہارے رفیق (یعنی محمدؐ) دیوانے نہیں ہیں۔(سورہ التکویر22:81)

227......محمدؐ اللہ کے پیغمبر ہیں۔(سورہ الفتح29:48)

Marfat.com

محمد رسول اللہ ﷺ

﴿اَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ﴾

''اللہ پاک کے بعد ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ باری تعالیٰ کی ذات کے بعد صرف دنیا میں ایک ہی عظیم ہستی ہے اور اس عظیم ہستی کو جاننے اور دل سے ماننے کے لیے ضروری ہے کہ ہم مندرجہ بالا کلمہ پڑھتے رہا کریں اس کلمہ کے معنی ہیں۔

''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے جو کہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

حضور اکرم ﷺ:

نام: محمدؐ، احمدؐ رسول پاکؐ کا نام محمدؐ قرآن پاک میں چار جگہ آیا ہے اور رسول پاک کا نام احمدؐ قرآن مجید میں ایک جگہ آیا ہے۔ رسول پاکؐ کے والد کا نام حضرت عبداللہؓ، والدہ ماجدہ کا نام حضرت آمنہؓ، دادا جان کا نام حضرت عبدالمطلبؓ ہے حضورؐ اکرم پر 12 ربیع الاول، عام الفیل 53 قبل ہجری مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کے قریب صفا پہاڑی کے پاس حضرت عبداللہ کے مکان میں دنیا میں تشریف لائے۔

آپؐ پر پہلی وحی 27 رمضان المبارک 13 قبل ہجری میں نازل ہوئی۔ یہ وحی مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ سے 4 میل دور ''جبل نور'' جس کا مطلب ہے نور والا پہاڑ ہے پر واقع ''غار حرا'' میں اتری۔ آپؐ نے 12 ربیع الاول 1 ہجری میں مدینہ منورہ میں ہجرت اختیار کی۔

Marfat.com

آپؐ کا وصال 12 ربیع الاوّل پیر۔کے دن مدینہ منورہ میں ہوا۔

آپؐ اللہ کے آخری نبی، آخری رسول اور آخری پیغمبر ہیں۔آپؐ قیامت تک کے لیے تمام انسانوں کے لیے اللہ پاک کا پیغام پہنچانے کے لیے تشریف لائے۔آپؐ نے بچپن میں دوسرے نبیوں کی طرح بکرایاں چرائیں اور چالیس سال کی عمر تک تجارت کرتے رہے۔آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان پشت پر نبوت کی ظاہری علامت مہر نبوت بنی ہوئی تھی۔آپؐ کا چہرہ اس بات کی نشانی ظاہر کرتا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور رسول ہیں۔آپ کے چہرے مبارک کی رنگت گوری سپید اور ہلکی سرخی مائل تھی۔بالوں کی رنگت بہت سیاہ تھی۔آپؐ کا قد مبارک درمیانہ (مگر جب لوگوں کے درمیان میں تشریف فرما ہوتے تو سب سے ممتاز نظر آتے) آپؐ کی دایہ کا نام حضرت شفاء بنت عوفؓ (اُم عبدالرحمان) تھا حضرت آمنہ کی کنیز حضرت اُم ایمنؓ تھیں۔آپؐ کو دودھ پلانے والیاں حضرت ثوبیہؓ اور حضرت مائی حلیمہؓ تھیں۔آپ کے رضائی بہن بھائیوں کے نام حضرت ثوبیہؓ سے عبداللہ بن جحش، حمزہ بن عبدالمطلب، ابوسلمہ بن عبدالاسد، مسروح ابن ثوبیہ تھے اور حضرت مائی حلیمہ سعدیہ سے عبداللہ، انیسہ، شیما تھیں آپ کی ازواج مطہرات کے نام حضرت خدیجہؓ، حضرت سودہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت زینت بنت خزیمہؓ، حضرت زینب بنت جحشؓ، حضرت جویریہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت ماریہؓ ہیں۔آپؐ کی اولاد حضرت قاسمؓ، حضرت عبداللہؓ، حضرت ابراہیمؓ، حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ، حضرت فاطمہؓ ہیں۔آپ کے نواسے علیؓ، عبداللہؓ، حسنؓ، حسینؓ، محسنؓ، امامہؓ، ام کلثومؓ اور حضرت زینبؓ ہیں آپ کے خاص شاعر حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت سواد بن قاربؓ اور حضرت عباسؓ ہیں۔آپؐ کی تلواروں کے نام ماثور، ذوالفقار، الحتف، رسوب، مخذم اور ابتار ہیں۔

فتح مکہ کے وقت آپ نے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ پہنا ہوا تھا۔آپؐ کے موذن کے نام سیدنا حضرت بلالؓ بن رباح، حضرت عبداللہ بن اُم مکتومؓ اور حضرت ابومحذورہؓ ہیں۔

Marfat.com

آپؐ کے حق چار یار حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فارقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ شیر خدا ہیں۔ آپ کی وحی کے کاتبوں کا نام حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت امیر معاویہؓ ہیں۔

آپؐ نے فرمایا میرے دو وزیر زمین پر ہیں اور میرے دو وزیر آسمان پر ہیں۔ زمین پر حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ ہیں آسمان پر جبرائیل اور میکائیل علیہم السلام میرے وزیر ہیں۔

ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ یہ ہے اور اس کا دل و جان سے ایمان بھی یہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اور اللہ کے رسول اور نبی ہیں اگر کوئی بھی انسان کلمہ طیبہ پڑھ لیتا ہے اور دل و جان سے اس بات کا اقرار کر لیتا ہے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے مسلمانوں اور دوسرے لوگوں میں فرق صرف ایمان کا ہے۔ جس نے کلمہ پڑھ لیا وہ مسلمان ہو گیا۔ مسلمانوں کا کوئی بھی فرقہ ہو مسلک ہو سب ایک ہی کلمہ پڑھتے ہیں اور اس بات پر پختہ ایمان و یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ پاک کے سچے رسول ہیں۔ ایمان کا پہلا حصہ ہے اللہ پر ایمان لانا دوسرا حصہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سچے دل سے کامل یقین کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ دنیا میں سب سے زیادہ محمد ﷺ رسول اللہ سے پیار، محبت اور وفا کا انمٹ اور انمول رشتہ رکھتا ہے۔

ہمارے حضور ﷺ آخری نبی اور رسول ہیں ان کے بعد نبوت کامل ہو گئی ہے اور اب آپؐ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔ اسلام کی خوبصورت عمارت عظیم الشان ہے ان ہی اصولوں کے تحت بنی ہے۔ ہمارے حضور ﷺ سے پہلے دنیا میں جتنے بھی نبی اور رسول آئے۔ وہ ایک خاص علاقے کے لیے اور ایک مخصوص مدت کے لیے اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آئے تھے۔ اس کے برعکس ہمارے حضورؐ ساری انسانیت کے لیے اور ساری دنیا کے لیے اللہ تعالیٰ کا پیغام قیامت تک کے لیے لے کر آئے۔ حضور ﷺ سے پہلے جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام آئے اور یہ پیغام صحیفے تھے یا آسمانی کتابیں تھیں وہ وقت کے ساتھ ساتھ اپنی اصلیت کھو بیٹھیں ان میں لوگوں نے اپنی مرضی سے اپنی سہولت کے لیے

Marfat.com

ان میں ترمیم اور اضافے کر لیے تھے۔ ساڑھے چودہ سو سال حضور ﷺ کو اس دنیا میں تشریف لائے ہوئے ہو چکے ہیں مگر آپ کا لایا ہوا پیغام یعنی قرآن مجید فرقان حمید، اللہ پاک کا کلام ویسے کا ویسا ہی اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ اس میں زیر زبر کی بھی ترمیم یا اضافہ نہیں ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر احسان ہے اور قرآن مجید فرقان حمید ایک معجزہ ہے جو بالکل اپنی اصلی حالت میں نہ صرف کتابوں کی شکل میں موجود ہے بلکہ لاکھوں انسانوں کے سینوں میں بس رہا ہے۔ قرآن شریف سینہ بہ سینہ مسلمانوں کے سینوں میں اور دل و دماغ میں رچ بس رہا ہے۔ مسلمانوں کو کئی بار مختلف قوموں نے نقصان پہنچایا مگر قرآن مجید فرقان حمید کو کوئی بھی مسلمانوں کے سینوں میں سے اور دل و دماغ سے نہ نکال سکا ہزار ہا دشمن آئے تباہ کاریاں کیں اپنی فرعونیت اور طاقت کا مظاہرہ کرتے رہے اور مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی زمین تنگ کرتے رہے بربریت کی انتہا کرتے رہے مگر قرآن مجید فرقان حمید کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جو کتابی شکل کے علاوہ ہر زمانے میں ہر دور میں لاکھوں مسلمانوں کے سینے میں بسی چلی آرہی ہے اور تا قیامت جب تک دنیا قائم ہے ایسے ہی سینوں میں اور کتابوں میں روز روشن کی طرح جگمگاتی رہے گی۔ اور بس رہے گی جب قرآن مجید فرقان حمید حضورؐ پر نازل کیا گیا تو اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ پاک نے خود لیا ہوا ہے۔

حضورؐ کی سیرت پر لاکھوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور قیامت تک لکھی جاتی رہیں گی اور حضورؐ کی سیرت کے ہزاروں گوشوں پر مکمل کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ میں بندہ عاجز بھی حضورؐ کی سیرت کے صرف ایک پہلو پر کتاب لکھ چکا ہوں اُس کتاب کا نام ہے "حضور اکرم ﷺ بطور ماہر نفسیات" ہے۔

حضور ﷺ نے زندگی گذارنے کے طریقے عملی طور پر بتائے ہیں کیسے عبادت کی جائے، کیسے تجارت کی جائے، کیسے دوسروں کے حقوق پورے کیے جائیں۔ ماں باپ، بہن بھائیوں، دوستوں، رشتے داروں اور ہمسایوں کے ساتھ کیسے زندگی گزاری جائے۔ چھوٹوں سے کیسے شفقت کی جائے بڑوں کا احترام و عزت کیسے کی جائے۔ غیر مسلموں

Marfat.com

سے کیسا سلوک کیا جائے اپنی اولاد اور ازواج سے کیسے پیش آیا جائے توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ پر کیسے عمل کیا جائے آپ نے زندگی کے باریک پہلوؤں سے لے کر بڑے پہلوؤں پر عملی زندگی گذار کر ہماری راہنمائی کی ہے۔ حضور ﷺ نے ہمیں بتایا ہے کہ ہمارا خوشی میں غمی میں کیسا ردعمل ہونا چاہیے سب کچھ خود کر کے دکھایا ہے انسان کی زندگی میں جو مسائل، مشکلات، رکاوٹیں، مصیبتیں، تکلیفیں، ناگہانی واقعات پیش آتے ہیں اُن کا بہت احسن حل پیش کیا ہے۔ آپ نے انسان کی پیدائش سے لے کر لحد میں اترنے تک کا حل پیش کیا ہے۔ اس مقصد کے لیے آپؐ نے شریعت اللہ پاک کے حکم سے پیش کی ہے۔

حضورؐ نے دنیا میں رہ کر ہم مسلمانوں کے لیے اور پوری دنیا کو بے مثال خاوند، بے مثال باپ، بے مثال ساتھی، بے مثال راہنما، بے مثال سردار، بے مثال کمانڈر، بے مثال حکمران، بے مثال رشتے دار، بے مثال عبادت گزار، بے مثال اللہ پاک کی معبودیت کا اظہار کرنے والا، بے مثال منتظم، بے مثال سوائے اللہ کے اور کسی سے نہ ڈرنے والا، نہ خوف کھانے والا، بے مثال خوشخبریاں دینے والا، بے مثال اللہ پاک سے ڈرنے والا، بے مثال زندگی کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلے میں راہنمائی کرنے والا، بے مثال مخلوق اللہ سے پیار کرنے والا، بے شمار یتیموں اور مسکینوں کا سہارا بننے والا، ہر وقت اللہ پاک کی طرف بلانے والا، بے مثال عورتوں کے حقوق کا رکھوالا، بے مثال غلاموں سے حسن سلوک کرنے والا، صادق اور امین بننے میں بے مثال ثابت کیا ہے۔ ساری زندگی سچ بولا اور سچ بولنے کی تاکید کی۔ کبھی کسی کے ساتھ وعدہ خلافی نہیں کی۔ خیرات میں سب سے بڑھ کر خیرات کرنے والے، مکی اور مدنی زندگی ایسے گزاری جیسے کوئی بھی انسان نہیں گذار سکتا۔ ہر موقع پر ایسی راہنمائی کی کہ کوئی ان سے بڑھ کر آج تک راہنمائی نہیں کر سکتا۔ جنگ بدر ہو یا جنگ اُحد، جنگ حنین ہو یا فتح مکہ، عاجزی اور انکساری کی انتہا کردی۔ آپ کی سیرت پاک سے متاثر ہو کر عرب کے کھردرے بدوؤں نے اپنے آپ کو حضور کے سانچے میں ڈھال کر کلمہ حق کی آواز کو بلند کرتے ہوئے اللہ کے نعرے بلند کرتے ہوئے دنیا کے گوشے گوشے میں اپنا تن من دھن نچھاور کر کے اللہ پاک کا اور

Marfat.com

حضورﷺ کا پیغام پہنچایا اور اپنی بہادری کی دھاک سارے جہاں میں بٹھا دی۔

آج ساری دنیا دیکھ رہی ہے کہ زمین کے کونے کونے میں دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں مؤذن اذان دے کر اللہ پاک کا اور حضور کا پیغام اپنی خوبصورت دلکش آواز میں پہنچا رہا ہوتا ہے اور کہہ رہا ہوتا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ پاک کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ پاک کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں محمدﷺ اللہ کے رسولؐ ہیں، میں گواہی دیتا ہوں محمدﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آؤ اپنی اصلاح کے لیے آؤ اپنی اصلاح کے لیے، آؤ اپنی فلاح کے لیے، آؤ اپنی فلاح کے لیے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ پاک کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں ہے۔

اس پیغام کو سن کر جس نے اللہ پاک کی عبادت کے لیے مؤذن کی خوبصورت اور دلنشین آواز پر لبیک کہتے ہو مسجد میں نماز پڑھ لی یا جس جگہ پر بھی وہ موجود ہے اُس نے وہاں پر ہی نماز پڑھ لی تو ایسے میں دنیا بھی بن گئی آخرت بھی بن گئی۔

حضورؐ کا اسم مبارک اربوں لوگوں کے لبوں کی زینت بن چکا ہے۔ آپؐ پر درود دل وجان سے بھیج رہے ہیں اور یہ عمل تا قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

قرآن مجید میں اللہ پاک نے فرمایا ہے ''اللہ اور اس کے فرشتے حضورؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے (ہو) تم بھی ان پر دورد وسلام بھیجو'' حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ''جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا۔ اللہ پاک اس پر دس مرتبہ رحمتیں فرمائے گا۔ اس کے دس گناہ معاف کرے گا''۔

حضورؐ نے فرمایا ''جب تک کوئی مسلمان مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے۔'' اس وقت تک فرشتے بھی اس کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ اب کوئی کم پڑھے یا زیادہ (یاد رہے کہ سب سے بہتر اور افضل درود ابراہیمی ہے) جو ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں۔ حضورؐ کی حیات مبارکہ ایک ایسا روشنی کا مینار ہے جس کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹک سکتی آپؐ کی سیرت مبارکہ کا ایک روشن پہلو یہ بھی ہے کہ حضورؐ نے 23 سال کی قلیل مدت میں اللہ پاک

Marfat.com

کا پیغام کامیابی کے ساتھ پہنچا دیا۔ دنیا کا کوئی گوشہ کوئی کونہ ایسا نہیں ہے جہاں پر اللہ پاک کا اور حضور کا نام لیوا موجود نہ ہو۔ یہ حضورؐ کی ذات مبارکہ کا ہی کرشمہ ہے کہ آج اربوں مسلمان اللہ پاک کی اور حضورؐ کے بتائے ہوئے اصولوں پر راہ حق میں چلتے ہوئے بندگی کررہے ہے۔ خانہ کعبہ میں ہر لمحہ اللہ اکبر کا نعرہ گونجتا رہتا ہے۔ یہاں پر دنیا بھر سے آئے ہوئے ہر نسل کے لوگ جن کی زبان ایک نہیں، ثقافت ایک نہیں، کوئی کالا ہے، کوئی گورا ہے، کوئی گندمی، کوئی قد کا چھوٹا، کوئی قد کا بڑا، کوئی بچہ کوئی بوڑھا اور عورت ہے سب روتے ہوئے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے خانہ کعبہ کا طوائف کررہے ہوتے ہیں پھر دعائیں کرکے اپنے دل کی مرادیں لے کر خوشی خوشی اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔

اسلام دُنیا کا واحد مذہب ہے۔ جس میں دن رات چوبیس گھنٹے ہر سیکنڈ ہر لمحے اللہ اکبر کی آوازیں بیک وقت ہزاروں لاکھوں مسلمان بلند کرتے رہتے ہیں طوائف کعبہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اب ہم آخر میں رسول کریم ﷺ نے جو زندگی گذارنے کا فریم ورک جو خطبہ حجۃ الوادع میں بتایا ہے اس کے اہم پہلوؤں کو بیان کرتے ہیں۔ یہ اسلامی حقوق کا اوّلین اور مثالی عالمی منشور ہے۔

☆......لوگو اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ ''اے لوگو حقیقت یہ ہے کہ ہم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لیے تقسیم کیا گیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کی پہچان کرسکو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہو۔ یقین رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا ہے، ہر چیز سے باخبر ہے۔'' (سورہ الحجرات:13:49)

☆......اے لوگو خبردار تمہارا رب ایک ہے اور تم ایک باپ (آدم علیہ السلام) کی اولاد ہو۔ کسی عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے اور گورے کا کالے پر کوئی فوقیت نہیں ہے۔ ہاں بزرگی اور فضلیت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔

☆......لوگو! بے شک تمہارا خون تمہارا مال تم (ایک دوسرے) پر اس طرح حرام

Marfat.com

ہے۔ جس طرح تمہارے آج کے دن کی اس مہینے (ذوالحجہ) کی اور تمہارے اس شہر (مکہ) کی حرمت ہے۔

☆......جو کوئی اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کے مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کرے گا اس پر اللہ کی لعنت۔

☆......اے لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔ انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔ ایسا ہی پہناؤ جیسا کہ تم پہنتے ہو۔

☆......اے لوگو! میں تمہارے لیے ایک ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اس پر قائم رہے تو تم کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) ہے اور ہاں دیکھو! دینی معاملات میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ انہی باتوں کے سبب ہلاک کر دیئے گئے۔

☆......اے لوگو! سنو جو لوگ یہاں موجود ہیں انہیں چاہیے کہ یہ احکامات اور یہ باتیں ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ عدم موجود شخص تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

☆......اور لوگو! تم سے میرے بارے میں اللہ کے ہاں سوال کیا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے۔

لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس بات کی گواہی دیں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے امانت (دین) پہنچا دی اور حضورؐ نے حق رسالت ادا فرمایا اور ہماری خیر خواہی فرمائی یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے انگشت شہادت آسمان کی جانب اٹھائی اور لوگوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا"۔

O

Marfat.com

معراج النبی ﷺ

(حصہ اوّل)

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کی بزرگی اور اپنی عظمت شان بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اسے وہ قدرت حاصل ہے جو اس کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں ہے کیونکہ اس کے سوا نہ کوئی معبود ہے اور نہ پروردگار۔ وہ تو ذات پاک ہے: ﴿الَّذِیٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ﴾ ''جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔'' یعنی محمد ﷺ کو ﴿لَیْلًا﴾ یعنی رات کے ایک حصے میں ﴿مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ ''مسجد الحرام سے'' یعنی مکہ مکرمہ کی مسجد (خانہ کعبہ) سے ﴿اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا﴾ ''مسجد اقصیٰ تک''۔ مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے جو ایلیاء میں ہے جو کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام سے لے کر انبیائے کرام کا مرکز رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ یہاں اس رات تمام انبیائے کرام کو جمع کیا گیا تھا اور نبی اکرم ﷺ نے ان کے علاقے اور ان کے گھر میں ان کی امامت فرمائی جو اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ہی انبیائے علیہم السلام کے سردار ہیں۔

ارشادِ الٰہی:

﴿الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ﴾ ''جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔'' یعنی فصلوں اور پھلوں کی صورت میں ﴿لِنُرِیَہٗ﴾ ''تاکہ ہم اسے دکھائیں۔'' یعنی محمد ﷺ کو ﴿مِنْ اٰیٰتِنَا﴾ ''اپنی (قدرت کی) نشانیاں۔'' یعنی بڑی بڑی نشانیاں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا ہے: ﴿لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰیO﴾ (النجم 18:23) ''البتہ تحقیق انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔'' ہم آگے ان نشانیوں کا ذکر کریں گے جن کا نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں ذکر آیا ہے۔

Marfat.com

ارشادالٰہی:

﴿ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴾ ''بے شک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔''
یعنی وہ اپنے تمام بندوں کی باتوں کو سنتا ہے، خواہ وہ مومن ہوں یا کافر، تصدیق کرنے والے ہوں یا جھٹلانے والے اور وہ انہیں دیکھتا بھی ہے اور ہر ایک کو وہ دیتا بھی ہے جس کا وہ دنیا و آخرت میں مستحق ہو۔

حضورؐ فرماتے ہیں:

''میرے پاس براق لایا گیا جو سفید رنگ کا ایک ایسا جانور تھا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا، (اور وہ اس قدر سبک رفتار تھا کہ) اپنے پاؤں کو وہاں رکھتا جہاں اس کی نظر پڑتی تھی، میں اس پر سوار ہوا، وہ مجھے لے کر چل پڑا حتیٰ کہ میں بیت المقدس میں پہنچ گیا، میں نے جانور کو اس حلقے سے باندھ دیا جس سے انبیاء اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے، پھر میں نے مسجد میں داخل ہوکر دو رکعت نماز ادا کی، پھر میں مسجد سے باہر نکلا تو جبریل میرے پاس ایک شراب کا برتن اور دوسرا دودھ کا برتن لے کر آئے، میں نے دودھ والے برتن کو پسند کرلیا تو جبرائیل نے کہا کہ آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا ہے۔''

آپؐ نے فرمایا: پھر ہمیں آسمان دنیا کی طرف لے جایا گیا، جبرائیل نے دروازہ کھلوانے کے لیے کہا تو ان سے پوچھا گیا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے جواب دیا: میں جبرائیل ہوں، پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: محمد (ﷺ)، پوچھا گیا: کیا آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے، اس کے بعد ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں میری ملاقات دو خالہ زاد بھائیوں یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے ہوئی، دونوں نے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر و برکت کی دعا کی، پھر ہمیں تیسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جبرائیل نے دروازہ کھلوانے کے لیے کہا تو پوچھا گیا: تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں جبرائیل ہوں، پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جواب دیا: محمد (ﷺ)، دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں میری ملاقات یوسف علیہ السلام سے ہوئی،

Marfat.com

دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ انہیں نصف حسن سے نوازا گیا ہے، انہوں نے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر و برکت کی دعا کی، پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جبرائیل نے دروازہ کھلوانے کے لیے کہا تو پوچھا گیا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں جبرائیل ہوں، پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: محمد (ﷺ)، پوچھا گیا: کیا آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے تو پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، وہاں میری ملاقات ادریس علیہ السلام سے ہوئی، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی، پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے ﴿وَّ رَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝﴾ (مریم 19:57) ''اور ہم نے ان کو اونچی جگہ اٹھالیا تھا۔''

پھر ہمیں پانچویں آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جبرائیل نے دروازہ کھلوانے کے لیے کہا تو پوچھا گیا تم کون؟ انہوں نے جواب دیا: جبرائیل ہوں، پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: محمد (ﷺ)، پوچھا گیا: کیا آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے تو پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا اور وہاں میری ملاقات ہارون علیہ السلام سے ہوئی، انہوں نے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی، پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جبرائیل نے دروازہ کھلوانے کے لیے کہا تو پوچھا گیا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں جبرائیل ہوں، پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: محمد (ﷺ)، پوچھا گیا: کیا آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ جبرائیل نے جواب دیا: ہاں، آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے تو پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں میری ملاقات موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی، انہوں نے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جبرائیل نے دروازہ کھلوانے کے لیے کہا تو پوچھا گیا: تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں جبرائیل ہوں، پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: محمد (ﷺ)، پوچھا گیا: کیا آپ کی طرف

Marfat.com

پیغام بھیجا گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا تو پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں میری ملاقات ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی، آپ بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے، بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں وہ اس کی طرف نہیں لوٹ سکیں گے، پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا، اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کی طرح تھے اور اس کے پھل منکوں کی طرح تھے، جب اللہ تعالیٰ کے امر نے اسے (سدرۃ المنتہیٰ کو) ڈھانپا جس قدر ڈھانپا تو اس کا رنگ بدل گیا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کو بھی یہ طاقت نہیں کہ اس کے حسن و جمال کو بیان کر سکے۔

آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی جو بھیجی اور مجھ پر ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض قرار دے دیں۔ واپسی پر جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض ہے۔ میں نے جواب دیا کہ دن رات میں پچاس نمازیں، انہوں نے کہا کہ اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور اس سے امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں کیونکہ آپ کی امت کو اس کی طاقت نہیں ہوگی کیونکہ میں اس سلسلے میں بنی اسرائیل کی خوب آزمائش کر چکا ہوں۔ میں اپنے رب تعالیٰ کے پاس واپس آیا اور میں نے عرض کی: اے میرے رب! میری امت سے کمی فرما دے! تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دیں، میں واپسی پر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کیا بنا؟ میں نے جواب دیا کہ پانچ نمازیں کم ہو گئی ہیں، انہوں نے کہا کہ آپ کی امت کو اس کی بھی طاقت نہ ہوگی، آپ اپنے رب تعالیٰ کے پاس واپس جائیں اور اپنی امت کے لیے کمی کا سوال کریں، آپ نے فرمایا کہ میں اپنے رب تعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان بار بار آتا جاتا رہا اور مجھ سے پانچ پانچ نمازیں کم کی جاتی رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد (ﷺ) یہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز کا دس گنا ثواب ملے گا تو اس طرح گویا یہ پچاس نمازیں ہو جائیں گی، جو شخص ایک نیکی کا ارادہ کرے مگر اسے عملی جامہ نہ پہنا سکے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور اگر اسے عملی جامہ پہنا دے تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی

Marfat.com

اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرے اور اس کے مطابق عمل نہ کرے تو اس کے لیے کچھ نہیں لکھا جاتا اور اگر اس کے مطابق عمل کرلے تو صرف ایک برائی لکھی جاتی ہے، موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا اور انہیں بتایا تو انہوں نے کہا کہ اپنے رب کے پاس جائیں اور کمی کے لیے سوال کریں کیونکہ آپ کی امت کو اس کو بھی طاقت نہ ہوگی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں نے بار بار اپنے رب تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور اب مجھے حیا دامن گیر ہے۔"

امام مسلم نے بھی اس حدیث کو اسی سیاق کے ساتھ روایت کیا ہے۔

امام احمدؒ نے حضرت انسؓ کی اس روایت کو بھی بیان کیا ہے کہ شب معراج نبی اکرم ﷺ کے پاس براق کو زِین اور لگام کے ساتھ لایا گیا تا کہ آپ اسے سواری کے لیے استعمال کریں مگر اس نے ضد کرنا چاہی تو جبرائیل نے اس سے کہا: کہ ایسا کیوں کرتے ہو۔ اللہ کی قسم! تم پر آج تک کوئی ایسا شخص سوار نہیں ہوا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ سے زیادہ معزز اور مکرم ہو، یہ سن کر براق پسینے سے شرابور ہوگیا۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو روایت کیا اور اسے حسن غریب قرار دیا ہے۔

امام احمد ہی نے حضرت انسؓ کی اس روایت کو بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب میرے رب نے مجھے معراج کروائی تو میرا گزر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن پیتل کے تھے اور وہ ان کے ساتھ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے، میں نے پوچھا: جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھایا کرتے اور ان کی عزتوں کے درپے ہوا کرتے تھے۔" اسے ابوداود نے بھی بیان کیا ہے۔

امام احمد نے حضرت انسؓ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شب معراج میرا موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا کررہے تھے۔" اسے امام احمد نے بھی بیان کیا ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں حطیم۔ اس حدیث کی سند کے راوی قتادہ نے "حطیم" کے بجائے حجر کا نام بھی

Marfat.com

لیا ہے۔ میں لیٹا ہوا تھا کہ میرے پاس ایک آنے والا اور اس نے تینوں میں سے اپنے درمیان والے ساتھی سے یہ کہنا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا: وہ آیا اور اس نے میرے جسم کے یہاں سے لے کر یہاں تک کے حصے کو چاک کیا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے جارود سے پوچھا جو میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ کیا مقصد! انہوں نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ سینے کے کنارے سے لے کر پیٹ تک کا حصہ چاک کیا اور میں نے انہیں یہ بھی کہتے ہوئے سنا ہے کہ سینے کی ہڈی سے لے کر پیٹ تک کا حصہ چاک کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے دل کو نکالا گیا اور میرے پاس سونے کا ایک تھال لایا گیا جو ایمان وحکمت سے بھرا ہوا تھا۔ میرے دل کو دھو دیا گیا، پھر اسے ایمان وحکمت سے بھر کر اپنی جگہ لوٹا دیا گیا۔ پھر میرے پاس سفید رنگ کا ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا......... جارود نے پوچھا کہ ابوحمزہ! یہ جانور براق تھا انہوں نے کہا: ہاں اور یہ جانور (اس قدر سبک رفتار تھا) کہ جہاں تک اس کی نگاہ جاتی وہاں وہ اپنا قدم رکھتا تھا۔۔

آپ نے فرمایا: مجھے اس جانور پر سوار کر دیا گیا، جبرائیل علیہ السلام میرے ہمراہ تھے حتی کہ وہ مجھے آسمان دنیا کے پاس لے گئے، جبرائیل نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو پوچھا گیا کہ کون ہو۔ انہوں نے جواب دیا: میں جبرائیل ہوں، پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جواب دیا: محمد (ﷺ)، پوچھا گیا: کیا آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ جواب دیا: ہاں، تو کہا گیا: آپ کو خوش آمدید ہو۔ آپ بہت اچھے تشریف لانے والے ہیں، آپ نے فرمایا کہ پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے، جبرائیل نے کہا یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں، آپ انہیں سلام کہیں، میں نے انہیں سلام کہا تو انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: خوش آمدید اے صالح بیٹے اور صالح نبی! (باقی حدیث اسی طرح ہے جس طرح پہلے بیان کی جا چکی ہے، البتہ اس میں موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں یہ بھی ہے:) جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو وہ رونے لگ گئے، ان سے پوچھا گیا: آپ روتے کیوں ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں اس لیے روتا ہوں کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث

Marfat.com

ہوئے مگر آپ کی امت میری امت کی نسبت جنت میں زیادہ داخل ہوگی۔

آپ نے فرمایا: پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جبرائیل نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو پوچھا گیا: کون ہو؟ جواب دیا: جبرائیل پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں۔ جواب دیا، محمد (ﷺ) پوچھا گیا: کیا آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں، تو کہا گیا کہ خوش آمدید بہت ہی اچھے ہیں یہ تشریف لانے والے! آپ نے فرمایا: پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جبرائیل نے بتایا کہ یہ ابراہیم ہیں آپ انہیں سلام کہیں، آپ نے فرمایا کہ میں نے انہیں سلام کہا تو انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: خوش آمدید اے نیک بیٹے اور نیک نبی! آپ نے فرمایا: پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا، اس کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے اور پتے ہاتھیوں کے کانوں کی طرح، جبرائیل نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

آپؐ نے فرمایا: وہاں چار نہریں تھیں، دو نہریں باطنی اور دو نہریں ظاہری، میں نے کہا: جبرائیل یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ دونوں باطنی نہریں جنت کی ہیں اور دونوں ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں، آپ نے فرمایا کہ پھر بیت المعمور کو میرے پاس لایا گیا۔

امام قتادہ کہتے ہیں کہ ہم سے حسن نے اور انہوں نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے دیکھا کہ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو ایک مرتبہ داخل ہو گئے، وہ دوبارہ داخل نہ ہوں گے۔

پھر انہوں نے حدیث انس ہی کی طرح بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا، ایک دودھ کا اور ایک شہد کا لایا گیا، آپ نے فرمایا کہ میں نے دودھ والے برتن کو لے لیا، جبرائیل نے کہا کہ یہ (اس دین) فطرت (کی طرف اشارہ) ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: پھر مجھ پر پچاس نمازیں روزانہ فرض قرار دے دی گئیں اور میں جب واپسی پر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کی امت

Marfat.com

پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ روزانہ پچاس نمازیں، انہوں نے کہا کہ آپ کی امت کو روزانہ پچاس نمازوں کی استطاعت نہیں ہوگی، میں نے آپ سے پہلے لوگوں کو آزمایا اور بنی اسرائیل کو خوب جانچا پرکھا ہے، لہٰذا اپنے رب کے پاس جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، آپ نے فرمایا کہ میں واپس گیا تو مجھ سے دس نمازیں کم کردیں گئیں، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے پوچھا: کیا حکم ملا ہے؟ میں نے کہا کہ روزانہ چالیس نمازیں، انہوں نے کہا کہ آپ کی امت کو روزانہ چالیس نمازوں کی استطاعت نہ ہوگی، میں نے آپ سے پہلے لوگوں کو آزمایا اور بنی اسرائیل کو خوب جانچا پرکھا ہے، لہٰذا آپ اپنے رب کے پاس جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں۔

آپؐ نے فرمایا کہ میں اپنے رب کے پاس گیا تو مجھ سے دس نمازیں اور کم کردی گئیں، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے پوچھا: کیا حکم ملا ہے؟ میں نے کہا: تیس نمازیں روزانہ۔ انہوں نے کہا کہ آپؐ کی امت کو روزانہ تیس نمازوں کی بھی استطاعت نہیں ہوگی، میں نے آپؐ سے پہلے لوگوں کو آزمایا اور بنی اسرائیل کو خوب جانچا پرکھا ہے، لہٰذا اپنے رب کے پاس جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، آپؐ نے فرمایا کہ میں اپنے رب کے پاس گیا تو مجھ سے دس نمازیں اور کم کردی گئیں، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: کیا حکم ملا ہے؟ میں نے کہا: بیس نمازیں روزانہ، انہوں نے کہا کہ آپؐ کی امت کو روزانہ بیس نمازوں کی بھی استطاعت نہ ہوگی، میں نے آپؐ سے پہلے لوگوں کو آزمایا اور بنی اسرائیل کو خوب جانچا پرکھا ہے۔

''لہٰذا آپؐ اپنے رب کے پاس جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، آپؐ فرماتے ہیں کہ میں پھر واپس گیا تو مجھ سے دس نمازیں اور کم کردی گئیں، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے پوچھا: کیا حکم ملا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ مجھے روزانہ دس نمازیں پڑھنے کا حکم ملا ہے، انہوں نے کہا کہ آپ کی امت کو روزانہ دس نمازوں کی بھی استطاعت نہ ہوگی، میں نے آپؐ سے پہلے لوگوں کو آزمایا اور بنی اسرائیل کو خوب جانچا پرکھا ہے، لہٰذا اپنے رب کے پاس جائیں اور اپنی امت کے لیے

Marfat.com

تخفیف کا سوال کریں، میں واپس گیا تو مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دے دیا گیا، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے پوچھا کیا حکم ملا ہے؟ میں نے کہا: روزانہ پانچ نمازوں کا حکم ملا ہے، انہوں نے کہا آپؐ کی امت کو روزانہ پانچ نمازوں کی بھی استطاعت نہ ہوگی، میں نے آپ سے پہلے لوگوں کو آزمایا اور بنی اسرائیل کو خوب جانچا پرکھا ہے، لہٰذا آپؐ اپنے رب کے پاس جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کریں، میں نے جواب دیا کہ میں نے اپنے رب سے بار بار سوال کیا ہے حتیٰ کہ اب مجھے شرم آتی ہے، لہٰذا اب میں اپنے رب کے حکم کے سامنے تسلیم اور رضا کا اظہار کرتا ہوں، چنانچہ جب میں نے (اس حکم کو) نافذ کر دیا تو اس وقت تک ایک منادی کرنے والے نے یہ اعلان کیا کہ میں نے اپنے فرض کا عائد کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔''

انس کی ابوذرؓ سے روایت: امام بخاریؒ نے انس بن مالکؓ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میرے گھر کی چھت کو کھولا گیا جبکہ میں مکہ میں تھا، جبرائیل آئے اور انہوں نے میرے سینے کو کھولا، پھر اسے آبِ زمزم کے ساتھ دھویا، پھر وہ سونے کا ایک تھال لائے جو حکمت و ایمان سے بھرا ہوا تھا تو انہوں نے اسے میرے سینے میں انڈیل دیا، پھر سینے کو بند کر دیا، پھر میرے ہاتھ کو پکڑا اور مجھے آسمان دنیا کے پاس لے گئے جب آسمان تک پہنچا تو جبرائیل نے آسمان کے خازن سے کہا کہ کھولو تو اس نے پوچھا کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں جبرائیل ہوں، اس نے پوچھا۔ کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، میرے ساتھ محمد (ﷺ) ہیں، اس نے پوچھا، کیا آپ کی طرف پیغام بھیجا گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، جب اس نے دروازہ کھولا تو ہم آسمان دنیا کے اندر چلے گئے۔ وہاں ایک شخص بیٹھے ہوئے تھے ان کی دائیں طرف بہت سے لوگ تھے اور بائیں طرف بھی بہت سے لوگ، جب وہ اپنی دائیں طرف دیکھتے تو ہنستے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو رونے لگتے، انہوں نے کہا: خوش آمدید اے صالح نبی اور صالح بیٹے! میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ آدم علیہ السلام ہیں ان کی

Marfat.com

دائیں اور بائیں طرف بیٹھے ہوئے یہ لوگ ان کی اولاد ہیں، دائیں طرف کے لوگ اہل جنت ہیں اور بائیں طرف والے اہل دوزخ، یہی وجہ ہے کہ وہ جب اپنی دائیں طرف دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں، پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ پھر حسب سابق حدیث بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ پھر میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے فرمایا: خوش آمدید اے صالح نبی اور صالح کے بیٹے! میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ جبرائیل نے بتایا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ امام زہری بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ ابن عباسؓ اور ابوحبہ انصاریؓ کہا کرتے تھے۔ کہ نبی ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے اوراوپر لے جایا گیا حتیٰ کہ میں ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں میں قلموں کی آوازیں سن رہا تھا۔

ابن حزم وانس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازوں کو فرض قرار دیا تو واپسی پر جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا ہوا تو انہوں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اپنے رب کے پاس واپس جائیں کیونکہ آپ کی امت کی طاقت نہیں ہوگی، میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے آدھی نمازیں کم کردیں، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو میں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدھی نمازیں کم کردیں تو انہوں نے کہا اپنے رب کے پاس واپس جائیں کیونکہ آپؐ کی امت کو اس کی طاقت نہیں ہوگی میں واپس جائیں، آپ کی امت کو طاقت نہ ہوگی، میں پھر واپس پھر گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نمازیں پانچ ہیں اور یہ پچاس کے بقدر ہیں، میرے ہاں بات میں تبدیلی نہ ہوگی، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے کہا کہ اپنے رب کے پاس جائیں، میں نے کہا اب مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے، پھر جبرائیل میرے ساتھ چلے حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔ پھر مجھے جنت میں داخل کردیا گیا تو اس میں موتیوں کے ہار تھے اور اس کی مٹی کستوری تھی۔

امام احمد نے عبداللہ بن شقیق کی روایت کو بیان کیا ہے کہ میں نے ابوذرؓ سے کہا کہ

Marfat.com

اگر میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تو آپؐ سے ایک سوال پوچھتا، انہوں نے کہا کہ آپ نے کیا سوال پوچھنا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے یہ پوچھنا تھا: کیا آپؐ نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ ابوذرؓ نے کہا کہ میں نے یہ سوال آپ سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا ''میں نے نور دیکھا ہے، میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟'' امام احمدؒ کی روایت میں اسی طرح آیا ہے۔ امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں عبداللہ بن شقیق سے اور انہوں نے ابوذرؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا آپؐ نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی ذات تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟'' عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ میں نے ابوذرؓ سے کہا کہ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تو آپؐ سے سوال پوچھتا، آپ نے کیا سوال پوچھنا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے یہ سوال پوچھنا تھا کہ کیا آپؐ نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ ابوذرؓ نے کہا کہ میں نے یہ سوال پوچھا تھا تو آپؐ نے فرمایا ''میں نے نور دیکھا ہے۔''

جابر بن عبداللہؓ کی روایت:

امام احمد نے جابر بن عبداللہؓ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''جب مجھے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تو قریش نے میری تکذیب کی، میں حجر میں کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بیت المقدس دکھا دیا، میں اس وقت بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا اور قریش کو اس کی نشانیوں کے بارے میں بتا رہا تھا۔'' امام بخاری و مسلم نے اس روایت کو صحیحین میں بھی کئی سندوں سے بیان کیا ہے۔ بیہقی میں ہے کہ ابن شہاب نے کہا کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ قریش کے کچھ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان سے کہنے لگے: کیا آپ اپنے ساتھی کی اس بات کو کبھی سچ مانیں گے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک ہی رات میں بیت المقدس جا کر مکہ میں واپس بھی آگئے ہیں۔ ابوبکرؓ نے پوچھا: کیا آپؐ نے واقعی یہ بات فرمائی ہے۔ انہوں نے کہا: تعجب ہے کہ آپ ان کی اس بات کو سچ سمجھتے ہیں کہ وہ راتوں رات شام کو جا کر صبح ہونے سے

Marfat.com

پہلے پہلے مکہ میں واپس بھی آ گئے! انہوں نے فرمایا: میں تو آپ کی اس سے بھی بڑی بات کی تصدیق کرتا ہوں، یعنی میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔ ابوسلمہ کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے ابوبکر صدیقؓ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

عبداللہ بن عباسؓ کی روایت:

امام احمد نے ابن عباسؓ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ شب معراج رسول اللہ ﷺ جنت میں داخل ہوئے تو آپ نے ایک طرف قدموں کی آہٹ سنی تو پوچھا ''جبرائیل! یہ کیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا کہ یہ بلال مؤذن کے قدموں کی آہٹ ہے، نبی ﷺ جب لوگوں کے پاس واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا ''بلال کامیاب ہو گئے، میں نے جنت میں انہیں ایسے ایسے دیکھا ہے۔'' جنت میں جب موسیٰ علیہ السلام سے آپ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپ کا استقبال کرتے ہوئے کہا کہ نبی امی کی تشریف آوری پر خوش آمدید کہتے ہیں، آپ نے فرمایا ''موسیٰ علیہ السلام کا رنگ گندمی، قد طویل اور بال لمبے تھے جو کانوں تک تھے'' یا ان سے اوپر میں نے پوچھا: ''جبرائیل! یہ کون ہیں؟'' انہوں نے بتایا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں، اس کے بعد آپ آگے تشریف لے گئے اور وہاں ایک جلیل القدر اور پر ہیبت شیخ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے خوش آمدید اور سلام کہا۔ تمام انبیائے کرام ہی آپ کو سلام کہتے ہیں، آپ نے پوچھا: ''جبرائیل! کون ہیں؟'' انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کے باپ ابراہیم ہیں۔

آپ نے لوگوں کو جہنم میں دیکھا جو مردار کھا رہے تھے، آپ نے پوچھا: ''جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا: یہ وہ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھایا کرتے تھے؟ یعنی غیبت کیا کرتے تھے، آپ نے ایک آدمی دیکھا جو بہت سرخ، نیلگوں رنگ، گھنگریالے اور پراگندہ بالوں والا تھا، آپ نے پوچھا: ''جبرائیل! یہ کون ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے (صالح کی) اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ واپسی پر مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے تو آپ نے نماز پڑھنا شروع فرما دی

Marfat.com

اور تمام نبیوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی، جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی خدمت میں دو پیالے پیش کیے گئے، ایک دائیں طرف سے اور دوسرا بائیں طرف سے، ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شہد، آپؐ نے دودھ کو لے لیا اور نوش فرمایا جس کے ہاتھ میں پیالہ تھا، اس نے کہا آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا ہے۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے مگر اصحاب کتب ستہ نے اسے بیان نہیں کیا۔

امام احمدؒ نے ابن عباسؓ کی روایت کو بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بیت المقدس کی سیر کرائی گئی اور پھر آپ اسی رات واپس بھی تشریف لے آئے اور آپؐ نے لوگوں سے اپنے اس سفر بیت المقدس کی علامت اور قریش کے قافلے کے بارے میں بیان فرمایا تو کچھ لوگوں نے کہا کہ محمد ﷺ جو کچھ کہہ رہے ہیں ہم اس کی تصدیق نہیں کرتے، وہ مرتد ہو کر کافر ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے ان سب کی گردنوں کو ابوجہل کے ساتھ (غزوۂ بدر میں) مار دیا تھا۔ ابوجہل کہنے لگا کہ محمد ﷺ ہمیں زقوم کے درخت سے ڈراتے ہیں، کھجور اور پنیر لاؤ اور اسے باہم ملا دو تو یہ زقوم بن گیا (حالانکہ زقوم جہنم میں تھوہر کے درخت کا نام ہے) آپؐ نے دجال کو بھی اس رات خواب میں نہیں بلکہ سر کی آنکھوں سے دیکھا تھا، نیز عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو بھی دیکھا تھا۔ نبی مکرم ﷺ سے دجال کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: ”میں نے اسے دیکھا کہ وہ بہت بھاری بھرکم عظیم الجثہ، چاندی کی طرح روشن رو تھا، اس کی ایک آنکھ سلامت تھی اور یوں محسوس ہوتی تھی گویا چمکدار تارا ہو اس کے سر کے بال اس طرح تھے جیسے کسی درخت کی شاخیں ہوں۔ میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ سفید رنگ کے نوجوان تھے، ان کے سر کے بال گھنگریالے، نظر بہت تیز اور پیٹ کے دبلے پتلے تھے، میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ لحیم وشحیم، گندمی رنگ، زیادہ بالوں والے۔ فرمایا: خوبصورت بالوں والے۔ مضبوط جسم کے مالک تھے، میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، میں نے آپ کی جس خوبی کو بھی دیکھا، وہ مجھے اپنے آپ میں بھی نظر آئی بس یوں ہی سمجھو کہ وہ مجھ سے بہت ہی ملتے جلتے تھے، جبرائیل نے کہا کہ اپنے باپ کو سلام کہیں تو میں نے آپ کو سلام کہا۔“ اسے امام نسائیؒ نے ابوزید ثابت (بن یزید) اور انہوں نے ہلال (بن

Marfat.com

خباب) سے اسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ سند صحیح ہے۔

امام بیہقی نے ابوالعالیہ کی روایت کو بیان کیا ہے، انہوں نے کہا کہ ہم سے تمہارے نبی ﷺ کے برادر عم زاد ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے شب معراج موسیٰ بن عمران کو دیکھا کہ وہ طویل القامت اور گھنگریالے بالوں والے تھے، گویا وہ خاندان شنوءہ کے لوگوں میں سے ہوں اور میں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو اس طرح دیکھا کہ آپ درمیانے قد، سرخ وسفید رنگ اور لمبے بالوں والے تھے، مجھے جہنم کے داروغے مالک اور دجال کو بھی ان نشانیوں کے ساتھ دکھایا گیا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھائیں۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ﴾ ''پس آپ ان کے ملنے سے شک میں نہ ہوں۔'' امام قتادہؒ اس کی تفسیر یہ بیان کرتے تھے کہ نبی ﷺ کی موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی ﴿وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴾ (بنی اسرائیل 2:17) ''اور ہم نے اس (کتاب) کو (یا موسیٰ کو) بنی اسرائیل کے لیے (ذریعۂ) ہدایت بنایا۔'' امام قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لیے ذریعۂ ہدایت بنا دیا تھا۔ امام مسلم نے اسے صحیح میں روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری و مسلم نے اسے قتادہ سے مختصراً بھی روایت کیا ہے۔

امام احمدؒ ہی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کو مجھے معراج کرائی گئی اور پھر صبح کے وقت میں مکہ میں تھا میں گھبرا گیا اور میں نے معلوم کرلیا کہ لوگ میری تکذیب کریں گے'' تو آپ غمزدہ حالت میں الگ تھلگ ہو کر بیٹھ گئے، اللہ کے دشمن ابوجہل کا پاس سے گزر ہوا تو وہ میرے پاس آکر بیٹھ گیا اور طنزیہ انداز میں کہنے لگا: کیا کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' اس نے کہا: وہ کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''رات کو مجھے سیر کرائی گئی۔'' اس نے پوچھا: کہاں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیت المقدس تک کی'' اس نے کہا: پھر بوقت صبح آپ یہاں پہنچ گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' ابوجہل نے فوراً آپ کی تکذیب نہ کی کیونکہ اس نے یہ سوچا، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگوں کو آپ ﷺ کی یہ بات بتائے اور آپ اس کا انکار کر دیں، اس لیے اس نے کہا کہ اگر آپ ﷺ کی قوم کے لوگوں کو یہاں بلاؤں تو

Marfat.com

کیا آپؐ ان سے بھی یہ بات بیان کریں گے جو مجھ سے بیان کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' تو اس نے آواز دی، اے بنی کعب بن لوی کے لوگو! تو لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور آکر ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے تو ابو جہل کہنے لگا کہ وہ بات ذرا ان سے بھی بیان کریں جو آپ نے مجھ سے بیان کی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ مجھے رات کو سیر کرائی گئی ہے۔'' لوگوں نے کہا: کہاں کی؟ آپ نے فرمایا: ''بیت المقدس کی۔'' لوگوں نے پوچھا: پھر صبح آپ یہاں پہنچ گئے؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں''۔

تو یہ سن کر کچھ لوگ تو تالیاں بجانے لگے اور کچھ لوگوں نے اسے جھوٹ سمجھ کر ازراہ تعجب اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیے اور کہنے لگے: کیا آپؐ ہمارے سامنے مسجد اقصیٰ کی کیفیت بیان کر سکتے ہیں؟ کیونکہ ان میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے اس شہر کا سفر کیا اور مسجد کو دیکھا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے کیفیت بیان کرنا شروع کی حتی کہ مجھے جب کچھ اشتباہ سا ہونے لگا تو مسجد کو میرے سامنے لایا گیا اور میں نے اسے دیکھنا شروع کر دیا، یوں محسوس ہوتا تھا کہ مسجد کو عقال یا عقیل کے گھر سے قریب رکھ دیا گیا ہے اور میں نے اسے دیکھتے ہوئے اس کی کیفیت کو بیان کرنا شروع کر دیا کیونکہ اس کی کچھ کیفیت ایسی تھی جو مجھے یاد نہیں رہی تھی، لوگوں نے کہا کہ جہاں مسجد کی کیفیت کا تعلق ہے تو وہ تو اللہ کی قسم! انہوں نے صحیح صحیح بیان کی ہے۔ اسے امام نسائی اور بیہقی نے بھی بیان کیا ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت:

حافظ ابوبکر بیہقی نے عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معراج کرائی گئی تو آپؐ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا، یہ چھٹے آسمان میں ہے اور جو چیز اوپر لے جائی جاتی ہے وہ یہاں تک پہنچتی ہے حتی کہ اسے یہاں سے لے لیا جاتا ہے اور جو چیز اوپر سے آتی ہے وہ بھی یہاں سے ہو کر نیچے آتی ہے حتی کہ اسے لے لیا جاتا ہے۔ ''جبکہ اس بیری کو ڈھانپ رہا تھا جو ڈھانپ رہا تھا۔'' آپؐ نے فرمایا کہ اس پر سونے کے پتنگے چھا رہے تھے، رسول اللہ ﷺ کو اس رات پانچ نمازوں اور سورۂ بقرہ کی آخری

Marfat.com

آیات عطا کی گئیں اور اس شخص کے کبیرہ گناہوں کی مغفرت کی نوید بھی سنائی گئی جو کسی بھی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بناتا ہے۔ اس روایت کو امام مسلم نے بھی صحیح مسلم میں بیان فرمایا ہے۔

عمر بن خطابؓ کی روایت:

امام احمدؒ نے روایت کیا ہے کہ عمر بن خطابؓ جابیہ میں تھے کہ آپ نے فتح بیت المقدس کا ذکر کیا امام احمدؒ نے بیان کیا کہ ابوسلمہ نے کہا مجھ سے ابوسنان نے عبید بن آدم کے واسطے سے فرمایا کہ میں نے سنا، عمر بن خطابؓ کعبؓ سے کہہ رہے تھے کہ تمہاری رائے میں مجھے نماز کہاں پڑھنی چاہیے، انہوں نے کہا کہ اگر آپ مجھ سے پوچھتے ہیں تو آپ صخرہ کے پیچھے نماز ادا کریں، اس طرح سارا قدس آپ کے سامنے ہوگا، عمر بن خطابؓ نے جواب دیا کہ اس طرح تو آپ کی یہودیت سے مشابہت ہو جائے گی، اس لیے میں تو نماز اس جگہ ادا کروں گا جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی، اس کے بعد آپ قبلے کی طرف بڑھ گئے اور آپ نے نماز پڑھی، پھر آپ نماز سے فراغت کے بعد تشریف لائے تو آپؓ نے اپنی چادر پھیلا دیا اور مسجد میں جھاڑو دے کر کوڑا اس میں ڈالنا شروع کر دیا اور لوگوں نے بھی مسجد میں جھاڑو دینا شروع کر دیا۔

آپؓ نے صخرہ کو ایسی تعظیم نہ دی کہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر نماز ادا کی ہو جیسا کہ کعب احبار نے کہا تھا، یاد رہے کہ کعب کا تعلق اس قوم سے تھا جو صخرہ کی تعظیم کرتی اور اسے قبلہ قرار دیتی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان فرمایا کہ انھیں اسلام اور ہدایت حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرما دی، یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے صخرہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا اشارہ کیا تو امیر المومنین حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ تم نے یہودیت کی مشابہت اختیار کر لی ہے لیکن میں صخرہ کی اس طرح توہین نہیں کروں گا جس طرح عیسائیوں نے اس کی توہین کرتے ہوئے اسے کوڑے کرکٹ کا ڈھیر بنا دیا تھا، اس لیے کہ یہ یہودیوں کا قبلہ تھا لیکن میں تو اس کوڑے کرکٹ کو صاف کر دوں گا، پھر آپ نے اپنی مبارک چادر سے اس صفائی کر دی تھی۔ ابو ہریرہؓ کی روایت:

Marfat.com

امام بخاری ومسلمؒ نے صحیحین میں ابو ہریرہؓ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ "جب مجھے سیر کرائی گئی تو موسیٰ علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو آپؐ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بیان فرمایا کہ وہ ایک (ایسے) آدمی تھے۔ راوی کہتا ہے میرا خیال ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو دراز قد اور ان کے سر کے بال قدرے گھنگریالے تھے، گویا آپ خاندان شنوءہ کے آدمیوں کی طرح تھے، آپؐ نے فرمایا کہ میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ درمیانی قامت اور سرخ رنگ کے خوبصورت انسان تھے، گویا ابھی حمام سے (غسل کر کے) باہر آئے ہوں اور میں نے ابراہیم علیہ السلام سے بھی ملاقات کی اور آپ کی اولاد میں سے میں آپ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس دو برتن لائے گئے، ان میں سے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی، مجھ سے کہا گیا کہ ان میں سے جس برتن کو چاہو اپنے لیے پسند فرمالو تو میں نے دودھ والے برتن لے کر دودھ کو نوش کر لیا تو مجھ سے کہا گیا کہ آپ نے فطرت کا انتخاب کیا ہے، اگر آپؐ شراب کے برتن کو لے لیتے تو آپؐ کی ساری امت گمراہ ہو جاتی۔" صحیحین میں یہ ایک دوسر سند بھی مروی ہے۔

صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں حجر میں تھا اور قریش میری سیر (معراج) کے بارے میں سوال کر رہے تھے، انہوں نے بیت المقدس کے بارے میں بھی مجھ سے کئی چیزیں پوچھیں جو مجھے اچھی طرح یاد نہ تھیں، اس لیے ایسا غم لاحق ہوا کہ اس طرح کا غم کبھی لاحق نہ ہوا ہوگا۔ فرمایا۔ مگر اللہ نے بیت المقدس کو اس طرح میرے سامنے لا کھڑا کیا کہ میں اسے دیکھ رہا تھا اور اب اس کے بارے میں وہ مجھ سے جو بھی سوال کرتے میں اس کا جواب دے دیتا تھا۔ میں نے انبیائے کرام کی بھی ایک جماعت دیکھی، موسیٰ علیہ السلام کو کھڑے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، وہ دراز قد گھنگریالے بالوں والے تھے، گویا شنوءہ کے لوگوں میں سے ہوں، عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ بھی کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، لوگوں میں سے عروہ بن مسعود ثقفی ان سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی کھڑے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، لوگوں میں سے، میں خود آپ کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں، نماز کا

Marfat.com

وقت ہوا تو میں نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی امامت کے فرائض انجام دیے، جب میں نماز سے فارغ ہوا تو کسی کہنے والے نے کہا: اے محمد (ﷺ) یہ مالک داروغہ جہنم ہیں آپ انہیں اسلام کہیں، میں نے ان کی طرف جھانکا تو انہوں نے مجھے پہلے سلام کیا۔"

ام المومنین عائشہؓ کی روایت:

امام بیہقی نے حضرت عائشہؓ کی روایت کو بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی گئی اور آپؐ نے صبح لوگوں کو اس کے بارے میں بتانا شروع کیا تو کچھ وہ لوگ بھی مرتد ہو گئے جو پہلے آپؐ پر ایمان لا چکے اور آپؐ کی تصدیق کر چکے تھے۔ یہ لوگ بھاگے بھاگے حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے کہنے لگے۔ کیا آپؐ اپنے ساتھی کی اس بات کی بھی تصدیق کریں گے کہ وہ کہتے ہیں کہ انہیں راتوں رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ہے۔ آپؐ نے پوچھا: کیا انہوں نے یہ بات فرمائی ہے۔ لوگوں نے کہا: ہاں، تو آپؐ نے کہا کہ اگر آپؐ نے یہ بات فرمائی ہے تو آپؐ نے سچ فرمایا ہے، انہوں نے پوچھا کیا آپؐ ان کی اس بات کی بھی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ راتوں رات بیت المقدس گئے، پھر صبح ہونے سے پہلے یہاں واپس بھی آ گئے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں، میں تو آپؐ کی اس سے بھی بڑی بات کی تصدیق کرتا ہوں، میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپؐ کے پاس صبح شام آسمان سے وحی آتی ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کو صدیقؓ اکبر کہا جانے لگا۔

زمانہ معراج:

موسیٰ بن عقبہ نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ معراج ہجرت سے ایک سال پہلے تھی۔ عروہ کا بھی یہی قول ہے۔ سیدی کہتے ہیں کہ ہجرت سے سولہ ماہ پہلے تھی۔

حق بات یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کو معراج نیند میں نہیں بلکہ حالت بیداری میں کرائی گئی تھی مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک براق پر سوار کر کے آپ کو لے جایا گیا، جب آپ مسجد کے دروازے پر پہنچے تو آپ نے اس جانور کو دروازے کے پاس باندھ دیا اور خود مسجد کے اندر

Marfat.com

تشریف لے گئے اور مسجد کے قبلے میں تحیۃ المسجد کے طور پر دو رکعت نماز ادا فرمائی، پھر معراج کو لایا گیا، یہ سیڑھی کی طرح ایک چیز تھی جس میں زینے بنے ہوئے تھے، آپ ان پر چڑھتے ہوئے آسمان دنیا اور پھر باقی سات آسمانوں تک پہنچ گئے، ہر آسمان کے مقربین نے آپ کا استقبال کیا اور آپ نے ان تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو سلام کہا جو اپنے مراتب و درجات کے اعتبار سے ان آسمانوں میں تھے: چھٹے آسمان پر آپ کی موسیٰ کلیم اللہ سے اور ساتویں آسمان پر ابراہیم خلیل اللہ سے ملاقات ہوئی، پھر آپ ان اور دیگر تمام انبیائے کرام کے مقام سے آگے بڑھ کر اس مقام تک پہنچ گئے جہاں قلموں کی آواز سنائی دے رہی تھی، یعنی ان قلموں کی آواز جن سے ہونے والے حالات و واقعات کی تقدیر لکھی جاتی ہے۔

آپ نے سدرۃ المنتہیٰ کو بھی دیکھا ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے عظیم الشان کیفیت، سونے کے پتنگوں، مختلف رنگوں اور فرشتوں نے ڈھانپ رکھا تھا، وہاں آپ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھی ان کی اصل شکل وصورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے، نیز آپ نے جبرائیل کو سبز رنگ کے ریشمی حلیے میں دیکھا جو سارے افق پر چھایا ہوا تھا، آپ نے بیت المعمور کو دیکھا اور دیکھا کہ زمینی کعبے کے بانی ابراہیم خلیل اللہ اس کے ساتھ اپنی پشت لگائے ہوئے ہیں، اس آسمانی کعبے میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور جو فرشتے ایک بار داخل ہو گئے تو پھر قیامت کے دن تک دوبارہ ان کی باری نہ آسکے گی۔ آپ نے جنت اور جہنم کا بھی مشاہدہ کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ پر پہلے پچاس نمازیں فرض کیں، پھر اللہ تعالیٰ نے از راہ لطف و کرم انہیں کم کر کے پانچ کر دیا، اس سے نماز کے شرف اور عظمت کی طرف بھی اشارہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے معراج سے پہلے نماز پڑھائی یا واپسی پر؟

پھر آپ نیچے اتر کر بیت المقدس میں تشریف لے آئے انبیائے کرام علیہم السلام بھی آپ کے ہمراہ تھے، یہاں آپ نے انہیں نماز پڑھائی، ممکن ہے کہ یہ اس دن کی نماز فجر ہو۔ کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ آپ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو آسمان میں نماز پڑھائی

Marfat.com

تھی لیکن روایات سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے انہیں بیت المقدس میں نماز پڑھائی۔ بعض روایات میں ہے کہ آپؐ نے انہیں آسمانوں کی سیر سے واپسی پر نماز پڑھائی تھی کیونکہ آپؐ جب آسمانوں میں ان کے مقامات میں ان کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے ان میں سے ایک کے بارے میں جبرائیل سے یہ پوچھا تھا کہ یہ کون ہیں اور جبرائیل نے ان میں سے ایک ایک کا تعارف کروایا اور قرین صواب بھی یہی بات ہے کیونکہ اللہ رب ذوالجلال کی جناب میں یہی بات پہلے مطلوب تھی کہ وہ آپؐ پر اور آپ کی امت پر جو چاہے فرض قرار دے اور پھر آپؐ جب اس سے فارغ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ ومشیت کے مطابق آپؐ پر اور آپؐ کی امت پر پانچ نمازوں کو فرض کر دیا اور آپؐ کے پاس آپ کے تمام نبی بھائی جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے مقابلے میں آپؐ کے شرف وفضل کا اس طرح اظہار فرمایا کہ آپ کو تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا امام بنا دیا، اس وقت جبرائیل امین نے اشارہ کیا تھا کہ امامت کے فرائض آپ سرانجام دیں۔

پھر آپؐ بیت المقدس سے باہر نکلے اور براق پر سوار ہو کر منہ اندھیرے ہی مکہ مکرمہ میں واپس تشریف لے آئے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

آپ کی خدمت میں دودھ اور شہد یا دودھ اور شراب یا دودھ اور پانی یا ان سب چیزوں سے بھرے ہوئے برتن بیت المقدس میں اور بعض روایات کے مطابق آسمانوں میں پیش کیے گئے تھے۔ ممکن ہے دونوں جگہ ہی پیش کیے گئے ہوں کیونکہ اس کی حیثیت ایسے تھی جیسے آنے والے (مہمان) کی ضیافت کی جاتی ہے۔ واللہ أعلم۔

معراج جسم وروح کے ساتھ عالم بیداری میں تھی:

یاد رہے کہ آپؐ یہ معراج جسم وروح کے ساتھ نیند میں نہیں بلکہ عالم بیداری میں تھی اور اس کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ﴾ ”وہ ذات پاک

Marfat.com

ہے جو رات کے کچھ حصے میں اپنے بندے کو مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک، جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھیں ہیں، لے گئی۔" اللہ تعالیٰ کی تسبیح عظیم الشان امور و معاملات کے موقع پر بیان کی جاتی ہے، اگر یہ واقعہ خواب میں پیش آیا ہوتا تو کوئی اتنی بڑی بات نہ تھی، اس میں عظمت و خوبی کا کوئی پہلو نہ تھا، کفار قریش کو اس کو تکذیب کی ضرورت نہ تھی، کچھ لوگ یہ واقعہ سننے کے بعد مرتد نہ ہوتے، پھر اس آیت کریمہ میں لفظ عبد استعمال ہوا ہے جو روح اور جسم دونوں سے عبارت ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے: ﴿ وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْ یَا الَّتِیْ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ ﴾(بنی اسرائیل 60:17) "اور جو نمائش ہم نے آپ کو دکھائی اس کو لوگوں کے لیے آزمائش کیا۔" تو اس آیت کی تفسیر میں ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد آنکھوں سے وہ دیکھنا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو معراج کی رات دکھایا گیا تھا اور ملعون درخت سے مراد تھوہر کا درخت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی [17:53] ﴾(النجم 17:53) "ان کی نگاہ نہ تو (حقیقت سے) ہٹی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی۔" آنکھ کا تعلق روح سے نہیں بلکہ جسمانی اعضاء سے ہے۔ علاوہ ازیں آپ کو براق پر سوار کرایا گیا تھا جو کہ سفید رنگ کا بہت ہی چمک دمک والا ایک جانور ہے اور سواری کی ضرورت جسم کو ہوتی ہے روح کو نہیں کیونکہ روح کو حرکت کرنے کے لیے کسی سواری پر سوار ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی، واللہ أعلم.

ایک عظیم نکتہ:

حافظ ابونعیم اصفہانی نے اپنی کتاب "دلائل النبوۃ" میں بطریق محمد بن عمر واقدی بیان کیا ہے کہ مجھ سے مالک بن ابو رجال نے، انہوں نے عمرو بن عبداللہ سے اور انہوں نے محمد بن کعب قرظی سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دحیہ بن خلیفہ کو قیصر کی طرف اپنا سفیر بنا کر بھیجا، اس روایت میں دحیہ کے قیصر کے پاس جانے اور آنے کا ذکر ہے، نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہرقل بے حد عقل مند انسان تھا، اس نے شام میں آئے ہوئے

Marfat.com

تاجروں کو طلب کیا تو ابوسفیان صخر بن حرب اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پاس لایا گیا، ہرقل نے ابوسفیان سے وہ مشہور سوالات پوچھے جو صحیح بخاری و مسلم کی روایت میں ہیں جیسا کہ اس کا ذکر آگے آئے گا ابوسفیان کی کوشش تھی کہ وہ آپ کو ہرقل کی نگاہوں میں حقیر اور صغیر کر کے پیش کرے لیکن ابوسفیان نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے اس سے اس بات نے روکا کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا تھا کہ ہرقل کے پاس جھوٹ بولوں، وہ میرے جھوٹ کو پکڑے اور پھر میری کسی بات کو بھی سچ نہ جانے۔

اسی اثنا میں مجھے معراج کے بارے میں آپ کی بات یاد آگئی تو میں نے کہا: بادشاہ سلامت! میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس شخص نے جھوٹ بولا ہے۔ ہرقل نے پوچھا: وہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ ان کا خیال ہے کہ وہ ایک رات ہمارے علاقے سرزمین حرم سے نکلے اور تمہاری اس مسجد ایلیا میں آگئے، پھر صبح سے پہلے پہلے ہمارے ہاں واپس پہنچ گئے۔

ابوسفیان کی یہ بات سن کر ایلیا کے بطریق (پادری) نے کہا جو اس وقت قیصر کے سر کے پاس کھڑا تھا کہ میں اس رات کو جانتا ہوں، قیصر نے اس کی طرف دیکھا اور کہا تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ اس نے کہا: میں ہر رات سونے سے پہلے مسجد کے تمام دروازے بند کر دیا کرتا تھا، اس رات میں نے تمام دروازے بند کر دیے مگر ایک دروازے کا بند ہونا مشکل ہو گیا تو میں نے اپنے تمام کارکنوں اور تمام حاضرین سے مدد لی مگر ہم سب مل کر بھی اس دروازے کو حرکت نہ دے سکے، وہ دروازہ اس وقت پہاڑ کی طرح وزنی معلوم ہوتا تھا، میں نے بڑھئی لوگوں کو بلایا تو انہوں نے بتایا کہ اس پر تو چھت گری ہوئی ہے، صبح ہونے سے پہلے ہم اسے ہلا نہیں سکتے، صبح ہوئی تو ہم دیکھیں گے کہ چھت کہاں سے اور کیسے گری ہے۔ لہٰذا میں واپس آ گیا اور میں نے دونوں دروازے کھلے رہنے دیے۔ صبح ہوئی تو میں ان دروازوں کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ مسجد کے کونے میں پڑے ہوئے پتھر میں ایک سوراخ ہو گیا ہے اور اس میں کسی جانور کے باندھنے کا نشان بھی ہے، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دروازہ کسی نبی کے لیے کھلا رکھا گیا ہے۔ جنہوں نے

Marfat.com

آج رات ہماری اس مسجد میں نماز ادا فرمائی ہے.........اور پھر انہوں نے باقی تمام حدیث بھی بیان کی۔

احادیث معراج متواتر ہیں:

حافظ ابو خطاب عمر بن دحیہ نے اپنی کتاب ''التنویر فی مولد السراج المنیر'' میں حدیث معراج بطریق انسؓ ذکر کرنے کے بعد اس پر بہت ہی احسن انداز میں گفتگو کی ہے اور لکھا ہے کہ معراج کی روایات متواتر ہیں اور یہ عمر بن خطاب، علی، ابن مسعود، ابوذر، مالک بن صعصعہ، ابو ہریرہ، ابوسعید، ابن عباس، شدّاد بن اوس، ابی بن کعب، عبدالرحمٰن بن قرط، ابوحبہ، ابولیلیٰ، عبداللہ بن عمرو، جابر، حذیفہ، بریدہ، ابوایوب، ابوامامہ، سمر بن جندب، ابوحمراء، صہیب رومی، ام ہانی، عائشہ، اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ کچھ راویوں نے ان روایات کو مفصل اور کچھ نے مختصر بیان کیا ہے جیسا کہ مسانید میں ہے، بعض روایات اگرچہ صحیح نہیں ہیں تاہم حدیث معراج پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، صرف زندیق اور ملحد لوگ ہی اس کا انکار کرتے ہیں۔ ﴿یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ یَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۝﴾ (الصّف 8:61) ''یہ چاہتے ہیں کہ اللہ (کے چراغ) کی روشنی کو اپنے مونہوں سے (پھونک مار کر) بجھادیں، حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا،، خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔''

○

Marfat.com

معراج النبی ﷺ

(حصہ دوم)

سبحان اللہ کہنے کی فضیلت میں احادیث:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ پڑھا سبحان اللہ وبحمدہ تو اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں خواہ اس کے گناہ سمندر کے جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔

حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں! اللہ تعالیٰ کو کون سا کلام سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا وہ کلام جس کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لیے پسند فرما لیا ہے! سبحان ربی وبحمدہ سبحان ربی وبحمدہ۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سبحان اللہ العظیم کہا اس کے لیے جنت میں کھجور کا ایک درخت اگا دیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں'' میزان میں بھاری ہیں، اللہ کے نزدیک محبوب ہیں: سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

حضرت سمرہ بن جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے محبوب کلام چار ہیں: سبحان اللہ والحمد اللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر تم ان میں سے جس کلام سے ابتداء کرو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ لکھتے ہیں:

سبحان اللہ کہنے کا معنی ہے اللہ تعالیٰ ہر نقص سے اور ہر ایسی چیز سے پاک ہے جو اس کی شان کے لائق نہیں ہے اور اس کو یہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے، بیوی سے، بچوں سے،

Marfat.com

اور تمام رذائل سے پاک ہے، تسبیح کا لفظ بولا جاتا ہے اور اس سے ذکر کے تمام الفاظ مراد ہوتے ہیں اور کبھی اس سے نفلی نماز مراد ہوتی ہے، صلوٰۃ التسبیح اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں بکثرت تسبیحات ہیں، سبحان کا لفظ بالعموم اضافت کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

اسریٰ کا معنی:

اسریٰ کا لفظ سری سے بنا ہے، اس کا معنی ہے رات کو جانا، اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط سے فرمایا:

﴿فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ﴾ (هود :81)

''آپ رات میں اپنے اہل کو لے جائیں۔''

نیز فرمایا:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا﴾ (بنی اسرائیل :1)

''سبحان ہے وہ اپنے بندے کو رات کے ایک لمحہ میں لے گیا۔''

خواب میں معراج ہونے کی روایات:

بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ معراج خواب کا واقعہ ہے اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف آپ ؐ کی روح کو معراج ہوئی تھی آپ ؐ کے جسم کو معراج نہیں ہوئی تھی، ہم ان روایات کو ذکر کر کے پھر ان کے جوابات کا ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عتبہ بن مغیرہ بن الاخنس بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ سے رسول اللہ ﷺ کی معراج کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا یہ اللہ کی طرف سے سچا خواب تھا۔

محمد بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے بعض آل ابی بکر نے کہا کہ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کا جسم گم نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو سیر کرائی تھی۔

سلمہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابن سحاق نے کہا کہ حضرت عائشہؓ کے اس قول کا انکار نہیں کیا گیا اور اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے:

﴿وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِیْۤ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَةً﴾ (بنی اسرائیل :60)

''اور وہ جلوہ جو ہم نے آپ کو (شب معراج) دکھایا تھا ہم نے اس کو لوگوں کے لیے محض آزمائش بنا دیا۔''

ان استدلال اس سے ہے کہ رویا کا معنی خواب ہے یعنی شب معراج آپ کو جو خواب دکھایا تھا اس کی وجہ سے لوگ فتنہ میں پڑ گئے بعض اس کی تصدیق کر کے اپنے ایمان پر قائم رہے او بعض اس کا انکار کر کے مرتد ہو گئے، (ہمیں مرتد ہونے والوں کے ناموں کی تصریح نہیں ملی) اور حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے سے کہا:

﴿ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی﴾ (الصّٰفّٰت :102)

''اے میرے بیٹے! بے شک میں نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں تو اب غور کرو تمہاری کیا رائے ہے۔''

پھر حضرت ابراہیم نے اپنے خواب پر عمل کیا، اس سے معلوم ہوا کہ انبیائے علیہم السلام کے پاس خواب اور بیداری دونوں حالتوں میں وحی نازل ہوتی تھی اور خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا رہتا ہے اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ واقعہ معراج آپ کو نیند میں دکھایا تھا یا بیداری میں، اور یہ واقعہ جس حالت میں بھی پیش آیا تھا وہ حق اور صادق ہے۔

خواب میں معراج کی روایات کے جوابات:

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ لکھتے ہیں:

ہمارے نزدیک صحیح اور برحق قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ سیدنا محمد ﷺ

Marfat.com

کو رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی جیسا کہ احادیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو براق پر سوار کرایا اور آپ نے مسجد اقصیٰ میں انبیاء اور رسل کو نماز پڑھائی، اور آپ کو بہت سی نشانیاں دکھائیں، اور جس شخص نے یہ کہا کہ صرف آپ کی روح کو معراج کرائی گئی تھی اور یہ جسمانی معراج نہیں تھی یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یہ واقعہ آپ کی نبوت پر دلیل نہ ہوتا، اور نہ اس کی حقیقت کا منکرین انکار کرتے، اور اگر یہ صرف خواب کا واقعہ ہوتا تو مشرکین اس کو رد نہ کرتے، کیونکہ خواب میں کسی عجیب و غریب چیز کو دیکھنے پر کسی کو حیرت نہیں ہوتی اور نہ کوئی اس کا انکار کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اسری بعبدہ یہ نہیں فرمایا کہ اسری بروح عبدہ اور نبی اکرم ﷺ کا براق پر سوار ہونا بھی اس کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ جسمانی معراج تھی کیونکہ کسی سواری پر سوار ہونا جسم کا تقاضا ہے نہ کہ روح کا۔

علامہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی 668ھ میں لکھتے ہیں:

اگر یہ خواب کا واقعہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا بروح عبدہ اور بعبدہ نہ فرماتا، نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝﴾ (النجم :17)

''نہ نظر ایک طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی۔''

سورہ النجم کی یہ آیت بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہ بیداری کا واقعہ تھا، نیز اگر یہ خواب کا واقعہ ہوتا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی نشانی اور معجزہ نہ ہوتا، اور آپؐ سے حضرت ام ہانی یہ نہ کہتیں کہ آپ لوگوں سے یہ واقعہ بیان نہ کریں وہ آپ کی تکذیب کریں گے، اور نہ حضرت ابو بکر تصدیق کرنے میں کوئی فضیلت ہوتی، اور نہ قریش کے طعن و تشنیع اور تکذیب کی کوئی وجہ ہوتی، حالانکہ جب آپؐ نے معراج کی خبر دی تو قریش نے آپؐ کی تکذیب کی اور کئی مسلمان مرتد ہو گئے، اور اگر یہ خواب ہوتا تو اس کا انکار نہ کیا جاتا، اور نیند میں جو واقعہ ہو اس کے لیے اسریٰ نہیں کہا جاتا۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی 676ھ لکھتے ہیں:

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی معراج کے متعلق علماء کا اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ پوری معراج خواب میں ہوئی تھی، لیکن اکثر متقدمین اور متاخرین علماء، فقہاء، محدثین اور متکلمین کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جسمانی معراج ہوا ہے، اور تمام احادیث صحیحہ اس پر دلالت کرتی ہیں اور بغیر کسی دلیل کے ان کے ظاہر معنی سے عدول کرنا جائز نہیں ہے، شریک کی جس روایت کا ابھی ذکر کیا گیا ہے وہ بظاہر اس کے خلاف ہے، لیکن شریک کے بہت اوہام ہیں جن کا علماء نے انکار کیا ہے، اور خود امام مسلم نے اس پر تنبیہ کی ہے اور کہا ہے کہ اس نے اپنی روایت میں تقدیم، تاخیر اور زیادتی اور کمی کی ہے، اور یہ کہا کہ معراج کا واقعہ نزول وحی سے پہلے کا ہے، اس کا یہ قول غلط ہے کسی نے اس کی موافقت نہیں کی، معراج کی تاریخ میں کافی اختلاف ہے زیادہ قوی یہ ہے کہ معراج ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی ہے، کیونکہ اس میں اختلاف نہیں ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے نماز کی فرضیت کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور اس میں بھی اختلاف نہیں ہے کہ حضرت خدیجہ کی وفات ہجرت سے پہلے ہوئی ہے ایک قول یہ ہے کہ ہجرت سے تین سال پہلے ایک قول ہے ہجرت سے پانچ سال پہلے۔

عبد کے معنی:

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی 502ھ لکھتے ہیں:

عبد کے حسب ذیل معانی ہیں:

(1) جو حکم شرع کے اعتبار سے عبد ہو یعنی کسی کا غلام ہو اس کو بیچنا اور خریدنا جائز ہو، واضح رہے کہ یہ حکم اس وقت تھا جب دنیا میں غلام بنانے کا رواج تھا، لیکن اسلام نے حکمت سے بہ تدریج غلامی کا چلن ختم کر دیا اور باقی دنیا میں بھی اب غلام بنانے کا رواج ختم ہو گیا۔ اس معنی کے اعتبار سے عبد بہ معنی غلام کے متعلق حسب ذیل آیتیں ہیں:

﴿اَلْعَبْدُ بِالْعَبْدِ﴾ (البقرہ 178)

''غلام کو غلام کے بدلہ میں (قتل کیا جائے)۔''

Marfat.com

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ﴾(النحل :75)

''اللہ مثال بیان فرماتا ہے ایک مملوک غلام کی جس کو کسی چیز پر قدرت نہیں ہے۔''

(2) عبد کا دوسرا معنی ہے عبادت گزار اور اطاعت گزار، بعض وہ ہیں جو اپنے اختیار کے بغیر اضطراری طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اس معنی کے لحاظ سے ہر چیز عبد ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًاO﴾(مریم :93)

''آسمانوں اور زمینوں میں جو بھی ہے وہ رحمان کی عبادت کرنے والا ہے۔''

(3) جو لوگ اپنے اختیار سے اللہ کے غیر کی عبادت کرتے ہیں اور انہوں نے اپنے آپ کو ان کا عبد قرار دے سکتا ہے، قرآن مجید میں ان کے متعلق ہے:

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَ اَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ O﴾(الفرقان :17)

''جس دن اللہ انہیں جمع کرے گا اور ان کو جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے، پھر اللہ ان (معبودوں) سے فرمائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا وہ خود ہی گمراہ ہو گئے تھے۔''

(4) جو لوگ اپنے اختیار سے اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو اللہ کا عبد کہتے ہیں لیکن ان کی عبادت ناقص ہے، ان کے متعلق درج ذیل آیتیں ہیں:

﴿ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُO﴾(المائدہ :118)

Marfat.com

''اگر تو انہیں عذاب دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی بہت غالب ہے بڑی حکمت والا ہے۔''

﴿قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ﴾(الزمر:53)

''آپ کہیے اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو۔''

(5) جو اپنے اختیار سے اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور ان کی عبادت بہت کامل اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہوتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے مثالی عبد ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے عبد ہونے پر ناز فرماتے ہے اور فخر سے فرماتا ہے کہ وہ میرے بندے ہیں، ان کا ذکر درج ذیل آیتوں میں ہے:

﴿اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ﴾(الحجر:42)

''(اے ابلیس) بے شک میرے بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں (چل سکے گا)۔''

﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا﴾(بنی اسرائیل:1)

''سبحان ہے وہ جو اپنے بندہ کو رات کے ایک قلیل وقفہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔''

اللہ تعالیٰ کا سیدنا محمد ﷺ کو اپنا عبد فرمانا:

تمام انبیائے علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے کامل عبد ہیں لیکن سیدنا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے کامل ترین عبد اور محبوب ترین عبد ہیں۔

اس آیت میں یہ فرمانا ''سبحان ہے وہ جو اپنے عبد کو رات کے ایک قلیل وقت میں لے گیا'' ایک سوال یہ ہے کہ رسول کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ یوں کیوں نہیں فرمایا: ''سبحان ہے

Marfat.com

وہ جو اپنے رسول کو لے گیا'' اس کا جواب یہ ہے کہ رسول وہ ہے جو اللہ کے پاس سے بندوں کی طرف لوٹ آئے اور عبد وہ ہے جو بندوں کی طرف سے اللہ کے پاس جائے، اور یہ اللہ کے پاس سے آنے کا نہیں اللہ کی طرف جانے کا موقع تھا، اس لیے یہاں رسول کا ذکر نہیں عبد کا ذکر مناسب تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کے متعلق فرمایا:

﴿ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًاۢ بِکَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَO﴾(آل عمران:39)

''(اے زکریا) اللہ آپ کو یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو (عیسیٰ) کلیم اللہ کے مصدق ہوں گے اور سردار ہوں گے اور عورتوں سے بہت بچنے والے ہوں گے۔''

حضرت یحییٰ کو سید کہا اور آپ کو عبد فرمایا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سیادت، سلطنت اور مالکیت حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، بندے کو اگر سید یا مالک یا صاحب سلطنت کہا جائے گا تو یہ مجاز ہوگا، اور بندے کی ایسی صفت جو اس کی حقیقی صفت ہو اور اللہ کی نہ ہو وہ صرف عبدیت ہے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ اپنے محبوب کا ذکر حقیقی وصف کے ساتھ کرے مجاز اور مستعار وصف کے ساتھ نہ کرے، اور فضلیت حقیقی وصف میں ہے مجاز اور مستعار وصف میں نہیں ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ کو محض عبد نہیں فرمایا عبدہ فرمایا ہے، یعنی اس کا بندہ، عبد تو دنیا میں ہزاروں ہیں لیکن کامل عبد وہ ہے جس کو مالک خود کہے یہ میرا بندہ ہے، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا جہاں بھی ذکر فرمایا اپنی طرف اضافت کر کے فرمایا:

﴿ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًاۢ بِکَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَO﴾(آل عمران:39)

''اللہ ہی کے لیے سب تعریفیں ہیں جس نے اپنے بندہ پر کتاب نازل

Marfat.com

کی۔''

''کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں؟''

حضرت سیدنا محمد ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسری ''اللہ آپ کو لے گیا''

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

''اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر آئے۔''

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

''اور (ابراہیم نے) کہا: بے شک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں۔''

حضرت موسیٰ از خود گئے حضرت ابراہیم از خود گئے اور حضرت سیدنا محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ لے جانے والا تھا اور وہی لانے والا تھا اور ان دونوں صورتوں میں بڑا فرق ہے۔

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی 606ھ لکھتے ہیں:

میں نے اپنے والد اور شیخ عمر بن الحسینؒ سے سنا، انہوں نے کہا میں شیخ سلیمان انصاری سے سنا کہ جب سیدنا محمد ﷺ بلند درجات اور عظیم مراتب پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی اے محمد! تم کو کس وجہ سے یہ بلندی عطا کی گئی آپؐ نے جواب دیا اے میرے رب کیونکہ تو میرے عبد ہونے کو اپنی طرف منسوب فرماتا ہے اور مجھے اپنا عبادت گزار قرار دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: سبحان الذی اسری بعبدہ۔

نبی اکرم ﷺ کو بعض نشانیاں دکھانا:

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: 'جس کے اردگرد ہم نے برکتیں دی ہیں، تاکہ ہم اس (عبد مکرم) کو اپنی بعض نشانیاں دکھائیں مسجد اقصیٰ کے اردگرد جو برکتیں ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں کہ مسجد اقصیٰ تمام انبیاء سابقین کی عبادت گاہ ہے اور ان کا قبلہ ہے، اس میں بکثرت دریا اور درخت ہیں، اور یہ ان تین مساجد میں سے ہے جن کی طرف قصداً رخت سفر باندھا جاتا ہے، اور یہ ان چار مقامات میں سے ہے جہاں دجال کا داخلہ ممنوع

Marfat.com

ہے، امام احمد نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ دجال تمام روئے زمین میں گھومے گا، سوا چار مساجد کے، مسجد مکہ، مسجد مدینہ، مسجد اقصیٰ اور مسجد طور، اور اس میں ایک نماز پڑھنے کا اجر پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، (سنن ابن ماجہ) اور امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ نے رسول اللہ ﷺ کی باندی حضرت میمونہؓ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا یا نبی اللہ! ہمیں بیت المقدس کے بارے میں بتائیں، آپؐ نے فرمایا اس جگہ حشر نشر ہوگا، اس جگہ آ کر نماز پڑھو کیونکہ اس جگہ ایک نماز پڑھنے کا اجر ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے، نیز امام احمد نے نبی اکرم ﷺ کی بعض ازواج سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی بیت المقدس حاضر ہونے کی طاقت نہیں رکھتا، آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی وہاں حاضر نہ ہو سکے تو وہاں زیتون کا تیل بھیج دے جس سے وہاں چراغ جلایا جائے، اس مسجد میں چراغ جلانے کا اجر بھی وہاں نماز پڑھنے کے برابر ہے، اور امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ مسجد اقصیٰ وہ دوسری مسجد ہے جس کو روئے زمین میں بنایا گیا ہے، حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ! زمین میں سب سے پہلی کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپؐ نے فرمایا مسجد الحرام، میں نے کہا پھر کون سی؟ آپؐ نے فرمایا المسجد الاقصیٰ، میں نے پوچھا ان کے درمیان کتنی مدت ہے؟ آپ نے فرمایا چالیس سال! پھر تمہیں جہاں بھی موقع ملے تم نماز پڑھ لو، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کعبہ کو تعمیر کرنے کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کو تعمیر کیا اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی تجدید کی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تا کہ ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں، یعنی تا کہ ہم آپ کو آسمانوں کی طرف لے جائیں تا کہ ہم اس میں بہت عجیب وغریب امور دکھائیں، حدیث صحیح میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ بیت المقدس کے پتھر سے آسمانوں کی طرف چڑھ کر گئے اور ہر آسمان میں آپ کی ایک نبی سے ملاقات ہوئی اور رسول اللہ ﷺ جنت اور دوزخ کے احوال سے مطلع ہوئے اور آپؐ نے فرشتوں کو دیکھا جن کی تعداد کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

نبی مکرم ﷺ نے بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام کو دو رکعت نماز پڑھائی پہلی

Marfat.com

رکعت میں قل یاایھا الکافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھی، انبیاء علیہم السلام کی سات صفیں تھیں اور تین صفیں مرسلین کی تھیں اور فرشتوں نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی اور یہ آپ ؐ کی خصوصیت ہے اور اس میں یہ حکمت تھی کہ ظاہری کیا جائے کہ آپ سب کے امام ہیں، اس میں اختلاف ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی روحوں کے ساتھ نماز پڑھی یا جسموں کے ساتھ، اس میں اختلاف ہے کہ یہ نماز آسمانوں کی طرف جاتے ہوئے پڑھی یا واپسی میں، حافظ ابن کثیر نے کہا واپسی میں پڑھی اور قاضی عیاض نے کہا پہلے پڑھی، ایک روایت میں یہ ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ہر آسمان میں دو رکعت نماز پڑھی اور وہاں کے فرشتوں کی امامت فرمائی، آپ کا رات کو جانا اور آسمانوں کی طرف عروج رات کے ایک حصہ میں ہوا، وہ ایک حصہ کتنی دیر پر مشتمل تھا اس کی مقدار معلوم نہیں ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ جب آپ ؐ واپس آئے تو بستر اسی طرح گرم تھا، آپ ؐ کے عمامہ کے ٹکرانے سے جو درخت کی شاخیں ہلی تھیں وہ اسی طرح ہل رہی تھیں، آپ ؐ کو پہلے بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر آسمانوں کی طرف عروج کرایا گیا، تاکہ بہ تدریج بلند مقامات کی طرف عروج ہو اور عجیب وغریب امور دیکھنے کے لیے آپ ؐ مرحلہ وار مانوس ہوں اور آپ ؐ کے آنے اور جانے سے محشر کی زمین مشرف بہ ہو جائے، کعب احبار نے بیان کیا ہے کہ آسمان دنیا سے بیت المقدس کی طرف ایک دروازہ کھلا ہوا ہے اور اس دروازے سے ہر روز ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور جو شخص بیت المقدس میں آئے اور نماز پڑھے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اس لیے نبی کریم ﷺ کو پہلے بیت المقدس لے جایا گیا پھر آسمانوں کی طرف عروج کرایا گیا، ایک قول یہ ہے کہ بیت المقدس کا ہر ستون یہ دعا کرتا تھا کہ اے ہمارے رب ہمیں ہر نبی کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے، اب ہم سیدنا محمد ﷺ کی زیارت کے مشتاق ہیں ہمیں آپ کی زیارت کا شرف عطا فرما تو پہلے آپ کو بیت المقدس لے جایا گیا تاکہ ان کی دعا قبول ہو پھر آپ کو آسمانوں کی طرف عروج کرایا گیا، اس سے ہمارا گمان یہ ہے کہ آپ ؐ نے بیت المقدس میں نماز پڑھی تاکہ آپ ؐ کی امت کے لیے بیت المقدس میں نماز پڑھنے کا نمونہ قائم ہو اور آپ ؐ کی سنت ہو

Marfat.com

جائے نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بیت المقدس میں نماز پڑھنے کا ثواب جو پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اس کی وجہ یہی ہو کہ آپؐ نے وہاں نماز پڑھی ہے، ورنہ یہ مسجد تو بہت پہلے سے بنی ہوئی تھی لیکن اس میں نماز پڑھنے کا اجر وثواب پہلے اتنا نہ تھا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے من تبعیضیہ داخل کر کے اس پر متنبہ کیا ہے کہ آپؐ کو بعض نشانیاں دکھائی گئی ہیں تمام نشانیاں نہیں دکھائی گئیں کیونکہ تمام نشانیاں تو غیر متناہی ہیں اور جسم متناہی نشانیوں کو ہی دیکھ سکتا۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نے ان نشانیوں کے بیان کے بارے میں لکھا ہے، مثلاً رات کے ایک قلیل وقفہ میں آپؐ کا بیت المقدس پہنچ جانا، اور آپؐ کے سامنے بیت المقدس کو منکشف کر دینا جب مشرکین نے آپ سے بیت المقدس کی نشانیوں کے متعلق پوچھا، اور تمام انبیاء علیہم السلام کا متمثل ہو کر بیت المقدس میں آنا اور آپ کا ان کو نماز پڑھانا اور ہر نبی کا اپنے مقام کے اعتبار سے کسی آسمان میں موجود ہونا۔

اس جگہ یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمینوں کی تمام نشانیاں دکھائیں ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ كَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾

(الانعام :75)

''اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی تمام نشانیاں دکھائیں۔''

اور ہمارے نبی ﷺ کو بعض نشانیاں دکھائیں، اس سوال کا ایک جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کو جو بعض نشانیاں دکھائی گئیں ان کا تعلق توحید کے دلائل کے ساتھ ہے اور آپؐ کو جو بعض نشانیاں دکھائی گئیں ہیں ان کا تعلق معراج کے ساتھ ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کو جو بعض نشانیاں دکھائی گئیں وہ ان تمام نشانیوں سے بڑھ کر ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھائی گئیں تھیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

Marfat.com

﴿لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰیO﴾(النجم :18)

''بے شک انہوں نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں ضرور دیکھی ہیں۔''

اس آیت کے آخر میں فرمایا: بے شک وہی بہت سننے والا، بہت دیکھنے والا ہے۔

اس کے دو محمل ہیں:

(1) اللہ تعالیٰ سیدنا محمد ﷺ کی باتوں کو بہت سننے والا اور آپ کو بہت دیکھنے والا ہے۔

(2) سیدنا محمد ﷺ کے کلام کو سننے والے اور اس کے جمال کو دیکھنے والے ہیں۔

رات کے ایک قلیل وقفہ میں معراج کا ہونا:

علامہ علائی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ شب معراج نبی اکرم ﷺ کے سفر کے پانچ مرحلے تھے، پہلا مرحلہ براق پر سوار ہو کر مسجد اقصیٰ تک، دوسرا مرحلہ معراج (سیڑھی) پر چڑھ کر آسمان دنیا تک، تیسرا مرحلہ فرشتوں کے پروں پر سوار ہو کر ساتویں آسمان تک، چوتھا مرحلہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پروں پر سوار ہو کر سدرۃ المنتہیٰ تک، پانچواں مرحلہ رفرف پر سوار ہو کر قاب قوسین تک، آپ کو براق، معراج، فرشتوں کے پروں اور حضرت جبرائیل کے پروں پر سوار کرانے کی حکمت یہ تھی کہ آپ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت، وجاہت اور کرامت کو ظاہر کیا جائے، ورنہ اللہ سبحانہ اس پر قادر ہے کہ آپ کو پلک جھپکنے سے پہلے جہاں چاہے بغیر کسی سواری کے ذریعہ پہنچادے، ایک قول یہ ہے کہ براق صرف مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تھا اور مسجد اقصیٰ سے لے کر جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا معراج (سیڑھی) تھی اور اس نورانی سیڑھی کے آسمانوں تک سات ڈنڈے تھے، آٹھواں ڈنڈا ساتویں آسمان سے لے کر سدرۃ المنتہیٰ تک تھا، اور نواں ڈنڈا مقام مستوی تک تھا جہاں پر قلم چلنے کی آواز سنائی دیتی ہے اور دسواں ڈنڈا صریف الاقلام سے لے کر عرش تک تھا۔

ظاہر یہ ہے کہ شب معراج نبی مکرم ﷺ نے جس مسافت کو طے کیا اپنی اصل پر تھی یعنی

Marfat.com

اس مسافت کو لپیٹ کر کم نہیں کیا گیا، مکہ مکرمہ سے لے کر اس مقام تک جہاں سے آپ کو وحی کی جاتی ہے تین لاکھ سال کی مسافت ہے، ایک قول یہ ہے کہ پچاس ہزار سال کی مسافت ہے، اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں اور یہ اس طرح نہیں ہے جس طرح بعض صوفیاء کہتے ہیں کہ مسافت لپیٹ دی جاتی ہے اور فقہاء بھی اس کو بطور کرامت ثابت کرتے ہیں۔

اس جگہ یہ سوال ہوتا ہے کہ ایک لمحہ میں اتنی طویل اور عظیم سیر کیسے واقع ہوگئی اس کے جواب میں بعض علماء نے یہ بھی نکتہ بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ بہ منزلہ روح ہیں اور یہ کائنات بہ منزلہ جسم ہے اور یہ جب جسم سے روح نکل جائے تو جسم مردہ ہو جاتا ہے، سو جب نبی کریم ﷺ اس کائنات سے نکل گئے تو یہ کائنات مردہ ہوگئی اور جب آپؐ اس کائنات میں واپس آئے تو یہ کائنات پھر زندہ ہوگئی آسمانوں، زمینوں، سورج اور سیاروں کی گردش جہاں تک پہنچی تھی وہیں پر رک گئی اور جب آپ اس کائنات میں داخل ہوئے تو پھر وہ گردش وہیں سے پھر شروع ہوگئی اور جب آپ گھر آئے تو آپ کا بستر اسی طرح گرم تھا اور زنجیر ہل رہی تھی۔

اس جواب پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ براق، مسجد اقصیٰ ساتوں آسمان، سدرہ، رفرف، اور عرش وغیرہ یہ سب چیزیں بھی تو اس کائنات میں ہیں جب سفر معراج کے دوران یہ کائنات مردہ ہوگئی تھی تو نبی کریم ﷺ کا مسجد اقصیٰ میں جا کر امامت فرمانا، آسمانوں پر انبیاء علیہم السلام سے ملاقات فرمانا اور باقی معراج کے واقعات کیسے ظہور پذیر ہوئے؟ اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جن جن چیزوں کے ساتھ نبی رحمت العالمین ﷺ کی معراج کا تعلق تھا ان کو اللہ تعالیٰ نے زندہ اور اپنے حال پر متحرک رکھا اور ان کے علاوہ باقی کائنات کو بے جان اور ساکن کر دیا اور جب آپؐ سفر معراج سے واپس تشریف لائے تو پھر ہر چیز وہیں سے حرکت کرنے لگی جہاں سے آپؐ اسے چھوڑ کر گئے تھے، اور جب آصف بن برخیا ایک ماہ کی مسافت سے تخت بلقیس کو پلک جھپکنے سے پہلے لا سکتے ہیں تو پلک جھپکنے سے پہلے نبی کریم ﷺ کا عرش پر جا کر لوٹ آنا کیوں کر قابل اعتراض ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

واقعہ معراج کی تاریخ:

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

بکثرت علماء محدثین نے یہ کہا ہے کہ معراج کا واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا ہے، علامہ نووی نے ذکر کیا ہے کہ متقدمین عظام، جمہور محدثین اور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ واقعہ معراج بعثت کے سولہ ماہ بعد ہوا، علامہ سبکی نے کہا اس پر اجماع ہے کہ واقعہ معراج مکہ میں ہوا اور مختار وہ ہے جو ہمارے شیخ ابو محمد دمیاطی نے کہا کہ معراج ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی ہے، اور سید جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ واقعہ معراج ماہ رجب کی ستائیس تاریخ کو ہوا جیسا کہ حرمین شریفین میں اسی پر عمل ہوتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ معراج الربیع الآخر میں ہوئی، ایک قول یہ ہے کہ رمضان میں ہوئی، ایک قول یہ ہے کہ شوال میں ہوئی اس کے علاوہ اور بھی متعدد اقوال ہیں۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

علامہ نووی نے روضہ میں لکھا ہے کہ اعلان نبوت کے دس سال بعد واقعہ معراج ہوا، اور فتاوی میں ہے کہ نبوت کے پانچویں یا چھٹے سال معراج ہوئی، فاضل ملا امین عمری نے شرح ذات الشفاء میں وثوق سے لکھا ہے کہ بعثت کے بارہ سال بعد معراج ہوئی، اور ابن حزم نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے، علامہ نووی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ معراج الربیع الاول میں ہوئی، اور شرح مسلم میں لکھا ہے کہ الربیع الآخر میں ہوئی اور روضہ میں وثوق سے لکھا ہے کہ رجب میں ہوئی، ایک قول رمضان کا اور ایک قول شوال کا ہے اور یہ ستائیسویں شب کو واقع ہوئی بعض نے کہا جمعہ کی شب ہوئی بعض نے کہا ہفتہ کی شب ہوئی، علامہ دمیری نے ابن الاثیر سے نقل کیا ہے کہ معراج پیر کی شب ہوئی۔

Marfat.com

معراج کی احادیث میں تعارض کی توجیہ:

واقعہ معراج تیس سے زیادہ صحابہ کرام سے مروی ہے اور کسی ایک روایت میں بھی پورا واقعہ مفصل مذکور نہیں ہے۔ صحیح بخاری کی کسی حدیث میں مسجد اقصیٰ جانے کا ذکر نہیں ہے، اس کا ذکر امام مسلم اور امام نسائی نے کیا ہے، کسی روایت میں شق صدر کا ذکر نہیں ہے اور کسی میں براق پر سوار ہونے کا ذکر نہیں ہے۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنے کا امام بخاری نے ذکر نہیں کیا، اس کا ذکر امام مسلم اور امام نسائی اور دیگر محدثین نے کیا ہے، صحاح کی روایات میں برزخ کے واقعات دیکھنے کا ذکر نہیں ہے، اس کا ذکر امام بیہقی، امام ابن جریر، حافظ ابن کثیر، علامہ حلبی اور دیگر محدثین نے کیا ہے، اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے واقعہ معراج متعدد بار متعدد صحابہ کرام کے سامنے بیان فرمایا اور ہر شخص کے سامنے آپ نے اس کی صلاحیت اور استعداد کے اعتبار سے واقعہ معراج بیان فرمایا اس وجہ سے یہ تمام روایات غیر مربوط اور باہم متعارض ہیں۔

اب ہماری یہ کوشش یہ ہے کہ ہم واقعہ معراج کو مختلف کتب حدیث سے اخذ کر کے مربوط طریقہ سے پیش کریں اور جو چیز پہلے ہے اس کو پہلے اور جو بعد میں ہے اس کو بعد میں ذکر کریں، صحاح کی روایات سے واقعہ معراج کو نقل کرنے کے بعد ہم امام بیہقی کے حوالے سے برزخ کے دیکھے ہوئے واقعات پیش کریں گے، اس کے بعد ہم ان احادیث کے اسرار اور نکات بیان کریں گے۔ (فنقول و باللہ التوفیق و به الاستعانة یلیق.)

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ الایہ) کی تفسیر میں فرمایا:

میرے پاس ایک گھوڑی لائی گئی اور اس پر مجھ کو سوار کرایا گیا، آپؐ نے فرمایا اس کا قدم منتہائے بصر پر تھا، آپؐ روزانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام

Marfat.com

بھی چلے، آپؐ ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جو ایک دن فصل بوتی تھی اور دوسرے دن یہ فصل کاٹ لیتی تھی اور جس قدر وہ فصل کاٹتے تھے اتنی ہی فصل بڑھ جاتی تھی، آپؐ نے کہا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والے ہیں، ان کی نیکیوں کو سات سو گنا تک بڑھا دیا گیا ہے، اور تم جو چیز بھی خرچ کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اور چیز لے آتا ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ پھر آپؐ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جن کے سروں پر پتھروں سے کچلا جا رہا تھا، اور جب سر کچل دیا جاتا تو وہ سر پھر درست ہو جاتا اور ان کو مہلت نہ ملتی (کہ سر پھر کچل دیا جاتا) میں نے کہا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر (فرض) نماز کے وقت بھاری ہو جاتے تھے، پھر آپؐ ایک ایسی قوم کے پاس گئے جن کے آگے اور پیچھے کپڑے کی دھجیاں تھیں اور وہ جہنم کے کانٹے دار درخت زقوم کو جانوروں کی طرح چر چگ رہے تھے، اور جہنم کے پتھر اور انگارے کھا رہے تھے، میں نے کہا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے ان پر بالکل ظلم نہیں کیا اور نہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہے، پھر آپؐ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جن کے سامنے دیگچوں میں پاکیزہ گوشت پکا ہوا رکھا تھا اور دوسری جانب سڑا ہوا خبیث گوشت رکھا ہوا تھا، وہ سڑے ہوئے خبیث گوشت کو کھا رہے تھے اور پاکیزہ گوشت کو چھوڑ رہے تھے۔ آپؐ نے کہا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال اور طیب بیوی تھی اور وہ اس کو چھوڑ کر رات بھر بدکار عورت کے پاس رہتے تھے، پھر آپؐ نے دیکھا کہ راستے میں ایک لکڑی ہے جو ہر کپڑے کو پھاڑ دیتی ہے اور ہر چیز کو زخمی کر دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ لَا تَقۡعُدُوۡا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوۡعِدُوۡنَ﴾ (الاعراف :86)

''اور ہر راستہ اس لیے نہ بیٹھو کہ مسلمانوں کو ڈراؤ۔''

آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں کہا یہ آپ کی امت کے ان لوگوں کی مثال ہے جو

Marfat.com

لوگوں کا راستہ روک کر بیٹھ جاتے ہیں، پھر ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جس نے لکڑیوں کا ایک گٹھا جمع کر لیا جس کو وہ اٹھا نہیں سکتا تھا، اور وہ اس گٹھے میں مزید لکڑیاں ڈالنا چاہتا تھا، آپؐ نے فرمایا اے جبرائیل یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ آپؐ کی امت میں وہ شخص ہے جس کے پاس امانتیں تھیں اور وہ ان کو ادا نہیں کر سکتا تھا، اور وہ مزید امانتیں رکھ لیتا تھا، پھر آپ ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جن کی زبانیں اور ہونٹ آگ کے انگاروں سے کاٹے جاتے تھے، اور جب بھی ان کو کاٹ دیا جاتا تو وہ پھر پہلے کی طرح ہو جاتے اور ان کو ذرا مہلت نہ ملتی، آپؐ نے کہا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ آپؐ کی امت کے فتنہ پرور خطیب ہیں، پھر آپ کا گزر ایک چھوٹے پتھر سے ہوا جس کے سوراخ سے ایک بڑا بیل نکل رہا تھا، پھر وہ بیل اس سوراخ میں داخل ہونا چاہتا لیکن داخل نہ ہو سکتا، آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ وہ شخص ہے جو کوئی (بڑی بری) بات کہہ کر اس پر نادم ہوتا ہے، اس کو واپس لینا چاہتا ہے اور واپس نہیں لے سکتا، پھر آپؐ کا گزر ایک ایسی وادی سے ہوا جہاں سے بہت خوشگوار، ٹھنڈی اور خوشبودار ہوا آ رہی تھی، جس میں مشک کی خوشبو تھی، اور وہاں سے آواز آ رہی تھی آپؐ نے پوچھا اے جبرائیل یہ مشک کی خوشبو والی پاکیزہ ہوا کیسی ہے اور یہ آواز کیسی؟ انہوں نے کہا یہ جنت آواز ہے جو یہ کہہ رہی ہے کہ اے اللہ! مجھ سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کر اور مجھے میرے اہل عطا فرما، کیونکہ میری خوشبو، میرا ریشم، میرا سندس اور استبرق، میرے موتی، میرے مرجان، میرے مونگے، میرا سونا اور چاندی، میرے کوزے اور کٹورے، میرا شہد، میرا دودھ، اور میری شراب بہت زیادہ ہو گئے ہیں پس تو اپنے وعدہ کے مطابق مجھے اہل جنت عطا فرما، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیرے لیے ہر مسلم اور ہر مسلمہ ہے اور ہر مومن اور ہر مومنہ ہے جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائیں اور اعمال صالحہ کریں اور میرے ساتھ بالکل شرک نہ کریں اور میرے سوا کسی کو شریک نہ بنائیں اور مجھ سے ڈریں گے میں ان کو امان دوں گا اور جو مجھ سے سوال کریں گے میں ان کو عطا کروں گا اور جو مجھے قرض دیں گے میں ان کو جزا دوں گا اور مجھ پر توکل کریں گے میں ان کے لیے کافی ہوں اور میں اللہ ہوں، میرے

Marfat.com

سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں میں وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، جنت نے کہا میں راضی ہو گئی۔

پھر آپؐ ایسی وادی میں آئے جہاں سے نہایت بری، بھیانک اور مکروہ آوازیں آ رہی تھیں، آپ نے فرمایا اے جبرائیل یہ کیسی آوازیں ہیں، انہوں نے کہا یہ جہنم کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے مجھے اہل دوزخ عطا کر جن کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، کیونکہ میرے طوق میری زنجیریں، میرے شعلے اور میری گرمی، میرا تھوہر، میرا لہو اور پیپ اور میرے عذاب اور سزا کے اسباب بہت وافر ہو گئے ہیں، میری گہرائی بہت زیادہ ہے، اور میری آگ بہت تیز ہے، مجھے وہ لوگ دے جن کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا مشرک اور کافر، خبیث اور منکر بے ایمان مرد اور عورت تیرے لیے ہے یہ سن کر جہنم نے کہا میں راضی ہو گئی۔

علامہ نظام الدین نیشاپوری سدرۃ المنتہیٰ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''سدرۃ المنتہیٰ وہ جگہ ہے جس سے آگے فرشتے نہیں جا سکتے اور نہ کسی کو یہ علم ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے ماوراء کیا ہے۔ شہداء کی روحیں بھی یہاں تک جاتی ہیں۔''

نیز علامہ نیشاپوری لکھتے ہیں:

''ایک مقام پر جبرائیل آپ سے پیچھے رہ گئے (اور کہا) اگر میں ایک پور بھی قریب ہوا تو جل جاؤں گا۔''

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں:

''یہ مقام جبرائیل ہے جب نبی کریم ﷺ نے عرش کی جانب عروج فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام وہیں رہ گئے اور کہا اگر میں ایک پور کے برابر بھی قریب ہوا تو جل جاؤں گا۔''

علامہ قاری لکھتے ہیں:

''حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رب جلیل کے قرب کے مقام میں حضرت جبرائیل مجھ سے الگ ہو گئے اور کہا

Marfat.com

اگر میں ایک پور کے برابر بھی قریب ہوا تو جل جاؤں گا۔''

علامہ عبدالوہاب شعرانی، شیخ محی الدین ابن عربی سے نقل کرتے ہیں:

پھر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف عروج کرایا گیا اس کے پھل مٹکوں کے برابر تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے، آپؐ نے اس کو دیکھا درآں حالیکہ اس کو اللہ کی طرف سے نور نے ڈھانپ رکھا تھا اور کوئی شخص اس کی کیفیت بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، کیونکہ شدت نور کی وجہ سے آنکھ اس کا ادراک نہیں کرسکتی، آپؐ نے دیکھا سدرہ کی جڑ سے چار دریا نکل رہے ہیں دو دریا ظاہری تھے اور دو دریا باطنی تھے، آپ کو حضرت جبرائیل نے بتایا کہ ظاہری دریا نیل اور فرات ہیں اور باطنی دریا جنت کی طرف جا رہے ہیں اور نیل اور فرات بھی قیامت کے دن جنت میں چلے جائیں گے اور یہ جنت میں شہد اور دودھ کے دریا ہوں گے، شیخ ابن عربی نے کہا ان دریاؤں سے پینے والوں کو مختلف قسم کے علوم حاصل ہوتے ہیں اور بتایا کہ بنو آدم کے اعمال سدرۃ المنتہیٰ کے پاس رک جاتے ہیں اور یہ روحوں کی جائے قرار ہے، اوپر سے جو چیزیں نیچے نازل ہوتی ہیں یہ ان کی انتہا ہے اوپر سے کوئی چیز نیچے نہیں جاسکتی، اور جو چیزیں نیچے سے اوپر جاتی ہیں یہ ان کی بھی انتہا ہے، نیچے سے کوئی چیز اس کے اوپر نہیں جاسکتی، اور یہیں پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی جائے قیام ہے۔ اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم براق سے اترے اور آپؐ کے لیے رفرف (سبز رنگ کا تخت) لایا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفرف پر بیٹھے اور جبرائیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفرف کے ساتھ نازل ہونے والے فرشتے کے سپرد کردیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل سے آگے چلنے کا سوال کیا تاکہ آپ کو ان کی وجہ سے انسیت رہے، حضرت جبرائیل نے کہا میں اس پر قادر نہیں ہوں، اگر میں ایک قدم بھی چلا تو جل جاؤں گا، ہم میں سے ہر فرشتے کے لیے ایک معروف جائے قیام ہے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے یہ سیر آپ کو اس لیے کرائی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی نشانیاں دکھائے، آپ اس سے غافل نہ ہوں پھر حضرت جبرائیل نے آپ کو الوداع کہا اور آپ اس فرشتے

Marfat.com

کے ساتھ روانہ ہوئے، رفرف آپ کو لے کر روانہ ہوا حتیٰ کہ آپؐ مقام استواء پر پہنچے جہاں آپ نے صریف اقلام (قلم چلنے) کی آواز سنی اور اقلام الواح میں اللہ تعالیٰ کے ان احکام کو لکھ رہے تھے جو اللہ اپنی مخلوق کے متعلق جاری فرماتا ہے اور ملائکہ جو بندوں کے اعمال لکھتے ہیں، اور ہر قلم ایک فرشتہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم جو کچھ عمل کرتے ہو ہم اس کو لکھ رہے ہیں۔

○

Marfat.com

شب معراج دیدارِ الٰہی میں علماء کا اختلاف

وہ درست موقف جس پر اہل حق ہیں وہ یہ ہے کہ ازروئے عقل رؤیت باری تعالیٰ ممکن ہے محال نہیں ہے اس پر بھی علماء کا اجماع ہے کہ آخرت میں رؤیت ہوگی۔ اہل ایمان رب تعالیٰ کی زیارت کریں گے۔

کتاب حکیم کی ادلہ، سنت مطہرہ، اجماع صحابہ کرام اور بعد کے علماء کا اس بات پر اجماع عیاں ہے کہ آخرت میں دیدارِ الٰہی ہوگا۔ اکیس صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے یہی روایت کیا ہے۔ اس کے بارے آیات قرآنیہ مشہور ہیں۔ اہل بدعت کے اس پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات اہل السنۃ کے متکلمین کتب میں مذکور ہیں۔ دنیا میں دیدارِ الٰہی عقلاً اور سمعاً ممکن ہے۔ اہل حق کا موقف یہ ہے کہ رؤیت وہ قوت ہے جسے رب تعالیٰ اپنی مخلوق میں پیدا کر دیتا ہے۔ اس میں شعاعوں کا متصل ہونا شرط نہیں اور نہ ہی مرئی کا سامنے ہونا شرط ہے لیکن ہمیں ایک دوسرے کو دیکھنے کے لیے یہ عادت رواں ہوگئی ہے۔ یہ اتفاق کی جہت سے ہے شرط کی جہت سے نہیں۔ ہمارے آئمہ عظام نے عمدہ دلائل سے اسے ثابت کیا ہے۔ رؤیت باری تعالیٰ کے لیے جہت ہونا لازم نہیں رب تعالیٰ اس سے بلند و برتر ہے۔ بلکہ اہل ایمان اسے جہت کے بغیر دیکھیں گے جیسے وہ جانتے ہیں کہ وہ کسی جہت میں نہیں ہے۔ انتہائی اختصار کے ساتھ اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی ذات موجود ہے۔ ہر موجود کو دیکھنا صحیح ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ کی زیارت کرنا بھی صحیح ہے۔ حکم اپنے وجود اور عدم کے لیے اپنی علت کے اردگرد گھومتا ہے۔ یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ موجود نا ہی رؤیت کی صحت کے لیے علت ہے۔ اس کا وقوع اور نہ سمجھ سکنا اس کے جواز کو لازم نہیں کرتا۔ رب تعالیٰ کی سنت مطہرہ یہی ہے کہ اس نے اسے ہم میں پیدا نہیں کیا۔ مگر یہ

Marfat.com

جواز ہے کہ وہ یہ ہم میں پیدا کر دے۔ کیونکہ یہ محال نہیں۔ اس میں اور بھی ابحاث ہیں جو اہل کلام کی کتب میں موجود ہیں۔ دنیا میں رؤیت باری تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کے دیدار کی التجاء کی عرض کی:

﴿رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ﴾ (الاعراف :143)

''اے میرے رب مجھے دیکھنے کی قوت دے تا کہ میں تیری طرف دیکھ سکوں۔''

ان کا اعتقاد تھا کہ رب تعالیٰ کا دیدار ہو سکتا ہے۔ اس لیے انہوں نے التجاء کی۔ اس آیت طیبہ میں دو دلیلیں ہیں: یہ محال ہے کہ ایک نبی کو یہ علم نہ ہو کہ رب تعالیٰ کے لیے کیا روا ہے اور کیا روا نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس چیز کی التجاء کرتا ہے جو جائز ہو اور محال نہ ہو۔ کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام محال کا سوال نہیں کرتے۔ لیکن اس امر کا وقوع اور مشاہدہ ہونا اس غیب سے ہوتا ہے جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا وہ ذات والا جانتی ہے جسے وہ بتاتا ہے اور آگاہ کرتا ہے۔ رب تعالیٰ نے انہیں ایسا جواب دیا جو جواز کے لیے منافی نہیں ہے۔ فرمایا:

﴿لَنۡ تَرٰنِیۡ﴾ (الاعراف :143)

''تم ہرگز نہیں دیکھ سکتے مجھے۔''

لن اری نہیں فرمایا جس سے اس کی نفی کی طرف اشارہ ملتا ہو۔ یعنی تم میرا دیدار کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تم یہ برداشت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ وصف ابھی تم میں نہیں پایا۔ ان کے لیے ان چیز کی تمثیل بیان کی جوان سے اقوی اور اثبت تھی یعنی پہاڑ۔ فرمایا:

﴿وَلٰکِنِ انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوۡفَ تَرٰنِیۡ﴾ (الاعراف :143)

''البتہ دیکھو اس پہاڑ کی طرف سو اگر یہ ٹھہرا رہا اپنی جگہ پر تو تم بھی دیکھ سکو گے مجھے۔''

دوسری دلیل یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے لیے اپنی رؤیت کو کوہِ طور کے

Marfat.com

ساتھ معلق کیا۔ اگر کوہِ طور تجلی کے وقت برقرار رہا تو انہیں دیدارِ الٰہی سے شاد کام کیا جائے گا۔ وہ چیز جسے ممکن کے ساتھ معلق کیا جائے وہ ممکن ہوتی ہے۔ کیونکہ تعلیق کا معنی معلق بہ کے ثبوت کے وقت معلق ثبوت کے بارے میں خبر دینا ہے۔ اس پر یہ جملہ شرطیہ خبریہ ہے بشرطیکہ جزاء دراصل خبر ہو۔ جیسے کہ یہاں ہے۔ لہٰذا رؤیت کا امکان لازمی طور پر ثابت ہوگیا ہے۔ رب تعالیٰ نے اس کے وقوع کی خبر دی ہے۔ محال تو بالکل کسی چیز پر وقوع نہیں ہوتا۔ جب امکان ثابت ہوگیا تو امتناع اٹھ گیا۔ حضرت موسیٰ کی گذارش:

﴿تُبْتُ اِلَیْکَ﴾ (الاعراف :143)

''میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں۔''

یعنی میں اس سے توبہ کرتا ہوں کہ میں نے اس چیز کا سوال کیا جو میرے لیے دنیا میں مقدر نہیں ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ التجاء ان انوار کی شدت کی وجہ سے تھی۔ جو آپ پر نازل ہوئے حتی کہ آپ بے ہوش ہوگئے۔ جیسے کہ تم اس جائز فعل کے بارے کہتے ہو جو تمہیں مشقت میں مبتلا کردے۔ ''میں ایسا کام کرنے سے توبہ کرتا ہوں''۔

قاضی ابوبکر الہذلی نے لکھا ہے کہ اس آیت طیبہ کا مفہوم یہ ہے ''دنیا میں کسی بشر میں یہ طاقت نہیں کہ وہ مجھے دیکھ سکے۔ جو دنیا میں مجھے دیکھتا ہے وہ اسی وقت مر جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے پہاڑ کو دیکھا تو وہ بے ہوش ہوگئے تھے۔

قاضی نے لکھا ہے ''میں نے بعض اسلاف اور متاخرین کو سنا ہے ان کا مؤقف ہے کہ دنیا میں رؤیت باری تعالیٰ ممتنع ہے۔ یہ امتناع اس کی ذات کے اعتبار سے نہیں کیونکہ اس کے جواز کا ثبوت ہے۔ یہ اس لیے ممتنع ہے کیونکہ اہل دنیا کی تراکیب اور قوی کمزور ہیں۔ یہ اعضاء متغیرہ ہیں یہ ایسے حادثات کا سامنا کرتے ہیں جو جگر کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ یہ موت اور فنا سے ڈرتے ہیں۔ انہیں دنیا میں رؤیت پر قوت حاصل نہیں ہے۔ آخرت میں ان کی الگ اور ترکیب ہوگی۔ انہیں ثابت اور مضبوط قوی بخشے جائیں گے ان کے دلوں اور آنکھوں کا نور مکمل ہوگا۔ آخرت میں انہیں رؤیت کی قدرت حاصل ہوگی۔'' (۱) حضرت امام محمد بن یوسف)

میں نے اسی طرح کا مؤقف امام مالکؒ کا بھی دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے: ''یہ

Marfat.com

دیدارِ الٰہی دنیا میں نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ ذات باقی ہے باقی کو فانی کے ساتھ نہیں دیکھا جا سکتا۔ آخرت میں انہیں باقی رہ والی نظریں ملیں گی۔ باقی کو باقی کے ساتھ دیکھا جا سکے گا۔'' امام مالکؒ کا کلام عمدہ اور خوبصورت ہے۔ اس میں محال ہونا قدرت کے ضعف کی وجہ سے ہے۔ رب تعالیٰ جسے چاہتا ہے اور جس وقت چاہتا ہے رؤیت کا بوجھ اٹھانے کی قدرت عطا کر دیتا ہے۔ (ب) حضرت امام محمد بن یوسف)

الحافظ نے لکھا ہے: ''صحیح مسلم میں ایک روایت ہے جو اس گروہ کی تائید کرتی ہے مرفوع روایت ہے۔ ''جان لو تم اپنے رب تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکو گے حتی کہ مر جاؤ۔'' اس ابن خزیمہ نے حضرت ابوامامۃ اور حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت کیا ہے۔ جب دنیا میں رؤیت از روئے عقل جائز ہو گئی۔ یہ سماعت کے اعتبار سے ممتنع تھی۔ جس نے اسے حضور اکرم ﷺ کے لیے ثابت کیا ہے۔ اس کے لیے یہ کہنا روا ہے کہ متکلم اپنے خطاب کی عمومیت میں داخل نہیں ہوتا۔''

قاضی نے لکھا ہے: ''جس نے اس سے اختلاف کیا ہے اس کے لیے رب تعالیٰ کا یہ فرمان حجت نہیں ہے۔''

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ (الانعام: 104)

''نہیں گھیر سکتیں اسے نظریں۔''

کیونکہ اس آیت طیبہ کی تاویلات میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ادراک سے مراد احاطہ ہے۔ اس میں مطلق رؤیت کی نفی نہیں ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ کفار کی آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن اس کا صحیح جواب یہ ہے: ''اس نفی میں عموم اوقات یا عموم حالات میں سے کسی حالت پر کوئی دلالت نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے سکوت اختیار کیا گیا ہے۔ یہ مراد کہاں سے ثابت ہو گئی کہ اوقات میں سے کسی وقت میں اور احوال میں سے کسی حال میں نگاہیں اس ادراک نہیں کر سکتیں۔ بلکہ اسے دار دنیا کی نسبت کے اعتبار سے محمول کرنے کا یقین ہو جائے گا۔ تاکہ دلائل سمعیہ کو جمع کیا جا سکے۔''

Marfat.com

امام قرطبی نے المفہم میں لکھا ہے: ''ابصار جمع ہے۔ اس کے ساتھ الف لام لگایا گیا ہے جو تخصیص کو قبول کرتا ہے۔ یہ سمع کے اعتبار ثابت ہے۔ رب تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿كَلَّآ اِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ۝﴾ (المطففین:15)

''یقیناً انہیں اپنے رب سے اس دن روک دیا جائے گا۔''

اس سے مراد کفار ہوں گے۔ اس کی دلیل یہ ہے:

﴿وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ۝اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝﴾ (القیامۃ:23,22)

''کئی چہرے اس روز تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔''

انہوں نے لکھا ہے کہ جب یہ آخرت میں جائز ہے تو دنیا میں بھی جائز ہے۔ کیونکہ دیکھنے والے کے اعتبار سے دونوں اوقات برابر ہیں۔'' الحافظ نے لکھا ہے: ''یہ عمدہ استدلال ہے۔''

اس آیت طیبہ سے رؤیت کے امکان کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے۔ اگر رؤیت ممتنع ہوتی تو نفی رؤیت کی وجہ سے آیت سے مدح حاصل نہ ہوسکتی۔ اس لزوم کی وجہ یہ ہے کہ ممتنع اپنی ذات کی حد میں منافی ہوتا ہے۔ اس کی نفی مدح کی صفت نہیں بن سکتی۔ کیونکہ وہ لازمی ہوتا ہے۔ لیکن معدوم کی رؤیت ممتنع ہوتی ہے۔ عدم رؤیت کی وجہ سے اس کی مدح نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا ''المعدوم لایریٰ'' مدح نہیں ہوگی۔ کیونکہ معدوم کی رؤیت ممتنع ہے۔ ربّ تعالیٰ کی رؤیت کے عدم کی نفی سے مدح ثابت ہوسکی ہے۔ لہٰذا اس کی رؤیت ممکن ہو گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ عدم رؤیت سے نفی سے مدح رؤیت باری تعالیٰ کے امکان کی وجہ سے ہوگی۔ لیکن اسے دیکھا نہیں جا سکتا کیونکہ امتناع ہے۔ نگاہیں اس میں معذور ہیں۔ کبریائی اور جلال کے حجابات ہیں۔ یہ اس وجہ سے نہیں کہ اس کی رؤیت ممتنع ہے۔ لیکن اس پر صفات سلبیہ ایسی صفات میں جو مدح کرتی ہیں۔ اگر ہم آیت طیبہ میں ادراک سے مراد رؤیت لیں جو مرئی کی جوانب اور حدود کا احاطہ کرلے تو اس وقت یہ آیت طیبہ نہ صرف رؤیت کے جواز

Marfat.com

پر دلالت کرے گی بلکہ وقوع کے تحقق پر بھی دلالت کرے گی۔ کیونکہ اسے بطور مدح ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی دلالت سے جواز کا اظہار ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا معنی یہ ہوگا کہ جب تو اسے دیکھے گا تو تیری نگاہ اس کا احاطہ نہیں کر سکے گی۔ کیونکہ وہ تبارک تعالیٰ ہے۔ وہ نگاہوں سے دیکھا تو جا سکتا ہے لیکن احاطہ کے اعتبار سے نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ قطعی طور پر تناہی سے پاک ہے۔ وہ ان حدود سے منزہ ہے جو انتہائیں اور جوانب ہیں۔ غیر متناہی چیز کا احاطہ محال ہوتا ہے۔ رؤیت کی یہ سعادت حضور ﷺ کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی۔ اس میں بھی اختلاف ہے۔ آپ کے علاوہ جس کسی نے اس کا دعویٰ کیا ہے وہ گمراہ ہے۔ امام موفق الدین الکاشی اور امام مہدوی نے اپنی اپنی تفاسیر میں اس کے کفر کا قول کیا ہے۔ امام جمال الدین الاردبیلی نے کتاب الانوار میں لکھا ہے: "جب دیدار کے بارے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے عرض کی تو یہ انہیں حاصل نہ ہو سکا تو یہ لوگوں میں سے کسی اور کو کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔" لیکن اس امر میں توقف بہتر ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے شب معراج رب تعالیٰ کا دیدار کیا تھا یا نہیں۔ اس کے بارے دو مؤقف ہیں۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دیدار کی نفی نہیں کی ہے۔ حضرت ابن مسعود اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مشہور ہے۔ بہت سے محدثین اور متکلمین نے یہی مؤقف اپنایا ہے۔ امام دارمی نے مبالغہ کرتے ہوئے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ دوسرا مؤقف یہ ہے کہ آپ نے رب تعالیٰ کا دیدار کیا تھا۔ عبدالرزاق نے معمر سے اور وہ حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رب تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ محمد عربی ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا انکار انہیں شدید لگتا تھا۔ حضرت ابن عباس کے ساتھیوں حضرت کعب الاحبار، امام زہری، معمر اور دیگر آئمہ کا یہی مؤقف ہے۔ الشیخ ابو الحسن الاشعری اور ان کے پیروکاروں اور ابن خزیمہ کا یہی مؤقف ہے۔ پھر ان کا اختلاف ہے کہ کیا آپ نے اپنے دل مبارک سے یا چشمانِ مقدس سے اس کی زیارت کی تھی۔ امام احمد سے یہ دونوں اقوال منقول ہیں۔ امام نووی نے لکھا ہے۔ "اکثر علماء کے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے شب معراج کو اپنے رب تعالیٰ

Marfat.com

اپنے سر اقدس کی مبارک آنکھوں سے دیکھا تھا۔ عنقریب ان کے دلائل کا تذکرہ ہوگا۔

ایک گروہ نے اس مسئلہ میں توقف اختیار کیا ہے کیونکہ دلائل کے تعارض کی وجہ سے نہ نفی کا قول کیا ہے نہ اثبات کا۔ امام قرطبی نے اس کو راجح کہا ہے۔ محققین کی ایک جماعت نے یہی مذہب اختیار کیا ہے یہ چیز اسے قوی کرتی ہے کہ اس ضمن میں کوئی دلیل قاطع نہیں ہے۔ دونوں گروہوں نے ایسے دلائل سے استدلال کیا ہے جو ایک دوسرے کے معارض ہیں۔ اور ان میں تاویل ہو سکتی ہے۔ یہ فضیلت کا مسئلہ نہیں جس میں ظنی دلائل کافی ہوں بلکہ یہ عقائد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس میں دلیل قطعی کی ضرورت ہے۔

امام سبکی نے سیف المسلول میں لکھا ہے ''اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ دلیل قطعی اور متواتر ہی ملے بلکہ اگر ایک صحیح حدیث مل جائے وہ آحاد کی روایت ہو تو اس پر اعتماد کرنا درست ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق اعتقاد کے مسائل سے ہے جن میں دلیل قطعی کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ہم اس کے مکلف نہیں ہیں۔''

قاضی علیہ الرحمۃ نے الشفاء وغیرہ میں لکھا ہے ''جواز میں تو کوئی شک نہیں ہے۔ کیونکہ ان آیات طیبات:

﴿لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ﴾ (الانعام: 103)

''نہیں گھیر سکتیں اسے نظریں۔''

﴿لَنۡ تَرٰىنِىۡ وَ لٰكِنِ انۡظُرۡ اِلَى الۡجَبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوۡفَ تَرٰىنِىۡ﴾ (الاعراف: 143)

''تم ہرگز نہیں دیکھ سکتے مجھے البتہ دیکھو اس پہاڑ کی طرف سو اگر یہ ٹھہرا رہا اپنی جگہ پر تو تم بھی دیکھ سکو گے مجھے۔''

میں کوئی ایسی نص نہیں ہے جو رویت کے خلاف ہو۔ بلکہ یہ جواز کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کیا حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا تھا تو اس کے بارے کوئی قطعی دلیل نہیں ہے نہ ہی کوئی قابل اعتماد نص ہے کیونکہ اس میں سورۃ النجم کی دو آیتوں پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

﴿مَا كَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝﴾ (النجم: 11)

Marfat.com

''نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا (چشمِ مصطفیٰ) نے۔''

﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی O﴾ (النجم :17)

''اور نہ درماندہ ہوئی چشمِ (مصطفیٰ) اور نہ حدِ ادب سے آگے بڑھی۔''

لیکن ان میں آئمہ کا اختلاف ہے۔ ان میں رؤیت اور عدم رؤیت کا احتمال ممکن ہے کیونکہ ان میں یہ صراحت نہیں ہے۔ اس ضمن میں آپ سے کوئی قطعی اور متواتر روایت بھی منقول نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس کی یہ روایت کہ آپ نے اپنے سرِ اقدس کی آنکھوں سے دیکھا تھا یا دل سے دیکھا تھا۔ یہ اعتقاد سے تعلق رکھتی ہے۔ انہوں نے اسے حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب نہیں کیا حتی کہ اس کا اعتبار کیا جائے اور اس اعتقاد پر عمل کیا جائے کہ آپ نے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا تھا۔ اسی طرح کی روایت حضرت شریک نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا تھا۔ حضرت معاذ کی روایت ''رائیت ربی فی احسن صورة'' کی سند اور متن مضطرب ہے۔ حضرت ابوذر کی روایت الفاظ کے اعتبار سے مختلف احتمال رکھتی ہے کہ آپ نے رب تعالیٰ کا دیدار کیا یا نہ کیا۔ کیونکہ آپؐ نے اس کی ذات کو نور فرمایا ہے روایت ہے ''نور انی اراہ'' یعنی وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں کیونکہ نور کو دیکھنے سے آنکھیں چندھا جاتی ہیں۔ دوسری روایت ہے ''نور انی اراہ'' وہ نور ہے میں نے اسے کو دیکھا ہے۔

قاضی نے لکھا ہے ''اس رؤیت کا وقوع ہمارے لیے نہیں ہوا۔ نہ ہی میں نے اسے اصول میں سے کسی اصل میں دیکھا ہے۔ یہ محال ہے کہ رب تعالیٰ کی ذاتِ والا نور ہو۔ نور جسم ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ کی ذاتِ اقدس اس سے بلند و بالا ہے۔ اسی لیے اس کا نام مبارک ''نور'' ہے یعنی نور والا یا نور کا خالق۔ ایک اور روایت میں ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کی: ''کیا آپؐ نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے نور دیکھا ہے۔'' ان میں سے کسی ایک روایت سے استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ یہ وضاحت کر رہی ہیں کہ آپؐ نے اسے نہیں دیکھا۔ اگر یہ صحیح ہو ''میں نے نور دیکھا ہے'' تو اس کا مطلب ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بتایا کہ آپؐ نے رب تعالیٰ کو نہیں دیکھا

Marfat.com

بلکہ نور کو دیکھا ہے۔ جس نے آپ ﷺ کو دیدارِ الٰہی سے روک دیا۔ یہ فرمان اس فرمان کی طرف راجع ہے۔ ''نورانی اراہ'' میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ اس کا حجاب نور ہے جو آنکھوں کو چندھا دیتا ہے۔ یہ حدیث مبارک معنی میں اس روایت کے مشابہ ہے ''حجابہ نور'' (مسلم) الاکمال میں ہے ''ہمارے بعض مشائخ نے اس میں توقف کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے'' یہ کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔ لیکن یہ جائز ہے۔ رؤیت باری تعالیٰ دنیا میں جائز ہے۔

پہلے مؤقف کے دلائل:

امام بخاری، امام مسلم، عبدالرزاق عبد بن حمید، ترمذی اور ابن جریر وغیرہ ہم نے حضرت مسروق سے روایت کیا ہے۔ عبدالرزاق نے اضافہ کیا ہے ''حضرت ابن عباس حضرت کعب سے ملے۔ میدانِ عرفات کا مقام تھا۔ انہوں نے ان سے ایک سوال کیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: ''ہم بنو ہاشم یہی گمان کرتے ہیں (کہ آپ ﷺ نے رب تعالیٰ کا دیدار کیا ہے) دوسری روایت میں ہے ''حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کو دوبارہ دیکھا۔'' حضرت کعب نے تکبیر کہی جس کی گونج پہاڑوں سے ابھری۔ پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار اور اپنا کلام حضور انور ﷺ اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے مابین تقسیم کیا ہے۔ (حضور ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کو دوبار دیکھا۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے دوبار اس سے گفتگو کا شرف حاصل کیا۔ پھر انہوں نے اتفاق کر کیا۔

حضرت مسروق حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے عرض کی: ''امی جان! کیا حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا تھا؟'' انہوں نے فرمایا: ''جو کچھ تم سے کہا ہے اس سے میرے رونگھٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ جو شخص تم سے تین اُمور بیان کرے اس نے جھوٹ بولا ہے یا اس نے رب تعالیٰ پر بہتان باندھا ہے جو تم سے بیان کرے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔ انہوں نے جھوٹ بولا ہے یا رب تعالیٰ پر بہت بہتان لگایا ہے۔'' پھر انہوں نے یہ آیت طیبہ تلاوت کی:

﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَ هُوَ اللَّطِيفُ

Marfat.com

الْخَبِيْرُ O﴾ (الانعام:103)

''نہیں گھیر سکتیں اسے نظریں اور وہ گھیرے ہوئے ہے سب نظروں کو اور وہ بڑا باریک بین اور پوری طرح باخبر ہے۔''

﴿ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ﴾ (الشوریٰ :51)

''اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ کلام کرے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ۔''

اگر کوئی یہ کہے کہ آپ جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا؟ تو اس نے بھی جھوٹ بولا ہے۔ یا رب تعالیٰ پر بڑا بہتان باندھا ہے۔'' پھر انہوں نے آیت کریمہ تلاوت کی:

﴿ وَ مَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ (لقمان :34)

''اور کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائے گا۔''

جو تم سے یہ کہے کہ آپ نے کچھ چھپایا ہے اس نے بھی بہتان باندھا ہے۔ یا جھوٹ بولا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ (المائدة :67)

''اے رسول پہنچا دیجئے جو اتارا گیا ہے آپ کی طرف آپ کے پروردگار کی جانب سے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو نہیں پہنچایا آپ نے اللہ کا پیغام۔''

بلکہ آپؐ نے حضرت جبرائیل کو ان کی اصلی شکل میں دو بار دیکھا۔ امام احمد اور امام مسلم نے یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت مسروق نے عرض کی:

''میں ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔ میں سیدھا ہو گیا۔ میں نے عرض کی: کیا یہ رب تعالیٰ کا فرمان نہیں ہے؟''

Marfat.com

﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى۝﴾ (النجم :13)

''اور انہوں نے تو اسے دوبارہ بھی دیکھا۔''

صحابہ کرام نے آپؐ نے اس کے متعلق پوچھا۔ میں نے عرض کی: ''کیا آپ نے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا ہے؟'' آپؐ نے فرمایا: ''نہیں! میں نے حضرت جرائیل کو اترتے وقت دیکھا تھا۔''

امام احمد نے حضرت ہمام سے، حضرت امام مسلم نے حضرت معاذ بن ہشام سے اور یزید بن ابراہیم نے ان سب سے حضرت قتادہ سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن شقیقؒ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے حضرت ابوذرؓ سے عرض کیا: ''اگر میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کر لیتا تو آپؐ سے ایک سوال پوچھتا۔'' انہوں نے فرمایا: ''کون سا؟'' میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! کیا آپؐ نے اپنے رب تعالیٰ کی زیارت کی ہے؟'' انہوں نے فرمایا: میں نے آپ سے التجا کی تھی۔ میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! کیا آپؐ نے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا تھا؟'' آپؐ نے فرمایا: ''وہ نور ہے وہ کیسے دیکھا جا سکتا ہے۔'' ''ریا'' ''وہ نور ہے میں نے اس کی زیارت کی ہے) دوسری حدیث میں ہے ''میں نے نور دیکھا ہے۔''

تنبیہات:

1 ایک جماعت نے لکھا ہے کہ حضرت ام المومنینؓ نے کسی مرفوع روایت کی نفی نہیں کی۔ اگر ان کے پاس مرفوع روایت ہوتی تو وہ اس کا تذکرہ کرتیں۔ انہوں نے آیت طیبہ کے ظاہر سے استدلال کیا تھا۔ جو کچھ اس نظر کے حامل لوگوں نے کہا ہے کی وجہ سے یہ ہے کہ وہ حضرت ام المومنین کے فرمان سے صحیح آگاہ نہ تھے کہ انہوں نے اس کے بارے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا۔ عرض کی: ''یا رسول اللہ! کیا آپؐ نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے؟'' آپؐ نے فرمایا: ''میں نے حضرت جرائیل کو نیچے اترتے دیکھا ہے۔''

Marfat.com

2 جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کی عقل کی مطابق ان سے گفتگو کی تھی جس نے ان کے موقف میں لغزش کا ارادہ کیا ہے۔ وہ خطا کار ہے۔ وہ بے ادب ہے۔

3 ابن جوزہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے معراج سے قبل حضور اکرم ﷺ سے یہ سوال کیا تھا۔ جس میں آپ نے جواب ارشاد فرمایا تھا۔ جو فرمایا تھا۔ اگر وہ معراج کے بعد سوال کرتے تو آپ انہیں اثبات میں جواب ارشاد فرماتے۔ یہ موقف کمزور ہے حضرت ام المومنینؓ نے آپ سے معراج کے بعد سوال کیا تھا۔ ان کے لیے بھی رؤیت ثابت نہ ہو سکی۔

4 ام المومنینؓ نے اس آیت طیبہ سے استدلال کیا ہے جس میں حضرت ابن عباسؓ نے ان کی مخالفت کی ہے۔ امام ترمذی نے حسن روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔'' حضرت عکرمہ نے عرض کیا: ''کیا رب تعالیٰ کا ارشاد نہیں:

﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ﴾(الانعام:104)
''نہیں گھیر سکتیں اسے نظریں۔''

انہوں نے کہا: ''تم پر تعجب ہے۔ وہ اس کا نور ہے۔ جس وقت وہ اس نور کے ساتھ تجلی فرمائے جو اس کا نور ہے آپ نے دوبارا اپنے رب کا دیدار کیا تھا۔'' لب لباب یہ ہے کہ آیت طیبہ میں مراد رؤیت کے وقت اس کا احاطہ کرنا ہے۔ اصل رؤیت کی نفی نہیں ہے۔ امام نووی نے لکھا ہے کہ الادراک سے مراد احاطہ ہے۔ رب تعالیٰ کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ جب احاطہ کی نفی کے بارے نص وارد ہوگئی تو اس احاطہ کے بغیر رؤیت کی نفی لازم نہیں آتی۔ جو رب تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کرے:

﴿ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا ﴾(الشوریٰ:51)
''اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ کلام کرے اس کے ساتھ اللہ (براہِ راست) مگر وحی کے طور پر۔''

Marfat.com

اس کے کئی جوابات دیے گئے ہیں:

1۔ رؤیت کے وقت کلام ہونا ضروری نہیں۔ رؤیت کلام کے بغیر جائز ہوگی۔

2۔ یہ عام ہے جو سابقہ دلائل سے مخصوص ہے۔

3۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس جگہ مراد واسطہ کے بغیر کلام کرنا ہے۔ اگرچہ اس قول کا احتمال ہے لیکن جمہور کا مؤقف یہ ہے کہ اس جگہ وحی سے مراد الہام اور خواب میں زیارت کرنا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کو وحی کہا جاتا ہے۔

﴿اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ﴾ (الشوریٰ:51)

''یا پس پردہ۔''

اس کے بارے امام واحدی نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ رب تعالیٰ کے ساتھ آواز بلند کیے بغیر کلام کرے۔ وہ اس طرح رب تعالیٰ کا کلام سنیں کہ اس کی ذات کی زیارت نہ کریں۔ اس سے مراد نہیں کہ وہاں حجاب ہو جو ایک جگہ کو دوسری جگہ سے جدا کر رہا ہو۔ جو محجوب کی حد بندی پر دلالت کر رہا ہو۔ یہ اسی طرح ہے کہ جیسے پس پردہ سنا جائے اور متکلم نظر نہ آئے۔

5۔ حضرت کعبؓ کا یہ فرمان کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے دو بار کلام کیا تھا۔ اس میں اعتراض کی گنجائش ہے۔ حق یہ ہے کہ انہوں نے کئی بار یہ شرف حاصل کیا تھا۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝﴾ (طٰہٰ:17)

''اور (ندا آئی) یہ آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ!''

﴿وَ مَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝﴾ (طٰہٰ:83)

''اور کس وجہ سے تم جلدی آ گئے اپنی قوم سے اے موسیٰ!''

﴿ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ ﴾ (طٰہٰ:85)

''ہم نے تو آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے تمہاری قوم کو تمہارے (چلے جانے کے) بعد۔''

Marfat.com

﴿فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ﴾(الاعراف :145)

''پھر(فرمایا) پکڑلواسے مضبوطی سے۔''

﴿اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ﴾(طٰهٰ :43)

''آپ دونوں جائیں فرعون کے پاس۔''

﴿وَ اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ وَ لِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْO اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ﴾(طٰهٰ :39)

''میں نے پرتو ڈالا تجھ پر محبت کا اپنی جناب سے (تا کہ وہ جو دیکھے فریفتہ ہوجائے) اور (اس تدبیر کا منشاء یہ تھا) کہ آپ کی پرورش کی جائے میری چشم (کرم) کے سامنے۔یاد کرو جب چلتے چلتے آئی آپ کی بہن۔''

دوسرے مؤقف کے دلائل:

1۔ ابن کثیر اور ابن حجر وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس سے مطلق اور مقید روایات منقول ہیں۔ان میں سے مطلق کو مقید پر محمول کرنا ضروری ہے۔مقید وہ ہے جسے امام مسلم نے حضرت ابوالعالیۃ سے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے نقل کی ہے:

﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ﴾(النجم :11)

''نہ جھٹلایا دل نے۔''

﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى O﴾(النجم :13)

''اورانہوں نے تو اسے دوبارہ بھی دیکھا۔''

اس روایت میں ہے کہ آپ نے اپنے قلب انور سے دوبار رب تعالیٰ کی زیارت کی ہے۔حضرت عطاء کی سند سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے دل انور سے رب تعالیٰ کی زیارت کی ہے۔ابن مردویہ نے اس آیت طیبہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے دل سے دیکھا تھا چشمان مقدس سے نہیں دیکھا تھا۔امام نسائی اور ابن خزیمہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ابن جریر نے آپ کے بعض صحابہ کرامؓ سے روایت کی ہے

Marfat.com

انہوں نے فرمایا: ''ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ! کیا آپ نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے اسے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا بلکہ دل سے دوبار اس کی زیارت کی ہے۔'' پھر انہوں نے یہ آیت طیبہ تلاوت کی:

﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰیO﴾(النجم :8)

''پھر وہ قریب ہوا اور قریب ہوا۔''

2۔ الحافظ نے لکھا ہے کہ رؤیت الفواد سے مراد دل انور سے دیکھنا ہے۔ اس سے صرف حصول علم مراد نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ہمیشہ سے رب تعالیٰ کے بارے جانتے تھے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے لیے یہ ثابت ہوا کہ آپ نے اپنے قلب انور سے اسے دیکھا ہے۔ جو رؤیت آپ کو حاصل ہوئی اسے آپ کے قلب انور میں اس طرح تخلیق کیا گیا جس طرح کسی اور کے لیے آنکھ میں رؤیت تخلیق کی گئی۔ صاحب السراج نے لکھا ہے ''اولیا کرام کا معاملہ آپ کے برعکس ہے۔ جب وہ رؤیت یا مشاہدہ کا تذکرہ کرتے ہیں تو وہ اس سے معرفت مراد لیتے ہیں۔ یہ اہم امور میں سے ہے اسے یاد کرلو۔ بہت سے لوگ اس میں لغزش کھا جاتے ہیں۔''

رؤیت کے لیے از روئے عقل کوئی مخصوص چیز ہونا شرط نہیں ہے۔ اگرچہ آنکھ کی تخلیق میں عادت یہی ہے۔ امام واحدی نے لکھا ہے ''آپ نے اپنے قلب انور سے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا تھا۔ اس صورت میں رب تعالیٰ نے آپ کی چشم مقدس کو دل میں بنا دیا یا دل مبارک کے لیے بھی ایک آنکھ بنادی تھی حتیٰ کہ آپ نے اپنے رب تعالیٰ کا صحیح دیدار کرلیا۔''

3۔ حضرت ابن عباس سے یہ مقید روایات ہیں۔ ان سے حضرت ام المؤمنین کی نفی اور حضرت ابن عباس کے اثبات کو جمع کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح کہ ان کی نفی کو آنکھ سے دیکھنے پر اور ان کے اثبات کو دل سے دیکھنے پر محمول کیا جائے۔

نوٹ: مندرجہ بالا کچھ اقتباسات روسبل الھدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد تصنیف حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامیؒ (جلد سوم۔ چہارم) سے لیے گئے ہیں۔

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک ہم نے تمہارے اصل آدم کو مٹی سے پیدا کیا۔''
مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طین آدم﴾

''یاد کرو اس وقت کو جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا بے شک میں ایک بشر کیچڑ سے بنانے والا ہوں اس سے مراد آدم علیہ السلام ہیں۔''

اس مقام پر بشر سے مراد ایسا انسان جو ظاہر چمڑے والا ہوگا۔ اس پر بھیڑوں کی طرح اون نہیں ہوگی بکریوں کی طرح بال نہیں ہوں گے، اونٹوں کی ملسی (اون) کی طرح بھی اون نہیں ہوگی پرندوں کی طرح پر نہیں ہوں گے اور پھلوں کی طرح اس پر کوئی چھلکا نہیں ہوگا۔

''بے شک ہم نے انسانوں کو چپکتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔''

﴿ان خلقنا ھم ای اصلیھم آدم﴾ (جلالین)

''یہاں بھی مراد انسانوں سے ان کے اصل آدم علیہ السلام ہی ہیں۔''

﴿و لقد خلقنا الانسان آدم من صلصال طین یابس تسمع لہ صلصلۃ ای صوت ذانقر من حماطین اسود مسنون متغیر﴾

''بے شک ہم نے انسان یعنی آدم کو سیاہ خشک متغیر کیچڑ سے پیدا کیا صلصال اس کیچڑ کو کہتے ہیں جو خشک ہو جائے کھٹکانے پر اس سے آواز آئے، سیاہ کیچڑ کو ''حما'' کہتے ہیں۔ جس کی بو میں تغیر آجائے اس کو ''مسنون'' کہتے ہیں۔''

Marfat.com

﴿خلق الانسان آدم من صلصال طين یا بس یسمع له صلصلة ای صوت اذانقر کالفخار و هو ما طبخ من الطین﴾

''انسان یعنی آدم کو خشک بجنے والی ٹھیکری کی طرح کے کیچڑ سے پیدا کیا۔''

ان آیات سے آدم علیہ السلام کی پیدائش کے مختلف مراحل کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ کے جسم اطہر کے لیے خشک مٹی کو لایا گیا پھر اسے گوندھ کر کیچڑ بنایا گیا پھر چپکنے والی مٹی بنایا گیا پھر اسے اسی طرح رہنے دیا گیا یہاں تک کہ وہ خشک ہوگئی اور بجنے لگی اور اس کی بو میں بھی تغیر آ گیا پھر اور زیادہ رکھنے پر ٹھیکری کی طرح ہوگئی۔

آدم علیہ السلام کے جسم اطہر کی تخلیق کے لیے مٹی لانے کے لیے حضرت جبرائیل کو زمین پر بھیجا گیا آپ جب تشریف لائے تو زمین سے مٹی لینے کا ارادہ کیا تو زمین نے بڑی عاجزی وانکساری اور گریہ وزاری سے عرض کیا کہ میری مٹی سے بننے والے شخصوں نے اگر خون ریزیاں کیں یا وہ جرائم کی وجہ سے جہنم میں گئے تو مجھے تکلیف ہوگی۔

حضرت جبرائیل زمین کی عاجزی کو دیکھ کر واپس چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور تمام ماجرا بیان کر دیا اسی طرح اسرافیل بھی آ کر واپس چلے گئے اور میکائیل بھی آ کر واپس چلے گئے۔ ان تمام کے بعد عزرائیل آئے ان کی خدمت میں بھی زمین نے وہی عاجزانہ گفتگو کی لیکن آپ نے کہا کہ میں تیری بات تسلیم کروں یا اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کروں؟ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس لیے میں نے تو مٹی ضرور ہی لے کر جانا ہے، آپ نے زمین کی انکساری کی طرف کوئی توجہ نہیں دی بلکہ ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق زمین سے مٹی لے کر رب تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے روح قبض کرنا بھی ان کے سپرد کیا کہ ایسا نہ ہو کہ جبرائیل، میکائیل، اسرافیل میں سے کسی کے ذمہ لگایا تو روح قبض کرنے کے لیے جائیں تو اس کے اقربا کو روتے ہوئے پا کر اسی طرح چھوڑ کر نہ آ جائیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری سے مرفوع حدیث مروی ہے:

Marfat.com

﴿ان الله خلق آدم من قبضة قبضها من جميع الارض فجاء بنو آدم علی قدر الارض منهم الا حمر والابیض والاسود و بین ذالک واسھل والحزن والخبیث والطیب﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تمام زمین سے ایک مٹھی بھر مٹی لے آؤ اس مٹی میں ہر قسم کے ذرات شامل کیے گئے سرخ رنگ، سفید رنگ، سیاہ رنگ اور ان کے درمیان رنگ والی مٹی لی گئی۔ اسی طرح کچھ مٹی نرم زمین سے لی گئی اور کچھ سخت سے ایسے ہی طیب وخبیث مٹی کو شامل کیا گیا۔ جتنے قسم کے رنگوں والی مٹی آپ کے جسم میں لگائی گئی آپ کی اولاد میں اتنے ہی رنگ پائے جاتے ہیں اسی طرح کوئی نرم دل اور کوئی سخت دل کوئی نیک اور کوئی برے۔''

بعض حضرات نے بیان کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی میں ساٹھ قسم کے رنگ شامل تھے وہ تمام آپ کی اولاد میں پائے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق پہلے فرشتوں سے مشورہ کیا:

﴿وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً﴾(البقرہ :30)

''اور یاد کیجئے! جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا بے شک میں بنانے والا ہوں زمین میں (اپنا) نائب۔''

جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے خلیفہ بنانے کا مشورہ طلب کیا تو فرشتوں نے تعجب کرتے ہوئے رب تعالیٰ سے سوال کیا:

﴿ اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ﴾(البقرہ :30)

''کیا ایسے کو (نائب) کرے گا، جو اس میں فساد پھیلانے اور خون

Marfat.com

ریزیاں کرے؟ اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔''

﴿خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ﴾(الانبیاء :37)

''انسان جلد باز پیدا کیا گیا۔''

پھر روح تمام جسم میں پھیل گئی تو آپ کو حکم ہوا کہ فرشتوں کو سلام کرو! آپ نے کہا: السلام علیکم فرشتوں نے جواب دیا وعلیکم السلام، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ ہی آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے سلام کا طریقہ ہوگا۔ آپ نے فرض کیا، میری اولاد کون سی ہوگی؟ آپ کی تمام اولاد کو آپ کے سامنے کر دیا گیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پھر ان کی پیٹھ پر اپنا دست قدرت پھیرا اور آپ کی اولاد کو نکال ظاہر کیا پھر فرمایا میں نے ان کو جنت کے لیے پیدا کیا اور یہ جنت والوں کا عمل کریں گے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت آپ کی پیٹھ پر پھیرا اور آپ کی باقی اولاد کو ظاہر فرمایا اور رب نے کہا کہ ان لوگوں کو میں نے جہنم کے لیے پیدا کیا ہے یہ جہنمیوں والے عمل کریں گے۔''

آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دے رکھا تھا کہ تم نے میرے خلیفہ کے سامنے سجدہ کرنا ہے۔ آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد فرشتوں پر تمام چیزوں کو پیش کر کے ان کے نام پوچھے، جب فرشتوں نے اپنی عاجزی کا اظہار کر دیا تو پھر آدم علیہ السلام سے پوچھا آپ نے تمام چیزوں کے نام بتا دیئے تو پھر حکم دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۝﴾(البقرہ :34)

''اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو کہا آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا سوائے شیطان کے اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں سے ہو گیا۔''

Marfat.com

پروردگار عالم جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَ اَشْھَدَھُمْ عَلٰۤی اَنْفُسِھِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی شَھِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّا کُنَّا عَنْ ھٰذَا غٰفِلِیْنَ O﴾

''اور جب آپ کے رب نے آدمؑ کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ہم سب گواہ ہیں تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے۔''

پروردگار عالم جل جلالہٗ نے آدم علیہ السلام کی ذریت کو ان کی پشت سے روز ازل میں باہر نکالا اور انہوں نے اپنے نفوس پر گواہی دے دی کہ اللہ ہمارا رب ہے حضرت ضحاکؒ نے فرمایا کہ روز ازل میں جب اللہ نے صلب آدم علیہ السلام کو چھوا تو اس وہ روحیں نکل پڑیں جو قیامت تک نسل آدمؑ سے ہونے والی ہیں پھر ان سے وعدہ لیا گیا کہ عبادت صرف اللہ کی کریں گے اور کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔ جب تک یہ اہل میثاق پیدا ہوتے جائیں گے قیامت نہ آئے گی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب پروردگار عالم جل جلالہٗ نے آدم علیہ السلام سے ذریات نکالی تو اس طرح نکلی جیسے کنگھی کرنے سے بال کنگھی کے اندر ہو جاتے ہیں اس میثاق میں فرشتے بھی گواہ تھے۔

﴿وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا ثُمَّ عَرَضَھُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ .مبِاَسْمَآءِ ھٰۤؤُلَآءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ O﴾(البقرہ 31)

''اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام بتاؤ۔''

حضرت ابن عباس، عکرمہ، قتادہ، مجاہد اور ابن جبیر رضی اللہ عنہم کا ارشاد ہے:

﴿علمہ اسماء جمیع الاشیاء حتی القصعۃ و القصیعۃ﴾

Marfat.com

''اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام چیزوں کے ناموں کا علم عطا کیا یہاں تک کہ بڑے اور چھوٹے پیالے کے نام بھی بتائے۔''

﴿قَالُوا سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ○﴾ (البقرہ)

''فرشتوں نے کہا کہ آپ کی ذات پاک ہے ہمیں معلوم نہیں مگر اس قدر جتنا آپ نے ہمیں سکھایا ہے۔ بلاشبہ آپ بڑے علم والے اور حکمت والے ہیں۔''

پھر اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا کہ تم ان کے نام بتاؤ، چنانچہ انہوں نے تمام چیزوں کے نام و خواص بتانا شروع کر دیے۔ اس سے محض حضرت آدم علیہ السلام کی تعلیمی قابلیت کا اظہار تھا، ورنہ ظاہر ہے کہ فرشتوں میں سب باتوں کے سمجھے کی قابلیت ہی کہاں تھی۔ جن میں استعداد خیر و شر نہ ہو اور جو انسانی طبیعت کے خوگر نہ ہوں۔ خواہ وہ جنات ہوں یا فرشتے۔ نہ وہ نیابت و خلافت کے اہل ہو سکتے ہیں۔ فرشتوں میں تو شر کی صلاحیت ہی نہیں البتہ جنات میں خیر کی صلاحیت تو ہے۔ مگر ان میں شر کا اس قدر غلبہ ہے کہ ان میں خیر کی صلاحیت بہت کمزور اور ضعیف ہے۔ لہٰذا انسان ہی اس کا اہل تھا اور اسی کو ہر چیز کا علم دیا گیا۔ نیز اس واقعہ سے عالم کی عابد پر فضیلت بھی ظاہر ہوگئی جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

﴿فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنا کم﴾

''ایک عالم کو عابد پر ایسی فضیلت اور بزرگی حاصل ہے جیسے میری بزرگی ایک معمولی درجہ کے مسلمان پر۔'' (کشف الرحمن)

بہر حال جب حضرت آدم علیہ السلام نے تمام نام بتا دیے تو اللہ تعالیٰ نے حجت قائم کرتے فرمایا:

﴿قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّکُمۡ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ غَیۡبَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ

Marfat.com

اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَO﴾(البقرہ)

''تم کو نہیں کہا تھا کہ بلاشبہ میں آسمانوں اور زمین کی تمام پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہوں، اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ رکھتے ہو سب مجھے معلوم ہے۔''

حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق قرآنی آیات:

اللہ تعالیٰ نے کلام اللہ شریف میں ارشاد فرمایا کہ:

''ہم بیان کرتے ہیں آپ سے ایک بہترین قصہ اس قرآن کے ذریعے جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا ہے۔ اگرچہ لوگ اس سے پہلے غافلوں میں سے تھے۔''

(سورۃ یوسف 3)

''(اے حبیب!) ہم بیان کرتے ہیں آپ سے ان کی خبر ٹھیک ٹھیک۔''

(الکھف:13)

''آپ سنائیں (انہیں) یہ قصہ شاید وہ غور وفکر کرنے لگیں۔''

(الاعراف:176)

''اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے دی تھی ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلے میں۔ ہم بلند کرتے ہیں درجے جس کے چاہتے ہیں۔ بیشک آپ کا رب بڑا دانا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور ہم نے عطا فرمائے انہیں اسحاق اور یعقوب۔ ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی۔ اور نوح کو ہدایت دی تھی ان سے پہلے اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو (راہِ راست دکھائی) اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو اور (ہم نے ہدایت دی) زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو (یہ) سب صالحین میں سے تھے۔ اور (ہدایت دی) اسماعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو۔ اور ان سب کو ہم نے فضیلت دی سارے جہان والوں پر۔

(الانعام 83-86)

''اور یہ سب جو ہم بیان کرتے ہیں آپ سے پیغمبروں کی سرگزشتیں یہ اس لیے ہیں

Marfat.com

کہ پختہ کردیں اس سے آپ کے قلب (مبارک) کو، اور آیا ہے آپ کے پاس اس سورۃ میں حق اور یہ نصیحت اور یاددہانی ہے اہل ایمان کے لیے۔"

(ھود:120)

"یہ سب رسول ہیں ہم نے فضلیت دی ہے (ان میں سے) بعض کو بعض پر ان میں سے کسی سے کلام فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور بلند کیے ان میں سے بعض کے درجے اور دیں ہم نے عیسیٰ فرزند مریم کو کھلی نشانیاں اور مدد فرمائی ہم نے ان کی روح القدس سے اور گر چاہتا اللہ تو نہ لڑتے (جھگڑتے) وہ لوگ جو دیں ان (رسولوں) کے پیچھے آئے بعد اس کے کہ آ سکیں ان کے پاس کھلی نشانیاں۔ لیکن انہوں نے اختلاف کیا۔ ان میں سے کوئی ایمان پر (ثابت) رہا اور ان میں سے کوئی کافر ہو گیا۔ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو نہ لڑتے (جھگڑتے) لیکن اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔"

(البقرہ 253)

"اور ہم نے بھیجے تھے پیغمبر آپ سے پہلے بھی ان میں سے بعض کا ذکر ہم نے آپ سے کر دیا اور ان میں سے بعض کا ذکر (قرآن کریم میں) آپ سے نہیں کیا۔"

(غافر:78)

"بلاشبہ پہلی قوموں (کے عروج وزوال) کی داستانوں میں (درس) عبرت ہے سمجھ داروں کے لیے۔ نہیں ہے یہ قرآن ایسی بات جو (یونہی) گھڑ لی گئی ہو بلکہ یہ تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں اور یہ (قرآن) ہر چیز کی تفصیل ہے اور سراپاء ہدایت ورحمت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔"

(یوسف:111)

آدم علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق آیات قرآنیہ

"اور یاد کرو جب فرمایا تمہارے رب نے فرشتوں سے کہ میں مقرر کرنے والا ہوں زمین میں ایک نائب۔ کہنے لگے کیا تو مقرر کرتا ہے زمین میں جو فساد برپا کرے گا اس میں اور خون ریزیاں کرے گا حالانکہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں تیری حمد کے ساتھ اور پاکی

Marfat.com

بیان کرتے ہیں تیرے لیے۔ فرمایا بیشک میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور اللہ نے سکھا دیئے آدم کو تمام اشیاء کے نام۔ پھر پیش کیا انہیں فرشتوں کے سامنے اور فرمایا بتاؤ تو مجھے نام ان چیزوں کے۔ اگر تم (اپنے اس خیال میں) سچے ہو۔

عرض کرنے لگے ہر عیب سے پاک تو ہی ہے کچھ علم نہیں ہمیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھا دیا۔ بیشک تو ہی علم وحکمت والا ہے۔ فرمایا: اے آدم! بتا دو انہیں ان چیزوں کے نام۔ پھر جب آدم نے بتا دیئے فرشتوں کو ان کے نام تو اللہ نے فرمایا کہ نہیں کہا تھا میں نے تم سے کہ میں خوب جانتا ہوں سب چھپی ہوئی چیزیں آسمانوں اور زمین کی۔ اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے تھے۔

اور جب ہم نے، حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا۔ اور (داخل) ہو گیا وہ کفار (کے ٹولہ) میں، اور ہم نے فرمایا اے آدم رہو تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں اور دونوں کھاؤ اس سے جتنا چاہو جہاں سے چاہو اور مت نزدیک جانا اس درخت کے ورنہ ہو جاؤ گے اپنا حق تلف کرنے والوں سے۔ پھر پھسلا دیا انہیں شیطان نے اس درخت کے باعث اور نکلوا دیا ان دونوں کو وہاں سے جہاں وہ تھے۔ اور ہم نے فرمایا: اتر جاؤ ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اور (اب) تمہارا زمین میں ٹھکانا ہے اور فائدہ اٹھانا ہے وقت مقرر تک۔

پھر سیکھ لیے آدم نے اپنے رب سے چند کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی بیشک وہ ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا۔ ہم نے حکم دیا اتر جاؤ اس جنت سے سب کے سب پھر آئے تمہارے پاس میری طرف سے (پیغام) ہدایت تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی انہیں نہ تو کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو (تو) وہ دوزخی ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

(البقرہ:30-39)

''بے شک مثال عیسیٰ (علیہ السلام) کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی مانند ہے بنایا اسے مٹی سے پھر فرمایا اسے ہو جا تو وہ ہو گیا۔'' (آل عمران:59)

Marfat.com

''اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک جان سے اور پیدا فرمایا اسی سے جوڑا اس کا۔ اور پھیلا دیئے ان دونوں سے مرد کثیر تعداد میں اور عورتیں (کثیر تعداد میں) اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے۔ وہ اللہ مانگتے ہو تم ایک دوسرے سے (اپنے حقوق) جس کے واسطے سے اور ڈرو رحموں (کے قطع کرنے سے) بے شک اللہ تعالیٰ تم پر ہر وقت نگران ہے۔'' (النساء:1)

''اے لوگو! ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنا دیا ہے تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو تم میں سے زیادہ معزز علیم اللہ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے بے شک اللہ تعالیٰ علیم (اور) خبیر ہے''۔

(الحجرات:13)

''وہ (خدا ہے) جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک نفس سے اور بنایا اس سے اس کا جوڑا تا کہ اطمینان حاصل کرے اس (جوڑے) سے۔''

(الاعراف:189)

اور بے شک ہم نے پیدا کیا تمہیں پھر (خاص) شکل وصورت بنائی تمہاری پھر حکم دیا ہم نے فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو۔ تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے نہ تھا وہ سجدہ کرنے والوں میں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کس چیز نے روکا تجھے اس سے کہ تو سجدہ کرے۔ جب میں نے حکم دیا تجھے۔ ابلیس نے کہا (کیونکہ) میں بہتر ہوں اس سے تو نے پیدا کیا مجھے آگ سے اور تو نے پیدا کیا اسے کیچڑ سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اتر جا یہاں سے مناسب نہیں ہے تیرے لیے کہ تو غرور کرے یہاں رہتے ہوئے۔ بس نکل جا بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے۔ بولا: مہلت دے مجھے اس دن تک جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ اللہ نے فرمایا کہ بے شک تو مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے۔

کہنے لگا: اس وجہ سے کہ تو نے مجھے (اپنی رحمت سے) مایوس کر دیا میں ضرور تاک میں بیٹھوں گا ان (کو گمراہ کرنے) کے تیرے سیدھے راستے پر۔ پھر میں ضرور آؤں گا ان کے پاس (بہکانے کے لیے) ان کے آگے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے، اور تو نہ پائے گا ان میں سے اکثر کو شکر گزار۔ فرمایا نکل جا یہاں سے اور

Marfat.com

ذلیل (اور) راندہ ہوا۔ جس کسی نے پیروی کی تیری ان سے تو یقیناً میں بھر دوں گا جہنم کو تم سب سے۔ اور اے آدم رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں اور کھاؤ جہاں چاہو اور مت نزدیک جانا اس (خاص) درخت کے ورنہ تم دونوں ہو جاؤ گے اپنا نقصان کرنے والوں سے۔ پھر وسوسہ ڈالا ان کے (دلوں میں) شیطان نے تاکہ بے پردہ کر دے ان کے لیے جو ڈھانپا گیا تھا ان کی شرم گاہوں سے۔ اور (انہیں) کہا کہ نہیں کیا تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے مگر اس لیے کہ کہیں نہ بن جاؤ تم دونوں فرشتے یا کہیں نہ ہو جاؤ ہمیشہ زندہ رہنے والوں سے اور قسم اٹھائی ان کے سامنے کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں پس شیطان نے نیچے گرا دیا ان کو دھوکہ سے پھر جب دونوں نے چکھ لیا درخت سے تو ظاہر ہو گئیں ان پر ان کی شرم گاہیں۔

''اور چپٹانے لگ گئے اپنے (بدن) پر جنت کے پتے اور ندا دی انہیں ان کے رب نے کیا نہیں منع کیا تھا میں نے تمہیں اس درخت سے اور کیا نہ فرمایا تمہیں کہ بلاشبہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ دونوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور اگر نہ بخشش فرمائے تو ہمارے لیے اور نہ رحم فرمائے ہم پر تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں سے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیچے اتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانا ہے۔ اور نفع اٹھانا ہے اور مقررہ وقت تک۔ (نیز) فرمایا اسی زمین میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں تم مرو گے اور اسی سے تم اٹھائے جاؤ گے۔''

(الاعراف 11-25)

''اسی زمین میں سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اس میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور (روز حشر) اسی سے ہم تمہیں نکالیں گے ایک بار پھر۔''

(طٰہٰ:55)

اور بلاشبہ ہم نے پیدا کیا انسان کو کھنکھناتی ہوئی مٹی سے جو پہلے سیاہ بدبودار گارا تھی۔ اور جان کو ہم نے پیدا فرمایا اس سے پہلے ایسی آگ سے جس میں دھواں نہیں۔ اور (اے

Marfat.com

محبوب) یاد فرماؤ جب آپ کے رب نے کہا تھا فرشتوں کو میں پیدا کرنے والا ہوں بشر کو کھنکھناتی مٹی سے جو پہلے سیاہ بدبودار کیچڑ تھی۔ تو جب میں اسے درست فرما دوں اور پھونک دوں اس میں خاص روح اپنی طرف سے تو گر جانا اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے۔ پس سر بسجود ہو گئے فرشتے سارے کے سارے۔ سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کر دیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو۔

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس کیا وجہ ہے کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہیں دیا۔ وہ (گستاخ) کہنے لگا: کہ میں گوارا نہیں کرتا کہ سجدہ کروں اس بشر کو جسے تو نے پیدا کیا ہے۔ بجنے والی مٹی سے جو پہلے سیاہ بدبودار تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا (اے بے ادب) نکل جا یہاں سے تو مردود ہ۔ اور بلاشبہ تجھ پر لعنت ہے روز جزاء تک۔ کہنے لگا اے میرے رب! پھر مہلت دے مجھے اس دن تک جب مردے (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک تو مہلت دیئے گروہ میں سے ہے۔ (جنہیں) وقت مقرر کے دن تک مہلت دی گئی ہے بولا اے رب اس وجہ سے کہ تو نے مجھے بھٹکا دیا۔ میں (برے کاموں کو) ضرور خوش نما بنا دوں گا ان کے لیے زمین میں اور میں ضرور گمراہ کروں گا ان کو سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں ان میں سے چن لیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ سیدھا راستہ ہے جو میری طرف آتا ہے۔ بیشک میرے بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چلتا۔ مگر وہ جو تیری پیروی کرتے ہیں گمراہوں میں سے اور بیشک جہنم وعدہ کی جگہ ہے ان سب کے لیے۔ اس کے سات دروازے ہیں۔ ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک حصہ مخصوص ہے۔''

(الحجر:26-44)

''اور یاد کرو جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے کہا کیا میں سجدہ کروں اس (آدم) کو جس کو تو نے کیچڑ سے پیدا کیا۔ اس نے کہا مجھے مہلت دے روز قیامت تک تو جڑ سے اکھیڑ پھینکوں گا اس کی اولاد کو سوائے چند افراد کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا چلا جا۔ (جو مرضی ہو کر) سو جو تیری پیروی کرے گا ان سے تو بیشک جہنم ہی تو سب کی پوری پوری سزا ہے۔ اور گمراہ کرنے کی کوشش کر جن کو تو

Marfat.com

گمراہ کرسکتا ہے ان میں سے اپنی آواز (کی ملمع کاری) سے اور دھاوا بول دے ان پر اپنے گھڑ سواروں اور پیادہ دستوں کے ساتھ اور شریک ہو جا ان کے مالوں میں اور اولاد میں اور ان سے (جھوٹے) وعدے کرتا رہ اور وعدہ نہیں کرتا ان سے شیطان مگر مکرو فریب کا۔ جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا غلبہ نہیں ہو سکتا اور (اے محبوب) کافی ہے تیرا رب اپنے بندوں کی کارسازی کے لیے۔"

(بنی اسرائیل:61-65)

"اور یاد کرو جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو پس سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ قوم جن سے تھا سو اس نے نافرمانی کی اپنے رب کے حکم کی۔ (اے اولاد آدم!) کیا تم بناتے ہو اسے اور اس کی ذریت کو اپنا دوست۔ مجھے چھوڑ کر حالانکہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں۔ ظالموں کے لیے بہت برا بدلہ ہے۔"

(الکہف:50)

اور ہم نے حکم دیا تھا آدم کو اس سے پہلے (کہ وہ اس درخت کے قریب نہ جائے) سو وہ بھول گیا اور نہ پایا ہم نے (اس لغزش میں) اس کا کوئی قصد اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا (سوائے ابلیس کے) اس نے (حکم لانے سے) انکار کر دیا اور ہم نے فرمایا اے آدم بیشک یہ تیرا بھی دشمن ہے۔ اور تیری زوجہ کا بھی۔ سو (ایسا نہ ہو) کہ وہ نکال دے تمہیں جنت سے۔ اور تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔ بیشک تمہارے لیے یہ ہے کہ تمہیں نہ بھوک لگے گی یہاں اور نہ تم ننگے ہو گے اور تمہیں نہ پیاس لگے گی یہاں اور نہ دھوپ ستائے گی۔ پس شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اس نے کہا اے آدم! کیا میں آگاہ کروں تمہیں ہیشگی کے درخت پر اور بادشاہی پر جو کبھی زائل نہ ہو سو (اس کے پھسلانے سے) دونوں نے کھا لیا اس درخت سے تو (فوراً) برہنہ ہو گئیں ان پر ان کی شرم گاہیں۔

"وہ چپکانے لگ گئے اپنے (جسم) پر جنت (کے درختوں) کے پتے۔ اور حکم عدولی ہو گئی آدم سے اپنے رب کی۔ سو وہ بامراد نہ ہوا۔ پھر اپنے قرب کے لیے چن لیا انہیں اپنے

Marfat.com

رب نے اور (عفو و رحمت سے) توجہ فرمائی ان پر اور ہدایت بخشی۔ حکم ملا دونوں اتر جاؤ یہاں سے تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے۔ پس اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی تو نہ وہ بھٹکے گا اور نہ بدنصیب ہوگا۔ اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کے لیے زندگی (کا جامہ) تنگ کر دیا جائے گا اور ہم اسے اٹھائیں گے قیامت کے دن اندھا کر کے۔ وہ کہے گا اے میرے رب! کیوں اٹھایا ہے تو نے مجھے نابینا کر کے میں تو (پہلے بالکل) نابینا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اسی طرح آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیتیں سو تو نے انہیں بھلا دیا۔ اسی طرح آج تجھے فراموش کر دیا جائے گا۔"

(طٰہٰ:115-126)

"فرمایئے یہ بڑی اہم اور عظیم خبر ہے تم اس سے منہ موڑے ہوئے ہو۔ مجھے کوئی علم نہ تھا عالم بالا کے بارے میں۔ جب وہ جھگڑ رہے تھے نہیں وحی کی جاتی میری طرف مگر یہ کہ لفظ کھلا ڈرانے والا ہوں (اے حبیب!) یاد فرمایئے جب کہا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ میں پیدا کرنے والا ہوں بشر کو کیچڑ سے۔ بس جب میں اس کو سنوار دوں اور پھونک دوں اس میں اپنی (طرف سے خاص) روح تو تم گر پڑنا اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے۔ پھر سجدہ کیا سب کے سب فرشتوں نے سوائے ابلیس کے اس نے گھمنڈ کیا اور ہو گیا کافروں میں سے۔"

ارشاد ہوا اے ابلیس! کس چیز نے باز رکھا تمہیں اس کو سجدہ کرنے سے جسے میں نے پیدا کیا اپنے دونوں ہاتھوں سے کیا تو نے تکبر کیا یا تو آپ کو اس سے عالی مرتبہ خیال کرتا ہے۔ وہ (گستاخ) بولا میں بہتر ہوں اس سے تو نے پیدا کیا ہے مجھے آگ سے اور پیدا کیا ہے اسے کیچڑ سے حکم ملا (اے بے حیاء) نکل جا جنت سے بیشک تو پھٹکارا گیا اور بیشک تجھ پر میری لعنت برسے گی قیامت تک۔ ابلیس بولا (اگر یہی اٹل فیصلہ ہے) تو میرے رب مجھے مہلت دیجئے روز حشر تک جواب ملا بیشک تو مہلت دیئے جانے والوں میں سے ہے۔ (یہ مہلت) مقررہ وقت کے دن تک ہے۔ کہنے لگا تیری عزت کی قسم! میں ضرور

Marfat.com

گمراہ کردوں گا ان سب کو سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں ان میں سے تو نے چن لیا ہے۔ فرمایا: تو میں حق ہوا اور میں سچ ہی کہتا ہوں۔ میں ضرور بھردوں گا جہنم کو تجھ سے اور تیرے سب فرمانبرداروں سے۔ آپ فرمایئے میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کوئی اجر اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں۔ نہیں ہے یہ (قرآن) مگر نصیحت سب جہانوں کے لیے اور (اے کفار!) تم ضرور جان لو گے اس کی خبر کچھ عرصہ بعد۔''

(ص 88:67)

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مخاطب کیا اور فرمایا: (اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً) (بقرہ:۳۰) اس آیت کریمہ میں بتایا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ آدم اور ان کی اولاد کی تخلیق کے بارے انہیں آگاہ کریں جو یکے بعد دیگرے زمین میں اس کے خلیفہ اور نائب ہوں گے۔ سورۃ انعام آیت ۱۶۵ میں ہے (وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ) اسی طرح سورۃ نمل :۶۲ میں ارشاد الٰہی (وَ یَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ) فرشتوں کو اللہ کریم کا آدم اور ان کی اولاد کی تخلیق سے باخبر کرنا اور راہ تعظیم وتکریم تھا جس طرح کہ کسی امر عظیم کی اس کے ہونے سے پہلے خبر دے دی جائے۔ اور فرشتوں کا استفسار بھی کسی اعتراض کی بناء پر نہیں تھا بلکہ وہ چاہتے تھے کہ آدم خاکی کی تخلیق کی وجہ سے اور حکمت سے آگاہی حاصل کریں۔

انہیں نہ تو آدم سے حسد تھا اور نہ وہ ان کی شان کے منکر تھے وہ صرف یہ جاننا چاہتے تھے کہ اس کی تخلیق میں کون سا راز پنہاں ہے۔ لیکن بعض مفسرین کو یہ وہم لاحق ہوا ہے کہ شاید ان کا اعتراض تنقیص شان یا حسد کی بنا پر تھا فرشتوں نے عرض کی (اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ) (بقرہ:۳۰) کہا جاتا ہے کہ آدم علیہ السلام سے قبل جن بھوت کی تخلیق ہو چکی تھی اور وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے اور زمین میں فساد انگیزی کرتے رہتے تھے۔

محمد بن اسحاق ابن عباس کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حواء کی تخلیق پسلی سے ہوئی۔ جب آدم سوئے تھے ان کی بائیں پسلی نکال کر حواء کو تخلیق کیا گیا اور اس کی جگہ

Marfat.com

گوشت بھر دیا گیا۔

صحیحین میں حضرت زائدہ کی بیان کردہ حدیث ہے جسے انہوں نے میسرۃ الاشجعی سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے ابی حازم سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم عورتوں کے ساتھ نرمی کیا کرو۔ کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اور اوپر والی پسلی زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے اور اگر اسے اپنے حال پر چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ اس لیے عورتوں سے نرمی کا برتاؤ کیا کرو۔''

''وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ'' کی تفسیر میں علمائے مفسرین کا اختلاف ہے۔

1۔ ایک نظریہ تو یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو جس درخت کے قریب جانے سے روکا گیا تھا وہ انگور تھا۔

حضرت ابن عباس، سعید بن جبیر، شعبی اور جعدہ بن ھبیرہ سے روایت ہے اور محمد بن قیس اور س دی ایک دوسری حدیث ابن عباس اور ابن مسعود اور دوسرے کئی صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

2۔ یہود کا گمان ہے کہ یہ گندم کا پودا تھا۔ اور یہ اسرائیلی روایت عبداللہ بن عباس حسن بصری، وھب بن منبہ، عطیہ عوفی، ابو مالک، محارب بن دثار اور عبدالرحمٰن بن دبی لیلیٰ سے لی گئی ہے۔

حضرت وہب فرماتے ہیں کہ وہ گندم کا پودا تھا لیکن اس کا دانہ دنیا کی گندم کے دانے سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔

3۔ ثوری، ابوحصین سے اور وہ ابو مالک کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ آدم کو جس درخت کے قریب جانے سے روکا گیا تھا وہ کھجور کا درخت تھا۔

4۔ ابن جریج مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ شجر ممنوعہ زیتون تھا۔ اور اسی قول کو ابن جریج اور قتادہ نے نقل کیا ہے۔

Marfat.com

5۔ ابو العالیہ کہتے ہیں کہ وہ ایسا درخت تھا جس کے کھانے سے بول و براز کی حاجت لاحق ہو جاتی تھی اور جنت کی نفاستیں اس چیز کی متحمل نہیں ہو سکتی تھیں۔

یہ اختلاف قابل اعتناء نہیں۔ کیوں رب قدوس نے ایک درخت کی تعیین فرما دی تھی۔ جس سے آدم علیہ السلام خوب واقف تھے۔ چونکہ اس کے ذکر اور تعیین میں ہمارے لیے کوئی مصلحت نہیں تھی اس لیے اس سے چشم پوشی کی گئی۔ اور اس کا نام نہیں بتایا گیا۔

اصل اختلاف تو یہ ہے کہ جنت ہے کہاں جس میں آدم علیہ السلام کو ٹھہرنے کا حکم دیا گیا۔ کیا وہ آسمان پر ہے یا زمین پر۔ ضروری ہے کہ اس ضمن میں مختلف اقوال کی جانچ پڑتال کر کے اختلاف سے نکلنے کی کوشش کی جائے اور کوئی قابل اعتماد اور صحیح فیصلہ دیا جائے۔

6۔ جمہور کی رائے یہ ہے کہ یہ وہی جنت ہے جو آسمان پر واقع ہے اور جس کا ذکر اکثر قرآن کریم میں آیا ہے۔ جسے جنت الماویٰ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ ان کے دلیل آیات واحادیث کے ظاہری الفاظ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ کریم جب لوگوں کو جمع فرمائے گا تو اہل ایمان کو جب جنت کے قریب لایا جائے گا تو وہ کھڑے ہو جائیں گے اور پھر آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور کہیں گے: اے ہمارے باپ.......... ہمارے لیے جنت کو کھولئے تو آپ فرمائیں گے کہ تم جنت سے صرف اپنے باپ کی لغزش کی وجہ سے نکلے ہو"

اس حدیث پاک سے کافی حد تک ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت آدم کو جس جنت میں ٹھہرایا گیا وہ جو جنت الماویٰ ہی ہے۔ لیکن یہ حتمی نہیں کیونکہ اس حدیث پر تنقید ہو سکتی ہے۔

ایک نظریہ یہ ہے کہ جس جنت میں آدم علیہ السلام کو قیام پذیر کیا گیا وہ دائمی جنت میں کیونکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک خاص درخت کا پھل نہ کھائیں۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس جنت میں تو حضرت آدم علیہ السلام پر نیند بھی طاری ہوئی انہیں وہاں سے نکالا بھی گیا، اس میں ابلیس داخل ہوا۔ یہ تمام چیزیں اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ وہ

Marfat.com

جنت الماویٰ میں قیام پذیر نہیں رہے۔

جس جنت میں حضرت آدم وحواء علیہما السلام کو ٹھہرایا گیا اس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ ایک قول تو یہ ہے کہ وہ جنت الخلد ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ جنت الخلد نہیں بلکہ ایک ایسی جنت تھی جسے خاص انہیں کے لیے اللہ نے تیار کیا تھا اور اسے ان کے لیے امتحان گاہ بنایا تھا۔ اور جنت الخلد دار ابتلاء نہیں بلکہ دار الجزاء ہے۔

پھر اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے کہ کیا یہ زمین پر ہے یا آسمان پر۔

1۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ جنت آسمان میں تھی کیونکہ اللہ نے آدم وحواء علیہما السلام کو اتر جانے کا حکم فرمایا تھا۔ یہ قول حضرت حسن کا ہے۔

2۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ جنت زمین پر تھی۔ کیونکہ اللہ کریم نے جب آدم و حواء کو اس جنت میں داخل فرمایا تو انہیں منع فرمایا کہ وہ اس خاص درخت کے قریب نہ جائیں اور یہ حکم ان دونوں کے لیے ایک امتحان تھا۔ اور دار الخلد امتحان گاہ نہیں یہ قول ابن یحییٰ کا ہے۔ اور دخلو جنت اور امتحان اس وقت کے بعد واقع ہوا جب ابلیس کو سجدے کا حکم دیا گیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

﴿اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ٥﴾ (الاعراف :21)

''میں تم دونوں کو نصیحت کرنے والا ہوں۔''

جس طرح کہ ایک دوسری آیت میں فرمایا

﴿فَوَسْوَسَ اِلَیْهِ الشَّیْطٰنُ قَالَ یٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مُلْکٍ لَّا یَبْلٰی٥﴾ (طٰه :120)

یعنی کیا میں تمہیں وہ درخت بتاؤں جس کا پھل کھا کر تم ان نعمتوں سے ہمیشہ لطف اندوز ہوتے رہو اس ملک میں ہمیشہ کے لیے رہنے لگو اور اس سے ایک لمحہ کے لیے بھی جدا نہ ہونا پڑے؟ شیطان مردود نے محض دھوکے اور فریب سے کام لیا اور خلاف واقع باتیں بتا کر آدم اور حواء کو پھانسنے کی کوشش کی۔ اس کا مقصد یہ باور کرانا تھا کہ شجرۃ الخلد جس کے

Marfat.com

پھل کھانے سے ہمیشہ کی زندگی مل جاتی ہے یہی ہے جس سے تمہیں منع کیا گیا ہے۔ اور ہو سکتا ہے شجر ممنوعہ کوئی بڑا درخت ہو جیسا کہ امام احمد کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے ان کے شعبہ نے، ان سے ابی ضحاک نے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ فرماتے سنا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بیشک جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ ایک سوار اگر اس کے سائے میں سو سال بھی چلتا ہے تو اس کا سایہ ختم نہ ہو اور اسی درخت کو ہمیشگی کا درخت کہا گیا ہے۔''

موجودہ تورات میں بھی یہ قصہ مذکورہ ہے۔ تورات میں ہے کہ سانپ نے حضرت حواء کو پھل کھانے کی ترغیب دی۔ اور وہ سانپ بہت خوبصورت اور جسیم تھا۔ حوا نے اس کے کہنے سے شجر ممنوعہ کا پھل کھا لیا اور پھر یہی پھل آدم علیہ السلام کو بھی کھلا دیا۔ اس میں ابلیس کا ذکر نہیں۔ تورات بیان کرتی ہے کہ آدم و حوا نے جونہی پھل کھایا ان کے آنکھیں کھل گئیں اور انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ ننگے ہیں۔ تو یہ دیکھ کر وہ انجیر کے پتے اپنے جسموں پر لپیٹنے لگے اور اپنی شرم گاہوں کو چھپانے لگے وہ جنت میں ننگے رہتے تھے۔

حافظ ابن عساکر نے محمد ابن اسحاق کے حوالے سے روایت کیا۔ انہوں نے حسن بن ذکوان سے، انہوں نے حسن بصری سے اور انہوں نے ابی بن کعبؓ سے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

''بیشک تمہارے باپ آدم علیہ السلام کھجور کے بلند و بالا درخت کی مانند طویل القامت تھے۔ آپ کا قد مبارک ستر گز تھا۔ بال بہت لمبے تھے اور آپ کی شرم گاہ مستور اور ڈھپی ہوئی تھی۔ جب جنت میں آپ سے لغزش ہوئی تو شرم گاہ ننگی ہو گئی۔ آپ جنت سے نکل کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ لیکن ایک درخت میں آپ الجھ کر رہ گئے۔ پیشانی کے بال اس بری طرح اُلجھے کہ آپ وہیں رک گئے۔ اسی اثناء میں رب قدوس نے آدم علیہ السلام کو آواز دی۔ آدم! کیا مجھ سے بھاگ جا رہے ہو؟ عرض کی۔ مولا! اپنی لغزش پر نادم ہو کر بھاگ رہا ہوں۔ (تجھ سے بھاگ کر کہا جاؤں گا)۔

Marfat.com

ہابیل اور قابیل کا قصہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

''اور آپ پڑھ سنایئے انہیں خبر دو فرزندان آدم کی ٹھیک ٹھیک۔ جب دونوں نے قربانی دی تو قبول کی گئی ایک سے اور نہ قبول کی گئی دوسرے سے۔ (اس دوسرے نے) کہا قسم ہے میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔ (پہلے نے) کہا (تو بلاوجہ ناراض ہوتا ہے) قبول فرماتا ہے اللہ صرف پرہیزگاروں سے۔ تو اگر تو بڑھائے میری طرف اپنا ہاتھ تاکہ تو قتل کرے مجھے (جب بھی) میں نہیں بڑھانے والا اپنا ہاتھ تیری طرف تاکہ میں قتل کروں تجھے۔ میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے جو مالک ہے سارے جہانوں کا۔ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تو اٹھالے میرا گناہ اور اپنا گناہ تاکہ تو ہو جائے دوزخیوں سے۔ اور یہی سزا ہے ظلم کرنے والوں کی۔ پس آسان بنا دیا اس کے لیے اس کے نفس نے اپنے بھائی کا قتل سو قتل کر دیا اسے اور ہو گیا سخت شرمندگی اٹھانے والوں سے۔ پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا۔ کھودتا تھا زمین کو تاکہ دکھائے اسے کہ کس طرح چھپائے لاش اپنے بھائی کی۔ کہنے لگا ہائے افسوس! کیا قاصر رہا ہوں کہ ہوتا اس کوے کی مانند تو چھپا دیتا لاش اپنے بھائی کی۔ غرض وہ ہو گیا سخت پچھتانے والوں سے۔''

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس نے ایک بڑے پتھر سے اپنے بھائی کے سر کو کچل دیا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ وجہ یہ تھی کہ ہابیل سویا ہوا تھا۔ اور اس پر حملہ اچانک کیا گیا۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ قابیل نے اپنے سوتے بھائی کا گلہ دبایا اور اسے درندوں کی طرح کاٹ کھایا جس سے اس کی موت واقع ہو گئے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

جب قابیل نے اپنے بھائی کو قتل کی دھمکی دی تھی تو اس نے جواب دیا تھا۔

﴿لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْکَ لِاَقْتُلَکَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ O﴾ (مائدہ :28)

''اس سے ہابیل کی بلندی کردار کا بھی اندازہ ہوتا ہے ایسا محسوس ہوتا کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف، خشیت اور تقویٰ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اسی لیے تو وہ طاقت

Marfat.com

کے باوجود اپنے بھائی کی برائی کا بدلہ برائی سے دینے کو تیار نہیں تھا۔

رسول خدا ﷺ کی ایک حدیث سے جسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ ثابت ہوتا ہے کہ قتل ایک جرم شنیع ہے اور اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے قتل کے درپے ہو تو بھی ایک شخص کو بچنے کی کوشش کرنے چاہیے اور پہل کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

حضور ﷺ فرماتے:

جب دو مسلمان تلواریں سونت کر ایک دوسرے کے مقابلے میں آجاتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم کا ایندھن بنتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! قاتل کا جہنم رسید ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن مقتول کس لیے دوزخ میں جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیونکہ وہ اپنے بھائی کے قتل کی خواہش رکھتا تھا۔

امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی رحم اللہ تعالیٰ نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عثمان بن عفانؓ کے عہد خلافت میں اٹھنے والے فتنے کے دوران فرمایا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ”عنقریب ایک فتنہ برپا ہوگا۔ اس میں بیٹھنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا“ ایک شخص نے عرض کیا: (یا رسول اللہ) آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر ایک شخص میرے گھر میں داخل ہو جائے اور میرے قتل کے واسطے میری طرف ہاتھ بڑھائے تو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تجھے آدم کے بیٹے کی طرح ہو جانا چاہیے۔

ابن مردویہ نے حذیفہ بن الیمان سے اسے مرفوعاً روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضور نے فرمایا: ”تو آدم کے نیک بیٹے کی طرح ہو جا۔“

حافظ ابن عساکر نے احمد بن کثیر کے احوال میں لکھا ہے کہ احمدؒ صالحین کی جماعت کے سرخیل تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ، ابوبکر، عمر اور ہابیل کو (خواب میں) دیکھا تو انہوں نے ہابیل کو قسم دی کہ کیا یہی آپ کے قتل ہونے کی جگہ ہے تو انہوں نے قسم اٹھائی کہ ہاں یہی میرے قتل ہونے کی جگہ ہے اور ہابیل نے یہ بھی کہا کہ میں نے اللہ کریم سے التجا کی کہ وہ اس جگہ کو دعا کی قبولیت کا مقام بنا دے تو اللہ نے میری اس دعا کو قبول فرمالیا۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی تصدیق کی اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں خود، ابوبکرؓ اور عمرؓ ہر جمعرات کو اس کی زیارت کو آتے ہیں۔

اللہ کے ارشاد گرامی کے متعلق بعض علماء فرماتے ہیں کہ جب ہابیل قتل ہو گیا تو ایک سال تک قابیل اس کی لاش کو کندھوں پر اٹھائے پھرتا رہا۔ بعض کہتے ہیں کہ سو سال تک لاش کو اٹھائے پھرا۔ حتی کہ اللہ نے دو کوے بھیجے۔ سدی کہتے ہیں کہ اس کی اسناد تک پہنچتی ہے کہ وہ دونوں کوے سگے بھائی تھے۔ دونوں قابیل کے سامنے لڑے۔ ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ جب ایک مر گیا تو دوسرے نے اپنی چونچ سے زمین میں گڑھا کھودا اور مردہ کوے کو اس گڑھے میں دفن کر کے مٹی ڈال دی اور جگہ برابر کر دی قابیل دیکھ کر کہنے لگا: ہائے افسوس میں تو کوے سے بھی عاجز نکلا کہ اس طرح اپنے بھائی کی لاش کو دفن نہیں کر سکا۔ فوراً ایک گڑھا کھودا اور اپنے بھائی کی لاش کو دفن کر دیا۔

تورات میں ہے کہ آدم علیہ السلام اپنی بیوی کے پاس گئے اور ان سے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام اس نے ''شیث'' رکھا۔ حوا نے یہ نام اس لیے تجویز کیا کیونکہ اس نے کہا یہ بچہ قابیل کے قتل کے بعد اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے اور شیث کے ہاں ''انوش'' پیدا ہوا۔

اہل کتاب کہتے ہیں: کہ جب آدم علیہ السلام کے ہاں شیث پیدا ہوا تو آپ کی عمر مبارک ایک سو تیس (۱۳۰) سال تھی۔ اس کے بعد آپ آٹھ سو ستر سال زندہ رہے۔ (۸۷۰) اور آپ کے ہاں بچے اور بچیاں پیدا ہوئیں۔

انوش سے قینان پیدا ہوا۔ اس وقت انوش کی عمر ستر (۷۰) سال تھی۔ اور اس کے بعد وہ آٹھ سو پندرہ سال (۸۱۵) زندہ رہا اور اس کے ہاں بچے اور بچیاں پیدا ہوئے۔ جب قینان کی عمر ستر (۷۰) سال کی ہوئی تو اس کے ہاں بچے اور بچیاں پیدا ہوئیں۔ جب ھلاییل کی عمر پینسٹھ (۶۵) سال ہوئی تو اس کے ہاں ''ہرد'' پیدا ہوا۔ اور اس کے بعد وہ آٹھ سال زندہ رہا اور اس کے ہاں بچے اور بچیاں پیدا ہوئیں۔

اور جب ''یرد'' ایک سو باسٹھ سال کا ہوا تو اسے خنوخ پیدا ہوا اور اس کے بعد آٹھ سو سال زندہ رہا اور اس سے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

Marfat.com

جب خنوخ کی عمر پچھتر سال ہوئی تو اس متوشلخ پیدا ہوا اور اس کے بعد خنوخ آٹھ سو سال تک زندہ رہا اور اس سے بچے اور بچیاں پیدا ہوئیں۔ جب متوشلخ کی عمر ایک سو سینتیس (۱۳۷) سال ہوئی تو اس سے لامک پیدا ہوا اور اس کے بعد وہ سات سو بیاسی (۷۸۲) سال زندہ رہا۔ اور اس سے بچے اور بچیاں ہوئیں۔

پس جب لامک کی عمر ایک سو بیاسی (۱۸۲) سال ہوئی تو اس سے نوح پیدا ہوا۔ اور اس کے بعد وہ پانچ سو پچانوے (۵۹۵) سال زندہ رہا۔ اور اس سے بچے اور بچیاں پیدا ہوئیں۔ اور جب نوح علیہ السلام کی عمر مبارک پانچ سو سال تھی تو ان سے بچے پیدا ہوئے ان کے نام سام، حام اور یافث ہیں۔

یہ سارا مضمون موجودہ تورات میں صراحتاً مذکور ہے۔

امام ابو جعفر بن جریر نے اپنی تاریخ میں بعض لوگوں سے یہ بات نقل کی ہے کہ آدم علیہ السلام کے بیس بیٹے ہوئے۔ جو تمام کے تمام حضرت حوا کے بطن سے ہوئے اور تمام جڑواں تھے (آپ نے صرف ایک ہی شادی کی کیونکہ اولاد سے شادی شروع سے حرام رہی ہے)۔

ابن اسحاق نے بھی یہی تعداد بیان کی ہے اور انہوں نے ان لوگوں کے نام بھی لکھے ہیں۔ (واللہ اعلم)

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ کے ایک سو بیس بطنوں سے (۲۴۰) جڑواں بچے پیدا ہوئے ہر بطن میں ایک بچہ تھا اور ایک بچی بطن سے قابیل اور اس کی بہن قلیما پیدا ہوئے اور آخری بطن سے عبدالمغیث اور اس کی بہن ام المغیث پیدا ہوئے۔

اس کے بعد انسان پھیلتے چلے گئے اور زمین پر پھیلتے پھولتے بہت زیادہ تعداد میں پھیل گئے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

''اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک جان سے اور پیدا فرمایا اسی سے جوڑا اس کا اور پھیلا دیئے ان دونوں سے مرد کثیر تعداد میں اور عورتیں (کثیر تعداد میں)۔''

اہل تاریخ کا بیان ہے کہ آدم علیہ السلام نے وصال سے پہلے اپنی اولاد سے اور ان

Marfat.com

کی اولاد پھر ان کی اولاد سے ایک لاکھ انسان اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ (واللہ اعلم)

ارشاد خداوندی ہے:

''وہ (اللہ ہے) جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک نفس سے اور بنایا اس سے اس کا جوڑا تا کہ اطمینان حاصل کرے اس (جوڑے) سے۔ پھر جب مرد ڈھانپ لیتا ہے عورت کو تو حاملہ ہو جاتی ہے ہلکے سے حمل سے۔ پھر چلتی پھرتی رہتی ہے اس کے ساتھ پھر جب وہ بوجھل ہو جاتی ہے تو دعا مانگتے ہیں (میاں بیوی) اللہ سے جوان کا رب ہے کہ اگر تو عنایت فرمائے ہمیں تندرست لڑکا تو ہم ضرور ہو جائیں گے (تیرے) شکر گزار بندوں سے۔ پس جب اللہ عطا کرتا ہے تندرست لڑکا تو دونوں بناتے ہیں اللہ کے ساتھ شریک اس میں جو اس نے انہیں دیا۔ تو بلند و برتر ہے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔''

(الاعراف 189-190)

''اور بیشک ہم نے قریبی آسمان کو چراغوں سے آراستہ کر دیا ہے اور بنا دیا ہے انہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ۔''

(المومنون 12-13)

اور یہ بات تو جانی پہچانی ہے کہ شیطان کو مار بھگانا ستاروں کے وجود سے نہیں بلکہ گفتگو کو ان کی شخصیت سے جنس کی طرف پھیرا جا رہا ہے۔

ابن حبان نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کرتے ہوئے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

''یا رسول اللہ! انبیاء کتنے ہو گزرے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک لاکھ چوبیس ہزار''

میں نے عرض کی: حضور! رسول کتنے ہیں؟

حضور ﷺ نے فرمایا: کہ رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔

میں نے عرض کی: حضور! سب سے پہلا آنے والے رسول کون ہیں؟

حضور ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے رسول حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

Marfat.com

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آدم علیہ السلام بھی نبی مرسل تھے؟
حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دست قدرت سے تخلیق کیا۔ ان میں روح پھونکی۔ اور انہیں خوبصورت شکل عطا فرمائی۔''

ایک قول یہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے ساق عرش پر محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا دیکھا تو انہوں نے اسی اسم مبارک کو اپنی شفاعت کا ذریعہ بنایا یہ آخری قول حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بھی بروایت طبرانی بیہقی حاکم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تفسیر عزیزی میں نقل کیا۔

یہاں تفسیر عزیزی میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں:

(**اسئلک بحق محمد** ﷺ) اے اللہ میں تجھے حضرت محمد ﷺ کا واسطہ دے کر معافی چاہتا ہوں اسی تفسیر عزیزی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی بروایت ابن المنذر منقول ہے۔

﴿اللھم اسئلک بجاہ محمد عبدک و کرامۃ علیک ان تغفرلی خطیئتی﴾

علامہ سید محمود آلوسی حنفی بغدادی نے فرمایا:

یعنی ایک قول یہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے ساق عرش پر ''محمد رسول اللہ'' لکھا دیکھا تو حضور کو انہوں نے اپنی شفاعت کا ذریعہ بنایا یعنی وہ کلمات ''محمد رسول اللہ'' ہیں۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کا کلمۃ اللہ کہا گیا ہے تو روح اعظم حبیب اکرم ﷺ پر ''کلمات اللہ'' کا بولا جانا تو ضرور ہی ثابت ہو جائے گا، نہ عیسیٰ ہیں نہ موسیٰ، بلکہ عالم امکان میں کوئی نہیں اور واقعی کوئی نہیں لیکن سب حضور ﷺ کے ظہور انوار کے جلوے اور آپ ہی کے گلزار حسن کے مہکتے ہوئے پھول ہیں۔

جب زمین پر تشریف لائے تو حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان کے علاقہ سراندپ کے پہاڑ پر اترے اور حضرت حوا جدہ میں توبہ قبول ہونے کے بعد دونوں کی ملاقات عرفان کے مقام پر ہوئی دونوں نے ایک دوسرے کو پہچانا اسی لیے اس میدان کو عرفات کہتے ہیں یعنی پہچاننے کی جگہ۔

Marfat.com

جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے آئے تھے تو ان سے عربی زبان بھی لے لی گئی زبان پھر عطا ہوئی پھر حضرت جبرائیل نے تمام عالم کے جانوروں کو آواز دی کہ اے جانورو حق تعالیٰ نے تم پر اپنا خلیفہ بھیجا ہے اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو دریائی جانوروں نے سر اٹھا کر اطاعت ظاہر کی اور خشکی کے جانور آپ کے آس پاس جمع ہو گئے آدم علیہ السلام ان پر ہاتھ پھیرنے لگے جس پر ان کا ہاتھ پہنچ گیا وہ اہل اور خانگی بن گئے جیسے گھوڑا، اونٹ، بکری، کتا، بلی وغیرہ اور جس پر آپ کا ہاتھ نہ پہنچا وہ جنگلی وحشی رہا جیسے ہرن وغیرہ۔

اس واقعہ کے بعد آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ مولا میری اولاد بہت کمزور ہے اور ابلیس کا فریب بہت سخت اگر تو ان کی امداد نہ کرے تو وہ ابلیس سے کیسے بچ سکیں گے حکم الٰہی آیا اے آدم تمہارے اور احکام تھے آپ کی اولاد کے لیے اور احکام ہوں گے ہم ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ رکھیں گے تب آپ نے خوش ہو کر شکر کیا۔

آدم علیہ السلام کی اولاد:

حضرت حوا بیس یا چالیس مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں ہر حمل میں دو دو بچے پیدا ہوئے ایک مذکر اور مونث ایک حمل کے بچوں کا دوسرے حمل کے بچوں کا ایسا حکم تھا جیسا کہ مختلف ماں باپ کے بچوں کا ہوتا ہے یعنی پہلے حمل کے بچے کا دوسرے حمل کی بچی سے نکاح ہوتا اسی طرح دوسرے حمل کے لڑکے کا پہلے حمل کی لڑکی سے نکاح ہوتا۔

جب آدم علیہ السلام کا آخری وقت آیا تو آپ کو جنتی میوے کھانے کی خواہش ہوئی اپنے فرزندوں سے کہا کہ کعبہ معظمہ جاؤ اور وہاں دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میری یہ تمنا پوری کرے آدم علیہ السلام کے فرزند یہ حکم پا کر وہاں پہنچے انہیں حضرت جبرائیل اور دوسرے فرشتے ملے جن سے انہوں نے آدم علیہ السلام کی فرمائش کا ذکر کیا، فرشتوں نے کہا ہمارے ساتھ آؤ ہم جنت کے میوے اپنے ساتھ لائے ہیں۔

چنانچہ یہ سب آدم علیہ السلام کے پاس پہنچے، حضرت حوا ان فرشتوں کو دیکھ کر ڈرنے

Marfat.com

لگیں اور چاہا کہ آدم علیہ السلام کے دامن میں چھپ جائیں انہوں نے فرمایا کہ حوا اب تم مجھ سے الگ رہو میرے اور رب کے قاصدوں کے درمیان آڑ نہ بنو، اس طرح فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی روح قبض کر لی۔

فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے بیٹوں کو کہا جس طرح ہم تمہارے باپ کا کفن و دفن کریں گے اسی طرح تم فوت ہونے والے لوگوں کا کفن و دفن کرنا۔

جبرائیل علیہ السلام جنت کی مرکب خوشبو اور جنتی جوڑے کا کفن اور جنتی بیری کے کچھ پتے اپنے ساتھ لائے تھے ان کو خود غسل دیا اور کفن پہنایا اور خوشبو ملی اور ملائکہ ان کا جسم مبارک کعبہ میں ساتھ لائے اور ان پر سارے فرشتوں نے نماز جنازہ ادا کی جس پر حضرت جبرائیل امام تھے اور سارے فرشتے مقتدی، اس نماز میں چار تکبریں کہیں جیسے کہ آج ہوتی ہیں، پھر مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام منیٰ میں لے گئے جہاں کہ حاجی قربانی کرتے ہیں اور اسی جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل کی قربانی کی، وہاں مسجد خیف کے قریب بغلی قبر کھود کر ان کو دفن کر کے ان کی قبر کو اونٹ کے کوہان کی ڈھلوان بنایا۔

حضرت حوا علیہا السلام کی قبر ''جدہ'' میں ہے، بعض روایات کے مطابق دونوں قبریں حرم میں طواف کی جگہ میں ہیں۔

ابن سعد اور حاکم اور دوسرے محدثین نے ابی ابن کعبؓ سے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کو بہشت کے میوؤں کی خواہش ہوئی اور بسبب ضعف کے حرکت نہ کر سکتے تھے۔ آپؑ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ تم خانہ کعبہ کو جاؤ وہاں میرے واسطے خداوند کریم سے جنت کے میوے مانگو کیونکہ اس وقت جو کوئی حاجت مانگتا کعبہ مکرمہ میں جا کر دعا کرتا تو وہاں منظور ہوتی تھی۔ جب آدم علیہ السلام کے بیٹے گھر سے روانہ ہوئے تو حضرت جبرائیل بمع اور فرشتوں کے نازل ہوئے تو حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں سے دریافت کیا تو انہوں نے آدمؑ کی خواہش کا اظہار کیا تو حضرت جبرائیل اور دیگر فرشتوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ واپس آ جاؤ ہم تمہارا مطلب لائے ہیں۔ جب فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے قریب

Marfat.com

پہنچے تو حضرت حوا نے موت کا فرشتہ دیکھا تو ڈر گئیں۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے قریب ہونے لگیں تو آدم علیہ السلام نے ان کو روکا کہ میرے اور میرے رب کے درمیان حائل نہ ہو۔ عزرائیل نے حضرت آدم علیہ السلام کی روح مبارک قبض کی تو آدم علیہ السلام کے بیٹوں سے کہا کہ تم دیکھو جو طریقہ ہم کرتے ہیں پھر اپنے مردوں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرو۔ پھر فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے غسل کے واسطے خوشبو مرکب کی خوشبوؤں میں سے جنت کی بیریوں سے پتے لائے اور آدم علیہ السلام کو غسل دیا اور حنوط مل کر بہشت کا کفن پہنایا۔ چونکہ ان کی اترنے کی جگہ ہندوستان میں تھی جس کو وحنا کہتے ہیں وہاں سے ان کی اولاد میں سے ڈیڑھ سو آدمی ۱۵۰ حضرت آدم علیہ السلام کو باری باری اٹھائے ہوئے فرشتوں کے ہمراہ گئے اور خانہ کعبہ میں پہنچایا۔

حضرت آدم علیہ السلام پر حضرت جبرائیل نے امام ہو کر نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں پڑھیں منیٰ کی مسجد خیف میں دفن کئے اور آپ کی قبر مبارک بغلی بنائی تھی اور قبلہ کی طرف سے آپ کی قبر میں اتارا تھا اور آپ کی قبر مبارک اوپر سے کوہان اونٹ کی شکل پر بنائی تھی۔

ابوالشیخ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ آپ کی کنیت دنیا میں ابوالبشر ہے اور قیامت میں ابومحمدؐ ہوگی۔ قیامت میں کسی بہشتی کے منہ پر داڑھی اور مونچھیں نہ ہوں گی بغیر حضرت آدم علیہ السلام کے ان کی داڑھی ناف تک لمبی ہوگی اور بیہقی نے دلائل النبوت میں حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت کے واسطے کنیتیں نہ ہوں گی مگر آدم علیہ السلام کے واسطے کنیت ابومحمد ہوگی تعظیم اور توقیر کی خاطر۔ اور حوا کی قبر مبارک جدہ میں اور آدم علیہ السلام کی قبر منیٰ کی مسجد خیف میں ہے۔

○

Marfat.com

حضرت یحییٰ علیہ السلام

آپ حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے اوران کی پیغمبرانہ دعاؤں کا حاصل تھے۔ آپ کا نام بھی اللہ کا فرمودہ ہے اور ایسا نام ہے کہ اس سے قبل کسی کا یہ نام نہیں رکھا گیا تھا۔جیسا کہ ارشاد ہے۔

''اے زکریا ہم تجھ کو ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔''

اس سے پہلے ہم نے کسی کو اس کا ہم نام نہیں پیدا کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰؑ کی والدہ حضرت مریمؑ سے کہا کرتی تھیں کہ میں اپنے پیٹ کی چیز کو سجدہ کرتے ہوئے پاتی ہوں ۔یہ تھی حضرت یحییٰؑ کی تصدیق دنیا میں آنے سے پیشتر سب سے پہلے حضرت عیسیٰؑ کی سچائی انہوں نے جانی۔سید کے معنی حلیم ،بردبار، علم وعبادت میں بڑھا ہوا۔متقی پرہیز گار۔فقیہہ علام خلق و دین میں سب سے افضل غصہ اور غضب مغلوب نہ کر سکے۔(ابن کثیر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موفوعاً روایت ہے کہ تمام بنی آدم اللہ تعالیٰ سے کوئی نہ کوئی گناہ لے کر ملاقات کریں گے۔مگر یحییٰ بن زکریاؑ صرف ایسے شخص ہوں جن کے پاس کوئی گناہ نہ ہوگا، نبی کے ساتھ صالحین کی قید کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نبی جو نیک لوگوں کی اولاد میں سے ہوگا۔(کشف الرحمٰن)

حضرت مالک بن انس فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن زکریا اور عیسیٰ بن مریم کا رحم مادر میں استقرار ایک ہی زمانہ میں ہوا اور ثعلبی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ سے چھ ماہ قبل آپ پیدا ہوئے۔

Marfat.com

حضرت زکریا علیہ السلام نے جب حضرت یحییٰؑ کے لیے دعا کی تھی تو اس میں یہ کہا تھا کہ وہ ذریت طیبہ ہو۔ چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا منظور فرمالی۔ چنانچہ حضرت یحییٰؑ نیکوکاروں کے سردار اور عبادت میں بے مثال تھے۔ نہ انہوں نے شادی کی نہ ان کے قلب میں کبھی گناہ کا خطرہ پیدا ہوا، اپنے والد ماجد کی طرح وہ بھی خدا کے برگزیدہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچپن ہی سے علم وحکمت سے معمور کر دیا تھا اور ان کی زندگی کا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی آمد کی بشارت دیتے اور ان کی آمد سے قبل رشد و ہدایت کے لیے زمین ہموار کرتے تھے۔ (قصص القرآن)

ارشاد ہے۔

"فرشتوں نے زکریاؑ کو پکارا جب وہ مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو یحییٰ کی بشارت دیتا ہے وہ کلمہ اللہ یعنی عیسیٰ کی تصدیق کرنیوالا ہوگا اور سردار ہوگا، اور خواہشات پر قابو یافتہ ہوگا اور وہ نیکوکاروں میں سے ایک نبی ہوگا۔"

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو تسلیم کرنے والے حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کے ساتھ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو خطاب فرمایا اور ان کے مزید اوصاف حمیدہ پر روشنی ڈالی۔

"اے یحییٰ کتاب تورات کو پوری قوت سے سنبھالے رہنا اور ہم نے اس کو بچپنے ہی میں دین کی سمجھ اور اپنے پاس سے رحم دلی اور پاکیزگی عطا کی تھی اور وہ بہت پرہیزگار اور اپنے والدین کا بڑا خدمت گزار تھا اور وہ سرکشی کرنے والا نافرمانی کرنے والا نہ تھا، وہ جس دن پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے گا اور جس دن وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا ہر حال میں اس پر سلامتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے انہیں بچپن ہی میں تورات سکھا دی جو ان میں پڑھی جاتی تھی اور جس کے احکام نیک لوگ اور انبیاء دوسروں کو بتاتے تھے۔ اس لیے اپنی اس انوکھی نعمت کا بھی ذکر کیا کہ بچہ بھی دیا اور اسے آسمانی کتاب کا عالم بھی بچپن ہی سے کر دیا۔ اور حکم دیا کہ حرص

Marfat.com

واجتہاد کوشش وقوت کے ساتھ کتاب اللہ سیکھ لے اور ساتھ ہی ہم نے اسے کم عمری میں علم وفہم، قوت وعزم ودانائی اور حلم عطا فرمایا۔ آپ نیکیوں کی طرف بچپن ہی سے جھک گئے تھے۔ بچے آپ سے کھیلنے کو کہتے تو جواب دیتے کہ ہم کھیل کے لیے نہیں پیدا کے گئے۔ نیک اعمال آپ کی عمر کا خلاصہ تھا۔ آپ گناہوں سے اور خدا کی نافرمانیوں سے یکسو تھے۔ ماں باپ کے اطاعت گزار اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے تھے۔ کبھی کسی بات میں ماں باپ کی مخالفت نہیں کی۔ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو پیدائش کے وقت اور موت کے وقت اور قیامت کے دن امن وسلامتی ملی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰؑ سے فرمانے لگے کہ آپ میرے لیے استغفار کریں، آپ مجھ سے بہتر ہیں۔ حضرت یحییٰؑ سے فرمانے لگے کہ آپ میرے لیے استغفار کریں، آپ مجھ سے بہتر ہیں۔ حضرت یحییٰؑ نے جواب دیا کہ آپ مجھ سے بہتر ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تو خود ہی اپنے پر سلام کہا ہے اور آپ پر خود اللہ نے سلام کہا ہے۔ (ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

''اے یحییٰ پکڑ لو اس کتاب کو مضبوطی سے اور ہم نے عطا فرمادی ان کو دانائی جب کہ وہ بچے تھے۔''

آیات کریمہ میں اس بچے کے وجود کی خبر دی جارہی ہے جس کی بشارت حضرت زکریاؑ کو دی گئی تھی۔ رب قدوس فرمارہے تھے کہ بچپنے کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں علم کتاب وحکمت سے نوازا تھا۔

عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ معمر فرماتے ہیں کہ بچوں نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ آئیں کھیلیں گے تو آپ نے جواب دیا۔ ہمیں کھیل کود کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ اسی رب قدوس نے فرمایا۔

''نیز عطا فرمائی دل کی نرمی اپنی جناب سے۔''

Marfat.com

ابن جریر عمرو بن دینار سے، وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نہیں جانتا الحنان کیا ہے۔ ابن عباس، عباد مجاہد، عکرمہ، قتادہ اور ضحاک سے مروی ہے کہ وحنانا من لدنا کا مطلب ہے اپنی جناب سے رحمت، ہم نے زکریا علیہ السلام پر اس رحمت خاصہ کے ساتھ نازل فرمائی۔ اور انہیں یہ بچہ عطا فرمایا عکرمہ سے روایت ہے کہ حنانا کا مطلب ہے محبت اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس سے مراد دل کی نرمی ہو جس کی بناء پر یحییٰ علیہ السلام تمام لوگوں سے محبت وشفقت کا برتاؤ کرتے تھے اور خصوصاً اپنے والدین سے کمال محبت سے پیش آتے۔ حنانا کا مطلب ہوگا والدین کی محبت، ان پر شفقت کا جذبہ اور ان کے ساتھ نیکی کرنے کی دلی کیفیت۔

(وَزَکٰوۃ) اور نفس کی پاکیزگی۔

یہاں طہارت سے مراد کردار کی پاکیزگی اور نقائص ورذائل سے نفس کی سلامتی ہے یعنی ہم نے اپنی جناب سے حضرت یحییٰ کو دانائی، دل کی نرمی اور بلندی اخلاق جیسی نعمتوں سے نوازا۔

''وَکَانَ تَقِیاً'' اور وہ بڑے پرہیزگار تھے۔

تقویٰ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اس کے امر کی پیروی اور نواہی سے اجتناب کرنا۔

پھر والدین کے ساتھ نیکی ان کی فرمانبرداری اور قول وفعل میں نافرمانی سے بچنے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

''اور وہ خدمت گزار تھے اپنے والدین کے اور وہ جابر اور سرکش نہ تھے۔''

پھر فرمایا۔

''اور سلامتی ہو ان پر جس روز وہ پیدا ہوئے اور جس روز وہ انتقال کریں گے اور جس روز انہیں اٹھایا جائے گا زندہ کر کے۔''

سعید بن ابی عروبہ حضرت قتادہؓ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسنؓ نے فرمایا۔ یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کی باہم ملاقات ہوئی۔ عیسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

نے فرمایا (اے یحیٰ) آپ میرے لیے دعائے مغفرت کریں۔آپ مجھ سے بہتر ہیں۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ مجھ سے بہتر ہیں اس لیے میں اپنے نفس کا محافظ ٹھہرایا گیا ہوں جب کہ آپ کا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہے۔پس اللہ تعالیٰ ہی ان دونوں کی عظمت سے واقف ہے۔

دوسری آیت میں جو آپ کو حصورا ونبیا من الصلحین (آل عمران :۳۹) فرمایا گیا ہے تو (باقی الفاظ کا معنی تو واضح ہے) حصور کا معنی ہے عورتوں کے قریب تک نہ جانے والا اس کے علاوہ بھی اس کے معانی بیان کیے جاتے ہیں۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے عفان نے بیان کیا،ہم سے حماد نے بیان کیا ہم کو علی بن زید نے بتایا۔انہوں نے یوسف بن مہران سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نسل آدم میں کوئی شخص ایسا نہیں جس نے خطا نہ کی ہو یا خطا کرنے کا ارادہ نہ کیا ہو۔مگر یحیٰ بن زکریا ایسا نہیں ہے اور کسی کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ کہے میں (محمد رسول ﷺ) یونس بن متی سے بہتر ہوں،

علی بن زید جدعان کے بارے بہت سارے آئمہ حدیث نے گفتگو کی ہے۔یہ شخص منکر الحدیث ہے اس حدیث کو ابن خذیمہ اور دار قطنی نے ابی عاصم عبادنی کے حوالے سے علی بن زید بن جدعان سے طوالت سے انہیں الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔پھر ابن خذیمہ نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث ہماری شرط پر پوری نہیں اترتی۔

ابن وہب فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابن لھیعہ نے بیان کیا۔انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک روز اپنے صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے وہ انبیاء کی باہمی فضیلت کا تذکرہ کر رہے تھے۔کوئی کہہ رہا تھا موسیٰؑ کہ کلیم ہیں کوئی کہہ رہا تھا عیسیٰؑ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں کوئی کہہ رہا تھا ابراہیم خلیل اللہ ہیں وہ اسی طرح بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔شہید ابن شہید کہاں ہے (یعنی اس کا ذکر خیر بھی تو ہونا چاہیے) جو ٹاٹ کا لباس پہنتے تھے اور درختوں کے پتے خوراک کرتے تھے کیونکہ انہیں گناہ کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔"

Marfat.com

ابن وہب فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی مراد حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام سے تھی۔المسیب سے روایت کیا ہے۔ابن میتب فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابن لعاص نے بیان فرمایا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ہر آدمی قیامت کے دن آئے گا تو اس کے ذمے کوئی نہ کوئی گناہ ہوگا سوائے یحییٰ ذکریا کے۔"

ابوداؤد طیالسی کے حوالے سے روایت کی گی ہے کہ انہوں نے حکم بن عبدالرحمٰن ابن ابی نعیم سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے انہوں نے ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا حسن اور حسین اہل جنت کے سردار ہیں سوائے یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کے جو دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔

ابونعیم حافظ اصفہانی فرماتے ہیں کہ ہم سے اسحاق بن احمد نے بیان کیا ہم سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا۔ہم سے احمد بن ابی اطواری نے بیان کیا کہ میں نے ابو سلیمان کو فرماتے سنا۔عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا چہل قدمی کے لیے باہر نکلے،اتفاق سے یحییٰ علیہ السلام ایک عورت سے ٹکرا گئے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:اے میری خالہ کے بیٹے آج آپؑ سے وہ خطا سرزد ہوئی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کبھی معاف نہیں ہوگی۔حضرت یحییٰؑ نے پوچھا اے خالہ زاد بھائی میں نے ایسا کیا کیا ہے؟عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ ایک عورت سے ٹکرا گئے ہیں۔یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا:مجھے تو عورت کا شعور تک نہیں۔عیسیٰؑ نے فرمایا سبحان اللہ آپ کا جسم تو میرے ساتھ ہے مگر روح کہاں ہے۔یحییٰ علیہا السلام نے جواب دیا عرش کے ساتھ معلق ہے اگر میرا دل جبرائیل کی طرف بھی لگ جائے تو میں سمجھوں گا کہ میں نے ایک لمحہ کے لیے بھی خدا کی معرفت حاصل نہیں کی۔

حضورؐ نے فرمایا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو ذکر کرنے والے کی مثال ایسے آدمی کی سی ہے جس کا دشمن اسے پکڑنے کے لیے تیزی سے اس کے پیچھے بھاگ رہا ہو۔پس وہ شخص ایک قلعے میں آئے اور قلعہ بند ہو جائے۔بندہ جب ذکر کرتا ہو تو اس قلعہ بند کی نسبت شیطان سے زیادہ محفوظ ہو جاتا ہے۔

راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:میں تمہیں ان پانچ چیزوں کا حکم دیتا

Marfat.com

ہوں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔ اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں۔ اتحاد، فرمانبرداری، اطاعت، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ۔ پس جو ایک بالشت برابر بھی جماعت سے دور ہوا تو اس نے اسلام کا طوق اپنے گلے سے اتار پھینکا۔ ہاں واپس آ جائے تو خطا معاف ہو سکتی ہے۔ جس نے جاہلیت کے انداز پر قوم کو مدد کے لیے آواز دی تو وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔ (حدیث روایت کرنے والے صحابی نے) عرض کیا۔ یا رسول اللہ اگر وہ نماز روزہ کرتا ہو تو بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا چاہے وہ نماز روز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو پھر بھی مسلمانوں کو ان کے ناموں سے بلایا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا نام اللہ کے بندے رکھا ہے۔

اسی طرح اس حدیث کو ابو یعلی نے ہدبہ بن خالد سے انہوں نے ابان بن زید سے انہوں نے یحییٰ ابن ابی کثیر سے انہیں الفاظ کے ساتھ روایات کیا ہے۔ اسے ترمذی نے بھی ابو دواؤد طیالسی اور موسیٰ ابن اسمٰعیل کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ ان دونوں نے ابان بن یزید العطار سے انہیں الفاظ میں روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ہشام بن عمار سے انہوں نے محمد بن شعیب سے۔

میں ابن کثیر کہتا ہوں کہ ابن ماجہ کا یہ کہنا کہ معاویہ بن سلام سے اسے مروان طاطری کے علاوہ اور کسی نے روایت نہیں کیا صحیح نہیں ہے۔ اس حدیث کو طبرانی نے محمد بن عبدہ سے انہوں نے ابی توبہ الربیع بن نافع سے انہوں نے معاویہ بن سلام سے انہوں نے ابی سلام سے اور نہوں نے حارث اشعری سے روایت کیا ہے۔ طبرانی نے اسی روایت کو اس سند کے بعد ذکر فرمایا ہے۔

پھر حافظ ابن عساکر عبداللہ بن ابی جعفر رازی کے طریق سے وہ اپنے والد گرامی سے وہ الربیع بن انس سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں بتایا گیا کہ بعض صحابہ کرام تے علماء بنی اسرائیل سے یہ بات سنی یحییٰ بن زکریا کو اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزیں بھیجیں پھر پوری حدیث بیان کی۔

کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام بہت خلوت پسند تھے۔ آپ ویرانوں میں رہنا

Marfat.com

پسند کرتے درختوں کے پتے کھاتے ،نہروں سے پانی پیتے اور کبھی کبھار ٹڈی سے بھوک مٹاتے اور فرمایا کرتے اے یحییٰ تجھ سے زیادہ انعام یافتہ کون ہوسکتا ہے؟

ابن عساکر کا بیان ہے کہ آپ کے والدین آپ کی تلاش میں نکلے دیکھا تو آپ بحیرہ اردن بیٹھے تھے۔ ملاقات کر کے دونوں میاں بیوی بہت روئے کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام بے حد عبادت گزار اور اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنے والے تھے۔

ابن وہب مالک سے ،وہ حمید بن قیس سے وہ مجاہد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ زکریاء کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خوراک گھاس تھی۔ آپ اللہ تعالیٰ کی خشیت سے زار و قطار روتے رہتے حتیٰ کہ آپ کی آنکھوں پر تارکول ہوتی تو یہ آنسو اسے بھی پھاڑ دیتے۔

محمد بن یحییٰ ذہلی فرماتے ہیں کہ ہم سے لیث نے بیان کیا۔ مجھ سے عقیل نے بیان کیا۔ انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ادریس خولانی کے پاس بیٹھا تھا ادریس قصہ بیان کرتے ہوئے کہہ رہا تھا میں تمہیں ایسے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جس کی خوراک تمام لوگوں سے زیادہ پاک تھی؟ جب ادریس نے دیکھا کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہیں تو فرمایا یحییٰ بن زکریاء کی خوراک تمام لوگوں سے زیادہ پاک تھی۔ آپ جنگلی جانوروں کے ساتھ چارا کھاتے کہ کہیں لوگوں کی معیشت میں ان کے ساتھ مل نہ جائے ،ابن مبارک وہیب بن الورد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں زکریا علیہ السلام سے یحییٰ علیہ السلام تین دن تک رہے۔ زکریا علیہ السلام انہیں تلاش کرتے کرتے ویرانے میں نکل گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ یحییٰ علیہ السلام قبر کھودے اس میں لیٹ کر زار و قطار رو رہے ہیں۔ زکریا علیہ السلام نے فرمایا بیٹا میں تمہیں تین دن سے تلاش کر رہا ہوں اور تو قبر کھودے اس میں کھڑا رو رہا ہے ،عرض کی ابا جان آپ ہی نے تو فرمایا تھا کہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک صحرا ہے جس سے صرف رونے والوں کے آنسوؤں کے ذریعے گزارا جاسکتا ہے ،آپ نے فرمایا میرے بیٹے خوب روئیے پھر دونوں باپ بیٹا رونے لگے۔

وہب بن منبہ اور مجاہد نے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

Marfat.com

ابن عسا کر انہیں کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اہل جنت نہیں سوئیں گے کیونکہ وہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ صدیقین کو بھی چاہیے کہ وہ نہ سوئیں کیونکہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی نعمت موجود ہے۔ پھر فرمایا ان دو نعمتوں کے درمیان کتنا فرق ہے اور ان دونوں خوش بختوں کے درمیان کتنا تفاوت۔

علماء حدیث بیان فرماتے ہیں کہ یحییٰ علیہ السلام بہت گریہ وزاری کرتے تھے حتیٰ کہ آنسوؤں کی کثرت سے رخساروں پر رونے کے نشان پڑ گئے تھے۔

جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کو نبوت منصب پر فائز کیا گیا تو انہیں کتاب پر پوری تندہی سے عمل کرنے کی تلقین کی گئی۔ آپ کی زندگی بتاتی ہے آپ نے اس حکم خداوندی کی تعمیل کا حق ادا کر دیا ملک کے گوشہ گوشہ میں جا کر دور افتادہ صحراؤں اور دشوار گزار پہاڑوں میں جا جا کر لوگوں کو پیغام حق سنایا اور انہیں گناہوں سے تائب ہونے کی ترغیب دی۔ بے شمار لوگ آپ کی تبلیغ کی برکت سے راہ حق پر آگئے۔ فسق و فجور کی زندگی کو ترک کر کے انہوں نے زہد و تقویٰ کو اپنا شعار بنایا۔ قوم کے ہر طبقہ کو آپ نے ان کی کوتاہیوں اور خامیوں پر متنبہ کیا۔

علمائے بنی اسرائیل جو دنیا کی محبت میں اس قدر وارفتہ ہو گئے تھے کہ احکام الٰہی کی تحریف میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے انہیں بڑی سختی سے جھنجھوڑا اور بڑے درشت لہجہ میں انہیں فرمایا:۔

اے سانپ کے بچو! تم کو کس نے جتا دیا ہے کہ آنے والے غضب سے بھاگو، پس توبہ کے موافق حل لاؤ اور اپنے دلوں میں یہ کہنے کا خیال نہ کرو کہ ابراہام ہمارے باپ ہے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اللہ ان پتھروں سے ابراہیم کے لیے اولاد پیدا کر سکتا ہے اور اب درختوں کی جڑ پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔

انجیل مرقس کی چند آیات ملاحظہ فرمائیں،

”پس ہیرودیاس اس سے دشمنی رکھتی تھی اور چاہتی تھی کہ اسے قتل کرائے مگر نہ ہو سکا

Marfat.com

کیونکہ ہیرودیس یوحنا کو راست باز اور مقدس آدمی جان کر اس سے ڈرتا اور اسے بچائے رکھتا تھا اور اس کی باتیں سن کر بہت حیران ہو جاتا تھا مگر سنتا خوشی سے تھا اور ایک موقع کے دن جب ہیرودیس نے اپنی سالگرہ میں اپنے امیروں اور فوجی سرداروں اور گلیاں کے رئیسوں کی ضیافت کی اور اسی ہیرودیاس کی بیٹی اندر آئی اور ناچ کر ہیرودیس اور اس کے مہمانوں کو خوش کیا تو بادشاہ نے اس لڑکی سے کہا جو چاہے مجھ سے مانگ میں تجھے دوں گا اور اس سے قسم کھائی جو تو مجھ سے مانگے گی اپنی آدھی سلطنت تک تجھے دوں گا اور اس نے باہر جا کر اپنی ماں سے کہا کہ میں کیا مانگوں اس نے کہا یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر، وہ فی الفور بادشاہ کے پاس جلدی سے اندر آئی اور اس سے عرض کی میں چاہتی ہوں کہ تو یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر ایک تھال میں ابھی مجھے منگوا دے پس بادشاہ بہت غمگین ہوا اور اپنی قسموں اور مہمانوں کے سبب سے انکار نہ کرنا چاہا پس بادشاہ نے فی الفور ایک سپاہی کو حکم دے کر بھیجا کہ اس کا سر لائے اس نے جا کر قید خانہ میں اس کا سر کاٹا اور ایک تھال میں لا کر لڑکی کو دیا اور لڑکی نے اپنی ماں کو دیا۔

اس طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنا سر کٹا کر اپنے رب تعالیٰ کے اس فرمان کی تعمیل کا حق ادا کیا،

یحییٰ علیہ السلام کے قتل کے کئی اسباب بیان کیے گئے ہیں۔ مشہور ترین واقعہ یہ ہے کہ دمشق کا بادشاہ وقت اپنی کسی محرم سے یا ایسی عورت سے شادی کرنا چاہتا تھا جس کے ساتھ اس کا نکاح جائز نہیں تھا۔ یحییٰ علیہ السلام نے بادشاہ کو روکا کہ وہ یہ شادی نہ کرے۔ وہ عورت حضرت یحییٰ سے سخت نالاں تھیں ایک دن جب بادشاہ اور وہ عورت اکٹھے ہوئے تو عورت نے یحییٰ علیہ السلام کے قتل کا مطالبہ کیا۔ بادشاہ نے اس کی بات مان لی۔ ایک شخص کو بھیج کر بادشاہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کروا دیا۔ وہ آپ کا سر اور خون لے کر آیا اور ایک تھالی میں اس عورت کو پیش کیا۔ کہتے ہیں کہ وہ عورت اسی لمحے ہلاک ہوگئی۔

ایک قصہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بادشاہ کی بیوی حضرت یحییٰ علیہ السلام پر فریفتہ ہوگئی اور انہیں بلا بھیجا مگر آپ نے انکار کر دیا اور تشریف نہ لے گئے۔ جب ملکہ مایوس ہوگئی

Marfat.com

تو حیلے بہانے سے بادشاہ سے یحییٰ علیہ السلام کے قتل کا مطالبہ کر دیا بادشاہ پہلے تو انکار کرتا رہا لیکن اصرار پر بالآخر مان گیا۔ ایک آدمی بھیج کر آپ کو قتل کروا دیا اور سر اور خون ایک تھالی میں عورت کو پیش کر دیا۔

اسی مفہوم کی ایک حدیث اسحاق بن بشر نے اپنی کتاب ''المبتداء'' میں روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمیں یعقوب کوفی نے بتایا انہوں نے عمرو بن میمون سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے اور انہوں ے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسراء کی رات زکریا علیہ السلام کو آسمان پر دیکھا سلام کیا اور پوچھا: اے یحییٰ علیہ السلام کے والد گرامی! اپنے قتل کے بارے بتایئے اور فرمایئے کہ یحییٰ علیہم لسلام اپنے زمانے کا بہترین انسان تھا۔ آپ تمام لوگوں سے زیادہ حسین وجمیل تھے۔ آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے قول سیدا وحصورا کا اصداق تھے۔ آپؑ کو عورت ذات سے کوئی تعلق خاطر نہیں تھا۔ بنی اسرائیل کے بادشاہ کی ملکہ ان پر فریفتہ ہوگئی عورت فاحشہ تھی۔ حضرت یحییٰؑ کو بلا بھیجا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی عصمت کی حفاظت فرمائی۔ آپ نے انکار کر دیا اور اس کی حاجت برابری کے لیے تیار نہ ہوئے۔ اس نے یحییٰؑ کو شہید کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اسرائیلیوں کی عید کا دن تھا اس عید میں سب لوگ شریک ہوئے بادشاہ کا طریقہ تھا کہ عید کے روز وہ جو بھی وعدہ کرتا تھا اسے پورا کرتا اور کسی صورت وعدہ خلافی نہ کرتا تھا۔

راوی فرماتے ہیں کہ بادشاہ عید کی خوشیوں میں شریک ہونے کے لیے نکلا ملکہ نے بڑی گرم جوشی سے اسے الوداع کیا بادشاہ بہت حیران ہوا کیونکہ وہ پہلے ایسا نہیں کرتی تھی۔ بادشاہ نے کہا مجھ سے کچھ مانگ جو کچھ تو مانگے گی میں ضرور عطا کروں گا۔ ملکہ نے کہا مجھے یحییٰ بن زکریا کا خون چاہیے، بادشاہ نے کہا اس کے علاوہ کچھ اور مانگ لیجیے۔ کہنے لگی نہیں یحییٰ کا خون ہی چاہیے۔ بادشاہ نے وعدہ کر لیا کہ یحییٰ کا خون تیرا رہا ملکہ نے کارندے بھیج کر یحییٰ علیہ السلام کو شہید کرا دیا۔ جب کہ یحییٰ اپنے کمرہ عبادت میں کھڑے عبادت کر رہے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ عبادت میں مصروف تھا۔ زکریاؑ نے بتایا کہ آپ کو ذبح کر کے سر اور خون کو تھالی میں رکھ کر ملکہ کو پیش کر دیا گیا۔

Marfat.com

راوی بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ کے صبر کے کیا کہنے۔ زکریاؑ نے فرمایا میں نماز سے باہر نہ آیا نماز مکمل کی آپؑ نے بتایا کہ جب یحییٰؑ کا مبارک سر ملکہ کے سامنے رکھ دیا گیا تو بادشاہ اس کے گھر والے اور تمام خدام کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا، یہی واقعہ رات کو پیش آیا۔ جب صبح ہوئی تو بنی اسرائیل کہنے لگے یہ سب اس لیے ہوا ہے کہ زکریاؑ کی وجہ سے زکریاؑ کا خدا ناراض ہو گیا ہے۔ آؤ ہم اپنے بادشاہ کی ہلاکت کی وجہ سے اس سے ناراض ہو جائیں اور اسے قتل کر دیں۔ زکریاؑ نے بتایا کہ وہ لوگ میری تلاش میں نکلے کہ پکڑ کر مجھے قتل کر دیں۔ مجھے ایک آدمی نے آ کر آگاہ کر دیا کہ اسرائیلی آپ کے قتل کے درپے ہیں۔ میں بھاگ کھڑا ہوا۔

ابلیس اسرائیلیوں کے آگے ان کی رہنمائی کرنے لگا۔ جب مجھے یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ میں ان کو عاجز نہیں کر سکتا تو میرے راستے میں ایک درخت آیا اور اس نے مجھے آواز دیتے ہوئے کہ میری طرف آؤ میری طرف آؤ۔ میں گیا درخت پھٹ گیا اور میں اس میں داخل ہو گیا۔

آپ نے فرمایا ابلیس آیا حتیٰ کہ اس نے میری چادر کو پلو سے پکڑا درخت کے دونوں حصے آپس میں مل گئے لیکن میری چادر کا پلو باہر ہی رہا اسرائیلی آئے ابلیس نے کہا اس درخت کے اندر ذرا دیکھو۔ یہ جو کپڑے کا پلو نظر آ رہا ہے زکریا کی چادر ہے۔ وہ اپنے جادو کے زور پر اس درخت میں داخل ہو گیا ہے۔ اسرائیلی کہنے لگے ہم اس درخت کو آگ لگا دیتے ہیں۔ ابلیس نے کہا اسے آری سے چیر دو زکریاؑ نے بتایا کہ میں درخت کے ساتھ آری کے ذریعے دو حصوں میں چیر دیا گیا۔

حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے کوئی درد یا تکلیف محسوس کی؟ فرمایا بالکل نہیں۔ یہ تکلیف تو اس درخت کو پہنچی جس کے اندر اللہ تعالیٰ نے میری روح کو رکھ دیا تھا۔

یہ ایک عجیب وغریب واقعہ ہے۔ اس کا مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے اس میں بعض ایسی باتیں ہیں جس کسی صورت قابل قبول نہیں ہیں اور کچھ ایسی چیزیں بھی اس میں مذکور ہیں جو اسراء کی کسی اور حدیث میں ہرگز مذکور نہیں ہیں۔ ہاں بعض الفاظ صحیح حدیث اسراء کے

Marfat.com

مطابق ہونے کی وجہ سے محفوظ مانے جاسکتے ہیں۔ مثلاً میں خالہ زاد بھائیوں یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزار۔ یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں جمہور کا قول یہی ہے کہ یہ دونوں حضرت خالہ زاد بھائی تھے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ یحییٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اشیاع بنت عمران مریم بنت عمران کی بہن تھیں۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اشیاع عمر ان کی بیوی اور مریم کی والدہ ماجدہ تھیں۔ اس طرح یحییٰ علیہ السلام مریم رضی اللہ عنہا کے خالہ زاد قرار پائے۔ (واللہ اعلم)

پھر یحییٰ بن ذکریا کے مقتول کے بارے میں بھی اختلاف ہے ایک قول کے مطابق آپ مسجد اقصیٰ میں قتل ہوئے اور دوسرے قول کے مطابق کسی اور جگہ۔ ثوری اعمش سے وہ شملہ بن عطیہ سے روایت کرتے ہیں کہ بیت المقدس کی اس چٹان پر ستر انبیاء قتل ہوئے اور ان میں ایک یحییٰ بن زکریا علیہ السلام ہیں۔

ابو عبیدہ قاسم بن سلام فرماتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن صالح نے بیان کیا، انہوں نے لیث ۔ سے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے سعید بن المسیب سے روایت کیا کہ بخت نصر دمشق آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ یحییٰ بن زکریا کا خون ابل رہا ہے۔ بخت نصر نے پوچھا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے صورت حال سے اسے آگاہ کیا۔ اس نے یحییٰ کے خون پر ستر ہزار اسرائیلیوں کو قتل کر کے سانس لیا۔

اس حدیث کی نسبت سعید بن المسیب کی طرف صحیح ہے۔ اس روایت سے یہی پتہ چلتا ہے کہ آپؑ دمشق میں شہید ہوئے اور بخت نصر کا واقع حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد واقع ہوا۔ جیسا کہ عطاء اور حسن بصری کا قول ہے۔ (واللہ اعلم)

حافظ ابن عساکر ولید بن مسلم کے طریق سے زید بن واقد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے سر مبارک کی زیارت کی جب دمشق میں مسجد بنانے کا ارادہ کیا گیا تو آپ کا سر مبارک محراب کے سات والے ستونوں میں سے مشرقی ستون کے نیچے سے نکلا تھا۔ چہرے کی جلد اور سر کے بالوں میں ذرا برابر بھی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ یوں لگتا تھا کہ اسی

Marfat.com

لمحے آپؑ کو شہید کیا گیا ہے۔

تعمیر مسجد کے بارے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سر مبارک سکاسکہ نامی عمود کے نیچے دفن کر دیا گیا۔

حافظ ابن عساکر المستقصی فی فضائل الاقصیٰ میں عباس بن صبح کے حوالے سے مردان سے وہ سعید بن عبدالعزیز سے وہ معاویہ کے آزاد کردہ غلام قاسم سے روایت ہے کہ اس شہر یعنی دمشق کا بادشاہ ہداد بن ہدار تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کی شادی اپنی بھتیجی سے کردی جس کا نام اریل تھا اور جو میسرا کی ملکہ تھی۔ دمشق کا وق الملوک اس کی جملہ املاک میں سے تھا اور اس بازار میں صرف خالص سونے کا کاروبار ہوتا تھا، راوی فرماتے ہیں کہ لڑکے نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دیں۔ پھر بسانے کا ارادہ کرلیا تو یحییٰ علیہ السلام سے فتویٰ لینا چاہا۔ آپ نے فرمایا جب تک کسی دوسرے مرد سے شادی نہیں کر لیتی اس وقت تک تیرے لیے حلال نہیں ہے، ملکہ اس بات سے سخت برہم ہوئی اور بادشاہ سے یحییٰ بن زکریا کا سر مانگ لیا۔ دراصل یہ لڑکی کی والدہ کا اشارہ تھا۔ بادشاہ نے انکار کیا لیکن اس کے اصرار پر راضی ہو گیا قاتل بھیجا۔ آپؑ جبرون کی مسجد میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ قاتل آپؑ کا سر مبارک تھالی میں رکھ کر لے آیا۔ سر مبارک سے یہ آواز آرہی تھی یہ اس کے لیے جائز نہیں جب تک کسی دوسرے مرد سے شادی نہ کر لے۔ لڑکی نے تھالی اٹھالی اور وہ سر مبارک اپنی ماں کے پاس لے آئی۔ سر سے اب تک یہی آواز آرہی تھی کہ یہ اس کے لیے حلال نہیں جب تک کسی دوسرے مرد سے شادی نہ کر لے۔ جب وہ اپنی ماں کے سامنے کھڑی تھی تو زمین میں دھنسنا شروع ہو گئی حتیٰ کہ پاؤں زمین میں غائب ہو گئے پھر وہ پہلوؤں تک دھنس گئی اس کی ماں نے واویلا کرنا شروع کر دیا لونڈیاں بھی چیخ اٹھیں اور پیٹنے لگیں۔ پھر وہ کندھوں تک دھنس گئی اس کی ماں نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کا سر کاٹ دو تاکہ وہ اس کے سر سے اپنے دل کو تسلی دے سکے۔ جلاد نے سر تن سے جدا کر دیا اسی وقت اس کا بقیہ جسم زمین نے نگل لیا۔ سب لوگ نیست و نابود ہو گئے۔ یحییٰؑ کا خون ابلتا رہا کہ بخت نصر نے دمشق پر حملہ کیا اور اس جگہ ۷۵ ہزار آدمیوں کا قتل کیا۔

Marfat.com

سعید بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ یہ ہر ایک نبی کا خون تھا۔ یہ خون ابلتا رہا حتیٰ کہ ارمیاؑ اس کے پاس آ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے خون تو نے بنی اسرائیل کو فناء کے گھاٹ اترا وادیا اب رک جا پس خون کا ابلنا بند ہو گئے اور تلوار بھی اُٹھالی گئی اور اہل دمشق میں جو بھاگ سکتا تھا بیت المقدس کی طرف بھاگ گیا مگر بادشاہ نے ان کا پیچھا کیا اور خلق کثیر کو تہہ تیغ کیا اتنے لوگ موت کے گھاٹ اترے کہ ان کا شمار ممکن نہیں اور بے انداز میں سے قید کر لیے گئے اور بادشاہ انہیں لے کر واپس وطن پہنچا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قرآن میں مندرجہ ذیل سورتوں میں آیا ہے۔

1: سورہ آلعمران رکوع 4

2: سورہ الانعام رکوع 10

3: سورہ مریم رکوع 1

4: سورہ الانبیاء رکوع 6

O

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلیل القدر اولوالعزم پیغمبروں میں سے تھے۔ حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء ورسل ہیں اور حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء بنی اسرائیل ہیں۔ حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ درمیان کی مدت تقریباً پانچ سوستر سال ہے اس وقت وحی آنا بھی منقطع ہوگئی تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جلالت قدر اور عظمت شان کا ایک امتیازی نشان یہ بھی تھا کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت ورسالت کا مقام امانت حاصل تھا اسی طرح ان کو مجدد انبیاء بنی اسرائیل کا مقام حاصل تھا۔ آپ نے بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فراموش شدہ پیغام ہدایت کو دوبارہ زندہ کیا۔

قرآن حکیم نے محمد ﷺ سے جن پاک ہستیوں کے واقعات کا بیان کیا ہے اس میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے حضرت ابراہیمؑ کے لیے یہ فرمایا کہ یہ ہی سب سے بزرگ پیغمبر ہیں جنہوں نے شرک کے مقابلہ میں سب سے پہلے توحید الٰہی کو دین حنیفہ کا لقب دیا اور آئندہ ہمیشہ کے لیے خدا کی راہ مستقیم کے لیے ملت حنیفہ کا امتیاز قائم کر دیا اور یہ دین حق کے لئے صداقت کا معیار بن گئی خدائے برتر کی جانب سے قبولیت کا یہ شرف عطا ہوا کہ یہ مقدس پیغمبر رشد و ہدایت کا امام اکبر اور مجدد اعظم قرار پایا گیا۔ اور پیروی کرو ابراہیم کی ملت کی جو سب سے کٹ کر صرف خدا کی جانب جھکنے والا ہے۔

قرآن پاک میں اسی مضمون کو اس طرح فرمایا گیا ہے یہ ملت ہے تمہارے باپ ابراہیم کی اس نے تمہارا نام مسلم رکھا۔ نزول قرآن سے قبل اس قرآن میں تمہارا

Marfat.com

نام ''مسلم'' ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات بیان کرنے سے پہلے ان کی والدہ حضرت مریم کی زندگی کے واقعات پر روشنی ڈالنا بہت ضروری ہے۔

حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ کے حالات میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ بنی اسرائیل میں عمران نامی ایک زاہد و عابد شخص تھے اس زہد کی وجہ سے وہ نماز کی امامت بھی کرتے تھے ان کی بیوی حنہ بھی بہت پارسا اور عابدہ تھیں اپنی نیکی کی وجہ سے دونوں بنی اسرائیل میں بہت زیادہ مقبول اور محبوب تھے۔ عمران صاحب اولاد نہیں تھے ان کی بیوی حنہ اولاد کی متمنی تھیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور منت مان لی کہ میرے یہاں جو بچہ پیدا ہو گا اس کو مسجد اقصیٰ (ہیکل) کی خدمت کے لیے وقف کروں گی۔ اللہ تعالیٰ نے حنہ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور ان کو ایک لڑکی عطا کی۔ حنہ نے اس کا نام مریم رکھا ان کو اس بات کا افسوس ہوا کہ میں نے جو منت مانی تھی وہ لڑکی کس طرح پوری کرے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے تیری لڑکی کو قبول کر لیا۔ اس کی وجہ سے تمہارا خاندان بھی معزز اور مبارک قرار پائے گا۔

قرآن مجید میں حضرت مریمؑ کی پیدائش کا واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے۔ ''بیشک اللہ نے آدم اور آل ابراہیم اور آل عمران و (اپنے اپنے زمانہ میں) جہان والوں پر بزرگی عطا فرمائی (ان میں سے) بعض بعض کی ذریت ہیں اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (وہ وقت یاد کرو) جب عمران کی بیوی نے کہا خدایا! میں نے نذر مانی ہے کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ تیری راہ میں آزاد ہے پس تو اس کو میری جانب سے قبول کر لے۔ بیشک تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ پھر جب اس نے جنا تو کہنے لگی پروردگار! میرے لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس نے جنا ہے اور لڑکا اور لڑکی یکساں نہیں ہوتے یعنی ہیکل کی خدمت لڑکی نہیں کر سکتی لڑکا کر سکتا ہے اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور اس کو اس کی اولاد کو شیطان الرجیم کے فتنہ سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔'' (سورۃ آل عمران)

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ حضرت مریمؑ کو ہیکل میں تنہا کس طرح چھوڑا جائے چونکہ

Marfat.com

اس وقت حضرت عمرانؑ کا انتقال ہو چکا تھا اس لیے حضرت مریمؑ کی کفالت کون کرے گا لہذا اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ جو فیصلہ کیا وہ قرآن پاک میں اس طرح ذکر آیا ہے۔اور مریم کی کفالت زکریا نے کیا۔جب اس مریم کے پاس محراب میں زکریا داخل ہوتے تو اس کے پاس کھانے کی چیزیں رکھی پاتے۔زکریاؑ نے کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آئیں مریم نے کہا یہ اللہ کے پاس سے آتی ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے گمان رزق دیتا ہے۔(سورۃ آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے ان کی (مریم کی) عظمت وجلالت قدر کو اور زیادہ بلند کیا اور فرشتوں کے ذریعہ ان کو برگزیدہ بارہ گاہ الٰہی ہونے کی بشارت سنائی۔حضور ﷺ سے مخاطب ہو کر یوں فرمایا ''(اے پیغمبر وہ وقت یاد کیجئے) جب فرشتہ نے کہا اے مریم! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو بزرگی دی اور پاک کیا اور دنیا کی عورتوں پر تجھ کو برگزیدہ کیا۔اے مریم! اپنے پروردگار کے سامنے جھک جا اور سجدہ ریز ہو جا اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز ادا کر اور تم (محمد ﷺ) اس وقت ان کاہنوں کے پاس موجود نہ تھے جب وہ اپنے قلموں پوروں کو قرعہ اندازی کے لیے ڈال رہے تھے کہ مریم کی کفالت کون کرے اور تم (محمد ﷺ) اس وقت بھی نہ تھے جب وہ اس کی کفالت کے بارے میں جھگڑ رہے تھے۔'' (سورۃ آل عمران)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر قرآن پاک میں معجزانہ انداز سے بیان کیا گیا ہے ''وہ وقت قابل ذکر ہے جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم! اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے کلمہ کی بشارت دیتا ہے اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔وہ دنیا و آخرت میں صاحب وجاہت اور ہمارے مقربین میں سے ہوگا۔اور وہ ماں کی گود میں اور کہولت کے زمانہ میں لوگوں سے کلام کرے گا اور وہ نیکوکاروں میں سے ہوگا۔مریم نے کہا میرے لڑکا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ مجھ کو کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا فرشتہ نے کہا اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اسی طرح پیدا کر دیتا ہے وہ جب کسی شے کے لیے حکم کرتا ہے تو کہہ دیتا ہے ''ہو جا'' اور وہ ہو جاتی ہے اور اللہ اس کو کتاب وحکمت اور تورات اور انجیل کا علم عطا کرے گا اور وہ بنی اسرائیل کی جانب اللہ کا رسول ہوگا۔'' (سورۃ آل عمران)

Marfat.com

اور پھر اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ سے فرماتا ہے ''اور اے پیغمبر! کتاب میں مریم کا واقعہ ذکر کرو۔اس وقت کا ذکر جب وہ ایک جگہ کہ پورب کی طرف تھی اپنے گھر کے آدمیوں سے الگ ہوئی پھر اس نے ان لوگوں کی طرف سے پردہ کرلیا پس ہم نے اس کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا اور وہ ایک بھلے چنگے آدمی کے روپ میں نمایاں ہوگیا آج مریم اسے دیکھ کر گھبرا گئی اور وہ بولی اگر تو نیک آدمی ہے تو میں خدائے رحمان کے نام پر تجھ سے پناہ مانگتی ہوں۔فرشتہ نے کہا میں تیرے پروردگار کا فرستادہ ہوں اور اس لیے نمودار ہوا ہوں کہ تجھے ایک پاک فرزند کی بشارت دوں، مریم بولی یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میرے لڑکا ہو حالانکہ کسی مرد نے مجھے چھوا تک نہیں اور نہ میں بدچلن ہوں۔فرشتہ نے کہا ہوگا ایسا ہی تیرے پروردگار نے فرمایا کہ یہ میرے لیے مشکل نہیں وہ کہتا ہے یہ اس لیے ہوگا کہ مسیح کو لوگوں کے لیے ایک نشان بنادوں اور میری رحمت کا اس میں ظہور ہو اور یہ ایسی بات ہے جس کا ہونا طے ہو چکا ہے۔'' (سورۃ مریم)

سورۃ انبیاء اور سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا۔

''اور اس عورت (مریم) کا معاملہ جس نے اپنی پاکدامنی کو قائم رکھا پھر ہم نے اس میں اپنی روح کو پھونک دیا اور اس کو اور اس لڑکے کو جہان والوں کے لئے نشان ٹھہرایا ہے۔'' (سورۃ انبیاء)

پھر مفصل طور پر حضرت مریمؑ کی پاک دامنی کا ذکر کیا ہے۔

''اور عمران کی بیٹی مریم کہ جس نے اپنی عصمت کو برقرار رکھا پس ہم نے اس میں اپنی روح کو پھونک دیا پھر اس ہونے والے فرزند کا حمل ٹھہر گیا وہ اپنی حالت چھپانے کے لیے لوگوں سے الگ ہو کر دور چلی گئی۔پھر اسے دردزہ کا اضطراب کھجور کے ایک درخت کے نیچے لے گیا۔وہ اس کے تنے کے سہارے بیٹھ گئی اس نے کہا کاش میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی۔میری ہستی لوگ یک قلم بھول گئے ہوتے اس وقت ایک پکارنے والے فرشتہ نے اسے نیچے سے پکارا۔غمگین نہ ہو۔تیرے پروردگار نے تیرے تلے نہر جاری کردی اور

Marfat.com

کھجور کے درخت کا تنہ پکڑ کے اپنی طرف ہلا تازہ اور پکے ہوئے پھولوں کے خوشے تجھ پر گرنے لگیں گے کھا پی اور اپنے بچے کے نظارے سے آنکھیں ٹھنڈی کر پھر اگر کوئی آدمی نظر آئے اور پوچھ گچھ کرنے لگے تو اشارہ سے کہہ دے میں نے خدائے رحمان کے حضور روزہ کی منت مان رکھی ہے میں آج کسی آدمی سے بات چیت نہیں کر سکتی پھر ایسا ہوا کہ وہ لڑکے کو ساتھ لے کر اپنی قوم کے پاس آئی لڑکا اس کی گود میں تھا۔ لوگ (دیکھتے ہی) بول اٹھے مریم! تو نے عجیب ہی بات کر دکھائی اور بڑی تہمت کا کام کر گزری اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ برا آدمی تھا نہ تیری ماں بدچلن تھی (تو یہ کیا کر بیٹھی) اس پر مریم نے لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔ (کہ یہ تمہیں بتلا دے گا کہ حقیت کیا ہے) لوگوں نے کہا بھلا اس سے ہم کیا بات کریں جو ابھی گود میں بیٹھنے والا شیر خوار بچہ ہے۔ مگر لڑکا بول اٹھا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا اس نے مجھے بابرکت کیا خواہ میں کسی جگہ ہوں اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کہ جب تک زندہ رہوں یہی میرا شعار رہا اس نے مجھے اپنی ماں کا خدمت گزار بنایا ایسا نہیں کیا کہ خودسر اور نافرمان ہوتا مجھ پر اس کی طرف سے سلامتی کا پیغام ہے جس دن پیدا ہوا جس دن مروں گا اور جس دن پھر زندہ اٹھایا جاؤں گا۔'' (سورہ مریم)

جب مریمؑ کو یہ معلوم ہوا کہ ان کے یہاں بن باپ کے بیٹا ہوگا تو ان کے ذہن میں ہر طرح کے خیال آنا شروع ہو گئے اور انہوں نے یہ بھی سوچا کہ قوم ان کو معلوم نہیں کس کس طرح بدنام کرے گی یہ سوچ کر وہ یروشلم (بیت المقدس) سے کافی دور ایک ٹیلہ پر چلی گئی وہاں تکلیف و اضطراب کی حالت میں ایک کھجور کے درخت کے تنے کا سہارا لے کر بیٹھ گئیں۔ خدا کے فرشتہ نے پھر پکارا مریم! غمگین مت ہو پروردگار نے تیرے لیے ایک نہر جاری کر دی اور کھجور کے تنے کو ہلا تا کہ تجھے کھانے کے لیے تازہ پھل ملیں اور پھر اپنے بچہ کو دیکھ اور سارے رنج و غم بھول جا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس پیغام کہلوایا کہ اے مریم! جب تو اپنی قوم میں جائے تو وہ تجھ سے بچہ کے مطابق سوالات کریں گے تو تو ان

Marfat.com

سے اشاروں سے کہنا کہ میں روزہ دار ہوں۔ خود بچہ سے سارا ماجرا پوچھ لو لہذا انہوں نے ایسا ہی کیا وہ لوگ اس بات کو سن کر بہت حیران ہوئے کہ شیر خوار بچہ سے کیا باتیں پوچھیں۔ لیکن یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ بچہ (عیسیٰ) فوراً بول اٹھا، میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے اپنے فیصلہ تقدیر میں مجھ کو کتاب انجیل دی ہے اور نبی بنایا اور مجھے نماز، زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک میں زندہ ہوں یہ ہی میرا شعار ہے مجھے اپنی ماں کا فرمانبردار بنایا اور مجھے سلامتی کا پیغام دیا ہے۔

جب قوم نے ایک شیر خوار بچہ کی زبانی یہ حکیمانہ کلام سنا تو وہ لوگ حیرت میں ہو گئے اور ان کو یقین ہو گیا کہ مریم کا دامن بالکل صاف ہے یہ یقیناً اللہ کا ایک نشان ہے ان کے دل اس لیے مطمئن ہو گئے کہ اللہ کا وعدہ تھا کہ وہ قوم کے دلوں کو مطمئن کر دے گا۔

یہ خبر ایسی نہ تھی کہ پوشیدہ رہتی۔ سب ہی جگہ حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت کے چرچے ہونے لگے کچھ لوگ آپ کی پیدائش کی خبر سن کر خوش ہوئے اور کچھ کو حسد و بغض پیدا ہو گیا بہرحال ایسی فضا میں اللہ تعالیٰ ہی اس مقدس بچہ کی تربیت اور حفاظت کرتا رہا۔

حضرت عیسیٰؑ سے قبل بنی اسرائیل ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا تھے۔ بنی اسرائیل نے خدا کے حکم کے خلاف بغاوت اور سرکشی کی حد کر دی تھی جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تو حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا ابھی آپ بچہ ہی تھے کہ آغوش مادر ہی میں حق کا پیغام بنی اسرائیل کو سنا کر حیرت میں ڈالا دیتے تھے پھر سن ورشد کو پہنچ کر یہ اعلان کر دیا کہ میں یعنی حضرت عیسیٰؑ خدا کا رسول اور پیغمبر ہوں اور رشد و ہدایت خلق میرا فرض منصبی ہے یہ سن کر قوم میں ہل چل مچ گئی لیکن قوم میں ہل چل مچنے سے ان کے اوپر کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ انہوں نے قوم کو للکارا راہبوں کے خلوت کدوں بادشاہ و امراء کے درباریوں عوام و خواص کی محفلوں میں حتیٰ کہ کوچہ و بازار میں شب و روز یہ پیغام حق سناتے تھے کہ لوگوں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنا رسول و پیغمبر بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے اور تمہاری اصلاح کی خدمت میرے سپرد فرمائی ہے میں اس کی جانب سے پیغام ہدایت لے کر آیا ہوں تمہارے ہاتھ میں خدا کا جو

Marfat.com

قانون تورات ہے اور جس کو تم نے اپنی جہالت اور کج روی سے پس پشت ڈال دیا ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ہمارے درمیان فیصلہ ہو کر رہے گا سنو اور سمجھو اور اطاعت کے لیے خدا کے حضور جھک جاؤ کہ یہ ہی دین و دنیا کی فلاح کی راہ ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے چار معجزات عطا فرمائے۔ تا کہ وہ ان کو اپنی نبوت کی صداقت کے ثبوت کے طور پر پیش کر سکیں۔

1- خدا کے حکم سے مردہ کو زندہ کرنا

2- پیدائشی نابینا کو بینا کرنا وار جذام کے مریض کو ہاتھ پھیر کر صحت مند کرنا

3- مٹی کے پرندے بنا کر بحکم خدا وہ پھونک مارتے تو ان میں روح پڑ جاتی تھی

4- وہ یہ بھی بتا دیتے تھے کہ کس نے کیا کھایا اور کیا خرچ کیا اور اس کے گھر میں کتنا ذخیرہ ہے۔

حضرت عیسیٰؑ اور ان کی تعلیمات یہ تھیں کہ خدا اور اس کی واحدانیت کو مانو انبیاء و رسل کی تصدیق معاد پر ایمان رکھو اور اللہ پر ایمان بالغیب رکھو قضا و قدر پر ایمان لاؤ اللہ کے رسولوں اور کتابوں پر ایمان لاؤ اخلاق حسنہ کو اپناؤ عبادت الٰہی سے رغبت پیدا کرو۔ اللہ کی مخلوق سے محبت کرو بری باتوں سے پرہیز کرو یہ ہی ان کی تعلیمات تھیں اور یہ ہی ان کا فرض منصبی تھا جس پر وہ عمل پیرا رہے ان کی واحد خواہش یہ تھی کہ بنی اسرائیل اس طرف دل سے راغب ہوں اور ان کے مردہ دلوں کو حیات تازہ کی لذت معلوم ہو جائے چونکہ بنی اسرائیل کے دل مردہ ہو چکے تھے لہٰذا اکثریت نے ان کی مخالفت کی اور بغض و حسد کو اپنا شعار بنایا چند ہی لوگ ان کی موافقت میں تھے جنہوں نے ان کا ساتھ دیا اور ان کے کہنے پر عمل کیا اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ سورۃ الزخرف میں یوں فرماتا ہے کہ ''اور جب عیسیٰ ظاہر دلائل لے کر آئے تو کہا بلاشبہ میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں اور اس لیے آیا ہوں تا کہ ان بعض باتوں کو واضح کر دوں جن کے متعلق تم آپس میں جھگڑ رہے ہو پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے سو اس کی پرستش کرو یہ ہی سیدھی راہ ہے۔ پھر وہ آپس میں گروہ بندی کرنے لگے سو ان لوگوں

Marfat.com

کے لیے دردناک عذاب کے ذریعہ ہلاکت اور خرابی ہے۔'' (سورہ الزخرف)

لیکن جو ان کے خاص معتقدین تھے ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سورۃ آل عمران میں یوں فرمایا ''پھر جب عیسیٰ نے ان بنی اسرائیل سے کفر محسوس کیا تو کہا اللہ کی جانب میرا کون پروردگار ہے حواریوں نے جواب دیا ہم ہیں اللہ کے دین کے مددگار ہم اللہ پر ایمان لے آئے اور تم گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں۔ اے ہمارے پروردگار جو تو نے اتارا ہے ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم نے رسول کی پیروی اختیار کر لی پس تو ہم کو (دین حق کی) گواہی دینے والوں میں سے لکھ دے۔'' (سورۃ آل عمران)

باغی انسانوں کے درمیان کچھ ایسی سعید ہستیاں بھی ہوتی ہیں جو دعوت حق پر لبیک کہتی ہیں لہذا بنی اسرائیل میں بھی کچھ ایسی مقدس ہستیاں تھیں جو حضرت عیسیٰؑ کے شرف صحبت سے فیض یاب ہو کر نہ صرف ایمان لائیں بلکہ دین حق کی سربلندی اور کامیابی کے لیے جان و مال کی بازی لگا کر خدمت دین کے لیے خود کو وقف کر دیا اکثر نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ رہ کر تبلیغ بھی کی انہیں خصوصیات کی بناء پر وہ حواری (رفیق) اور انصار اللہ کے دین کے مددگار کہلائے چنانچہ ان ہی بزرگ ہستیوں نے پیغمبر خدا کی زندگی کو اپنا شعار بنایا سخت سے سخت وقت پر بھی انہوں نے ان کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ اور سورۃ الصّف میں یوں فرمایا ہے ''اور اے عیسیٰ وہ وقت یاد کرو جبکہ میں نے حواریوں کی جانب تیری معرفت یہ وحی کی کہ مجھ پر اور میرے پیغمبر پر ایمان لاؤ تو انہوں نے جواب دیا ہم ایمان لائے اور اے اللہ تو گواہ رہنا کہ ہم بلاشبہ مسلمان ہیں۔'' (المائدہ)

پھر سورۃ الصّف میں یوں فرمایا ''اے ایمان والو! تم اللہ کے دین کے مددگار ہو جاؤ جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے جب حواریوں سے کہا اللہ کے راستہ میں کون میرا مددگار ہے، تو حواریوں نے جواب دیا ہم ہیں اللہ کے مددگار۔ پس بنی اسرائیل کی ایک جماعت ایمان لائی اور ایک گروہ نے کفر اختیار کیا سو ہم نے مومنوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں تائید کی پس وہ مومن غالب رہے۔'' (الصّف)

Marfat.com

یہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے کہ ایک مصلح اور پیغمبر کی جماعت میں کچھ منافق اور کچھ مخلص ہوتے چلے آرہے ہیں لیکن فرق یہ ہوتا ہے کہ مصلح منافق اور مخلص کو پہچان نہیں پاتا لیکن پیغمبر کو وحی الٰہی کے ذریعہ ہر بات کی خبر ہو جاتی ہے تا کہ نبی ان کے حالات سے غافل نہ رہے کیونکہ منافق کبھی بھی پیغمبر کا محبوب نہیں ہوسکتا۔

بنی اسرائیل کی غلط حرکتیں دیکھتے ہوئے حضرت عیسیٰؑ کو یہ محسوس ہوا کہ بنی اسرائیل کے کفر وانکار کی سرگرمیاں بڑھتی ہی چلی جارہی تھیں ان کی توہین و تذلیل قتل کی پوری تیاریاں ہو رہی تھیں ۔اس لیے انہوں نے ایک مکان میں اپنے حواریوں کو جمع کر کے ساری صورت حال بتادی انہوں نے کہا کہ اب بہت سخت آزمائش کا وقت آ گیا۔حق کو مٹانے کی سازشیں بڑے زور وشور سے ہو رہی ہیں اب میں تمہارے درمیان زیادہ نہیں رہوں گا دین حق کا معاملہ تمہارے ساتھ وابستہ ہونے والا ہے لہٰذا تم مجھے بتاؤ کہ خدا کی راہ میں سچا مددگار کون کون ہے۔حواریوں نے یہ کلام حق سن کر کہا ہم سب ہی خدا کے دین کے مددگار ہیں ہم سچے دل سے خدا پر ایمان لاتے ہیں اور اپنی صداقت ایمان کا آپ ہی کو گواہ بناتے ہیں یہ کہنے کے بعد سب نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ اے اللہ! تو ہم کو استقامت عطا کر اور ہم کو دین حق پر قائم رکھ اور دین کے مددگاروں کی فہرست میں ہمارا نام لکھ لے جب حضرت عیسیٰؑ کو اس طرف سے اطمینان ہو گیا تو پھر یہ سوچنے لگے کہ دیکھیں مخالفین کیا رنگ دکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کیا فیصلہ ہوتا ہے ایک طرف برے لوگوں کی بری تدبریں اور دوسری جانب اللہ تعالیٰ کی بہترین تدبر بھلا اس قادر مطلع کی تدبیر کو کون سمجھ سکتا ہے۔اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران میں یوں فرماتا ہے ''اور انہوں نے یہود نے عیسیٰ کے خلاف خفیہ تدبیر کی اور اللہ نے یہود کے مکر کے خلاف خفیہ تدبیر کی اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کا مالک ہے۔'' (آل عمران)

آخر کار بنی اسرائیل کے سرداروں کاہنوں اور فقہیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے مکان کا محاصرہ کر لیا حضرت عیسیٰؑ اور حواری مکان کے اندر بند تھے اور دشمنوں نے چاروں طرف

Marfat.com

سے محاصرہ کر لیا لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ خود ان کا محافظ تھا لہٰذا قرآن نے یوں بتایا کہ بیشک خدا کا وعدہ پورا ہوا اور اس کی تدبیر محکم نے عیسیٰ کو دشمنوں کی زد سے ہر طرح محفوظ رکھا فوراً حضرت عیسیٰؑ کو وحی الٰہی نے بشارت سنائی عیسیٰؑ تم خوف نہ کرو۔ تم کو دشمن قتل نہیں کر سکیں گے اور نہ تم موت سے دوچار ہو گے میں تم کو اپنی جانب (ملاء اعلیٰ) کی جانب اٹھا لوں گا اور کافروں سے ہر طرح پاک رکھوں گا یعنی یہ تجھ پر کسی قسم کا قابو نہ پا سکیں گے اس مضمون کو سورۃ آل عمران میں یون بیان فرمایا گیا ہے (وہ وقت ذکر کے لائق ہے) جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ سے حق کے آڑے آتی رہیں تب اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ان کو ہلاک کر دیا اور دوسروں کے لیے ان کو باعث عبرت وبصیرت بنا دیا۔

دوسرا دور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہو کر خاتم الانبیاء محمدؐ تک پہنچا اس دور میں سنت اللہ کی خصوصیت یہ رہی کہ جب اعداء حق اور دشمنان دین قیم نے کلمہ حق کی مخالفت پر اصرار کیا اپنے پیغمبروں کو ایذا دی اور ان کے ساتھ تمسخر کو اپنا نصب العین بنا لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کو ہلاک کرنے کے بجائے اپنے پیغمبروں کو یہ حکم دیا کہ وہ خدا کی راہ میں وطن چھوڑ دیں اور ہجرت کر جائیں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے پیغمبر ہیں جنہوں نے قوم سے یہ اعلان کیا (میں اللہ کی جانب حق مہاجر ہوں) اور عراق سے شام کی جانب ہجرت فرما گئے۔

پھر یہی صورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیش آئی اور وہ نبی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے شام کو ہجرت کر گئے مگر فرعون اور اس کے لشکریوں نے چونکہ مزاحمت کی اور ہجرت کے بھی آڑے آئے اس لیے وہ بحر قلزم میں غرق کر دے گئے۔

پھر یہی صورت نبی اکرم محمدﷺ کو پیش آئی کہ جب قریش مکہ نے اذیت تمسخر دین حق کے ساتھ تصادم اعمال دین کی مزاحمت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا تب مشیت الٰہی کا فیصلہ ہوا کہ آپ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کر جائیں، چنانچہ ہر قسم کی نگرانی اور مکان کے ہر طرف محاصرہ کے باوجود کرشمہ قدرت سے آپؐ محفوظ و مامون مدینہ ہجرت کر گئے۔

سنت اللہ کے اسی دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ہوئی اور ان کی قوم بنی

Marfat.com

اسرائیل نے ان کے ساتھ اور ان کی دعوت حق کے ساتھ بھی وہ سب کچھ کیا جو معاندین حق اور دشمنان دین اپنے پیغمبروں کے ساتھ کرتے رہے تھے۔ اور ان میں ایک یہ خصوصیت زیادہ تھی کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام سے قبل چند انبیاء کو قتل تک کر چکے تھے اور اب حضرت مسیح کے قتل کے درپے تھے اسی لیے اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ کی ہجرت کائنات ارضی کی بجائے ملاء اعلیٰ کی جانب ہو۔

○

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام

کہا اے میرے پیارے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے۔ بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔"

حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ خواب بارہ سال کی عمر میں دیکھا، حضرت یعقوب علیہ السلام کو معلوم تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام منصب نبوت پر فائز ہوں گے تو بھائی ان سے حسد کریں گے۔

یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام سے بہت زیادہ محبت تھی آپ کے بھائی آپ سے اس پر حسد کرتے تھے۔ یہ بھی یعقوب علیہ السلام کے علم میں تھا اسی لیے آپ نے منع فرمایا کہ یہی خواب بھائیوں سے نہ بیان کرنا ورنہ ان کا حسد اور بڑھ جائے گا وہ تمہیں نقصان پہنچانے میں شیطان کے دام فریب میں آجائیں گے۔

"جب انہوں نے کہا کہ ضرور یوسفؑ اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں اور ہم ایک جماعت ہیں بے شک ہمارے باپ صراحتاً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔" (یوسف:۸)

حضرت یعقوب علیہ السلام چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام سے سب سے زیادہ محبت کرتے تھے اور ان کے بعد حضرت بنیامین، تو دوسرے بھائیوں کو اس پر حسد آیا وہ کہنے لگے ہم تو ایک جماعت ہیں باپ کی خدمت زیادہ کرسکتے ہیں اور ان کو زیادہ نفع پہنچا سکتے ہیں یہ دو ہیں اور چھوٹے بھی ہیں یہ اپنے باپ کی خدمت ہماری طرح نہیں کرسکتے پھر ان سے پیار و محبت ہم سے زیادہ کیوں؟

قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

Marfat.com

''یوسف کو مار ڈالو یا کہیں زمین میں پھینک آؤ کہ تمہارے باپ کا منہ صرف تمہاری ہی طرف رہے اور اس کے بعد پھر نیک ہو جانا۔''

یعنی انہوں نے مشورہ کیا کہ چاہتے ہو کہ باپ صرف تمہارے ساتھ ہی خالص محبت کریں تو یوسف کو راستے سے ہٹانا ضروری ہے اس کے بغیر باپ کی کامل محبت میسر نہیں ہو سکتی۔ وہ مسلمان تھے، کافر نہیں تھے۔ سمجھ رہے تھے کہ یہ عظیم جرم بھی ہوگا لیکن حسد کی آگ نے انہیں اندھا کر رکھا تھا۔ وہ اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کا مصمم ارادہ کر چکے تھے البتہ یہ سوچ رہے تھے کہ بعد میں توبہ کر لیں گے اور نیک ہو جائیں گے،

''ان میں سے ایک کہنے والا بولا: یوسف کو قتل نہ کرو اور اسے اندھے کنویں میں ڈال دو کہ کوئی چلتا آ کر اسے لے جائے اگر تمہیں کرنا ہے تو۔''

یہ روکنے والا آپ کا سب سے بڑا بھائی تھا جس کا نام یہودا تھا اس نے کہا قتل ایک عظیم جرم ہے تمہارا یہ ارادہ درست نہیں البتہ جنگل میں کسی کنویں میں ڈال دو۔ شاید وہاں سے کوئی گزرے تو اسے نکال کر ساتھ لے جائے، اس طرح تمہارا مطلب بھی پورا ہوگا اور یوسف بھی قتل سے بچ جائے گا اگر تم نے اپنے ارادے پر عمل کرنا ہے تو یہی کرو۔

''انہوں نے کہا اے ہمارے باپ! آپ کو کیا ہوا کہ یوسف کے معاملہ میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے ہو ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں کل اس کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ میوے کھائے اور کھیلے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔ آپ نے کہا بے شک تمہارا اس کو ساتھ لے جانا مجھے رنج پہنچائے گا اور ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھا جائے گا اور تم اس سے بے خبر رہو۔ انہوں نے کہا کہ اگر اسے بھیڑیا کھا جائے اور ہم ایک جماعت ہیں جب تو ہم کسی مصرف کے نہیں۔''

ان کا شہر سے باہر جانے اور کھیل کی اجازت طلب کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہم دشمن سے جنگ کرنے کے لیے تیاری کریں گے دوڑ میں مقابلہ کریں گے تیر اندازی میں مہارت حاصل کریں گے۔

اگر وہ صرف لہو ولعب کے لیے کھیل کود کی اجازت طلب کرتے تو یعقوب علیہ السلام

Marfat.com

انہیں کبھی اجازت نہ دیتے۔ یوسف علیہ السلام چونکہ چھوٹے تھے اس لیے انہوں نے کہا اے ہمارے ابا جان ہمارے چھوٹے بھائی کو بھی ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دو، یہ ہماری جنگی تدابیر دیکھ کر خوش ہوگا اور جنگلی میوے پھل ہم اسے توڑ کر دیں گے۔ یہ کھائے گا کیونکہ ہم اونٹوں کو چرانے اور انہیں چارہ کھلانے کی مشقیں بھی کریں گے ان میں جنگلی درختوں سے پھل بھی حاصل کریں گے۔

یعقوب علیہ السلام چونکہ پہلے ہی خواب دیکھ چکے تھے کہ یوسف علیہ السلام پر بھیڑیے نے حملہ کر دیا ہے اور وہ زمین بھی بھیڑیوں والی تھی اس لیے آپ نے کہا مجھے ڈر ہے کہ اسے کوئی بھیڑیا نہ کھا جائے اور تم بے خبر ہی رہو۔ شاید یعقوبؑ نے خواب کو اسی طرح دیکھا اور اشارہ دشمن کی طرف ہو یعنی بھیڑیے سے مراد دشمن ہو۔ آپؑ کے بیٹوں کو واپس آ کر یہی عذر پیش کرنا ہے اپنے باپ کے قول سے ہی سمجھ آیا ورنہ پہلے ان کے ذہن میں یہ بات نہیں تھی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کے سامنے ایسا کلام نہ کرو جس سے اسے جھوٹ کی راہنمائی ملے، جیسے یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کو معلوم نہیں تھا کہ انسانوں کو بھیڑیا بھی کھا جاتا ہے جب ان کے باپ نے یہ کہا تو انہیں بھی جھوٹ بولنے کا موقع مل گیا انہوں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ بھائیوں کی ایک جماعت وہ جو بہت طاقتور ہو کے ساتھ ایک بھائی کو بھیڑیا کھا جائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہم کسی کام کے نہیں ہوں گے۔ ہمارے ہوتے ہوئے بھیڑیے کی کیا مجال ہے کہ ہمارے بھائی کو کھا جائے۔

جب حضرت یعقوبؑ کسی طرح بھی ان کے ساتھ یوسفؑ کو بھیجنے کے لیے تیار نہ ہوئے تو انہوں نے یوسفؑ کو کہا کیا تم ہمارے ساتھ جنگل میں چلو گے جہاں ہم دوڑ میں مقابلہ کریں گے اور اونٹ وغیرہ دوڑانے اور دوسری جنگی تدابیر میں مقابلہ کریں گے۔ حضرت یوسفؑ نے کہا ہاں ضرور جاؤں گا انہوں نے کہا کہ تم باپ کو کہو۔ آپ نے سب بھائیوں کو ساتھ لیا اور باپ کے پاس آ گئے۔ بھائیوں نے ان کی موجودگی میں اپنے باپ کی خدمت میں عرض کی یوسف ہمارے ساتھ جانا پسند کرتا ہے۔ آپ اسے اجازت دیں۔

Marfat.com

آپ نے یوسفؑ کی طرف توجہ کرتے ہوئے پوچھا تمہارا کیا خیال ہے انہوں نے کہا بھائی مجھے پیار و محبت سے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں اس لیے میں ان کے ساتھ ضرور جاؤں گا اس طرح یعقوبؑ باوجود اس کے کہ نہیں چاہتے تھے کہ یوسفؑ کو بھائیوں کے ساتھ بھیجا جائے لیکن تقدیر کے سامنے کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی یوسفؑ کی مرضی اور کہنے پر بھائیوں کے ساتھ بھیجنے پر آمادگی ظاہر فرمادی۔

جب وہ یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے کر چلے تو جب تک یعقوب علیہ السلام سامنے تھے اس وقت تک تو وہ کندھے پر اٹھا کر چلے۔ یعقوب علیہ السلام اس وقت تک کھڑے دیکھتے رہے جب تک وہ سامنے رہے۔ جب وہ جنگل میں پہنچ گئے اور اپنے باپ کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو یوسف علیہ السلام کو زمین پر پھینک دیا اور اپنی عداوت ظاہر کرنے لگے ،کبھی بدکلامی کرتے اور کبھی مارتے ،آپ ایک بھائی سے بھاگ کر دوسرے کے پاس آتے کہ شاید وہ میرے ساتھ ہمدردی کرے گا اور میری فریاد سنے گا لیکن وہی آپ کو مارنا شروع کر دیتا۔ آپ نے ان کے ارادوں کو جب سمجھ لیا کہ یہ کیا چاہتے ہیں تو وہاں سے پکار کر کہا۔

اے میرے ابا جان ! کاش یوسف کو دیکھتے کہ بھائی اس پر کتنا ظلم کر رہے ہیں۔ تو آپ کتنے غم زدہ ہوتے اور میرے بھائیوں کے مجھ پر مظالم کو اگر آپ دیکھتے تو یقیناً روتے۔

اے میرے ابا جان ! یہ کتنی جلدی آپ کے وعدہ کو بھول گئے ،کتنی جلدی آپ کی نصیحتوں کو بھول گئے۔

یہ کہتے ہوئے یوسف علیہ السلام شدید روئے اسی حال میں روبیل نے آپ کو زمین پر گرادیا اور سینے پر بیٹھ گیا آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے میرے بھائی ٹھہر جا مجھے قتل نہ کر قتل کرنا عظیم جرم ہے۔

سبحان اللہ ! نبی کا مقام کتنا بلند ہے۔ نبوت کے اعلان سے پہلے ہی اپنے بھائیوں کو نصیحت کر کے قتل جیسے عظیم جرم سے بچا رہے ہیں۔ روبیل کہنے لگا تجھے تو بڑے خواب آتے تھے اب تو اپنے خوابوں کو بلا جو تجھے میرے ہاتھوں چھڑائیں۔ اس نے آپ کی گردن کو مروڑا ،آپ کو قتل کرنا ہی چاہتا تھا کہ آپ نے بڑے بھائی ''یہودا'' کو کہا اے میرے

Marfat.com

بھائی! اللہ سے ڈر، میرے اور مجھے قتل کرنے والے کے درمیان حائل ہو جا آپ کے کہنے پر اسے کچھ بھائی ہونے کا خیال آیا اور دل نرم ہوا اس نے کہا اے میرے بھائیو! کیا تم نے میرے ساتھ وعدہ نہیں کیا تھا کہ قتل نہیں کرو گے؟ اب بھی آسان کام کرو قتل نہ کرو وہ غصہ میں پہلے کیے ہوئے وعدہ کو بھول چکے تھے پوچھنے لگے کیا کریں۔

یہودا نے کہا یہ قریب ہی کنواں اس میں پھینک دو یا تو خود ہی مر جائے گا یا کوئی قافلے والے گزرے تو اسے نکال کر ساتھ لے جائیں گے وہاں ایک کنواں تھا جو نیچے سے کھلا اور اوپر سے تنگ تھا اس میں جب انہوں نے آپ کو پھینکنا چاہا تو آپ کنوئیں کے کنارے پر لپٹ گئے انہوں نے آپ کو ہاتھ پاؤں باندھ دیئے قمیض کو اتار لیا کیونکہ وہ قمیض کو خون سے رنگ کر اپنے باپ کے سامنے عذر پیش کرنا چاہتے تھے، یوسف علیہ السلام ان کو کہہ رہے تھے میرے بھائیو! میری قمیض واپس کر دو تاکہ میں کنوئیں میں ننگا نہ رہوں۔ لیکن بھائیوں نے آپ کی بات کو تسلیم نہ کیا۔ آپ کو کنویں میں ڈالنے لگے تو آپ نے انہیں کہا اے میرے بھائیو! مجھے اکیلے چھوڑ جاؤ گے؟ انہوں نے کہا اب تم چاند سورج اور تاروں کو بلاؤ وہی تمہاری مدد کریں گے۔

آپ کو ایک ڈول میں ڈال کر کنوئیں میں لٹکا دیا گیا جب نصف فاصلہ تک ڈول پہنچا تو اوپر سے چھوڑ دیا گیا اس خیال سے کہ زور سے گرنے پر مر جائے گا لیکن آپؑ پانی میں گرے اور ایک طرف پتھر تھا اس پر بیٹھ گئے۔

جب آپ کو کنوئیں میں ڈالا گیا تو آپ رو رہے تھے انہوں نے آپ کو اوپر سے آواز دی آپ نے خیال کیا شاید بھائیوں کو میرے حال پر رحم آ گیا آپ نے ان کے جواب میں دیا انہوں نے آپ کو زندہ سمجھ کر پتھر گرا کر قتل کرنا چاہا لیکن یہودا نے پھر منع کر دیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس وہ قمیض تھی جو آپ کے دادا جان حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو جنت سے لا کر پہنائی گئی تھی جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا۔

یعقوب علیہ السلام نے جب یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے ساتھ روانہ کیا تو وہ قمیض آپ نے ان کے گلے میں بطور تعویذ ڈال دی بھائیوں نے جب یوسف علیہ السلام

Marfat.com

کو کنویں میں ڈالا تو ان کی قمیض اتار لی تھی لیکن فرشتے نے آ کر ان کے گلے سے وہ تعویذ اتار کر اس سے قمیض نکال کر ان کو پہنا دی جس سے کنواں جگمگانے لگا۔

حضرت حسنؓ سے مروی ہے کہ جب آپ کو کنویں میں ڈالا گیا تو کنوئیں کا پانی میٹھا ہو گیا (حالانکہ پہلے نمکین تھا) اس میں غذائیت کی تاثیر آ گئی یعنی کھانے اور پینے کا کام دینے لگا۔ جبرائیل ان کے پاس کنوئیں میں آ گئے تاکہ وہ ان سے ان کو پکڑ سکیں۔ جب شام ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام جانے کے لیے اٹھے تو آپ نے کہا کہ اب مجھے اکیلا رہنے سے وحشت ہوگی۔ جبرائیلؑ نے کہا اگر تمہیں ایسی کوئی حاجت درپیش آئے تو تم دعا پڑھنا۔

اس کے پڑھنے پر تم مجھے اپنی جگہ دیکھ لو گے میرے حال کو جان لو گے میرا معاملہ تم پر کچھ مخفی نہیں رہے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب دعا پڑھی تو فرشتے آپ کے پاس آ گئے آپ ان سے انس پکڑنے لگے۔ اکیلا ہونے کا آپ کو کوئی احساس نہ ہوا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالا گیا آپ کے پاس جبرائیل آئے اور کہنے لگے اے لڑکے آپ کو کنوئیں میں کس نے ڈالا ہے؟ آپ نے کہا میرے بھائیوں نے انہوں نے پوچھا بھائیوں نے کیوں ڈالا آپ نے کہا میرے باپ مجھ سے محبت کرتے ہیں انہوں نے مجھ پر حسد کیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کیا تم یہاں سے نکلنا چاہتے ہو آپ نے فرمایا یہ التجا صرف یعقوب علیہ السلام کے اللہ کی طرف ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا پھر تم اللہ سے یہ دعا کرو۔

آپ نے جب یہ دعا پڑھی تو اللہ نے آپ کے معاملات آسان کر دیئے۔ کنوئیں سے نکال کر مصر کی بادشاہی عطا فرما دی جو آپ کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ دعا کرتے رہا کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نیک برگزیدہ بندوں کی دعا ہے۔

''اور رات ہوئے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔ اے ہمارے باپ ہم دوڑتے ہوئے آگے نکل گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑا تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہ کریں گے اگرچہ ہم سچے ہوں اور ان کی قمیض پر جھوٹا خون لگا

Marfat.com

لائے، (یعقوب علیہ السلام نے کہا) بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے لیے بنالی ہے تو صبر اچھا اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو۔" (پ 12 سورۃ یوسف:16-18)

انہوں نے ایک ہرن کو ذبح کیا اس کے خون سے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض رنگ کر باپ کے پاس لائے اور ظاہر یہ کیا کہ بھیڑیے کے کھانے کی وجہ سے یہ خون آلودہ ہوگئی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے قمیض کو لے کر اپنا چہرہ پر ڈالا اور رونے لگے یہاں تک کہ قمیض کے خون سے آپ کا چہرہ خون آلودہ ہو گیا آپ کہہ رہے تھے کہ میں نے آج تک اتنا حکیم بھیڑیا کوئی نہیں دیکھا جس نے میرے بیٹے کو کھالیا ہو لیکن قمیض کو نہ پھاڑا ہو یہ کہتے ہوئے آپ نے پھر رونا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ آپ کے بیٹوں نے آپ پر پانی چھڑکا لیکن آپ کو ہوش نہ آیا اور نہ ہی آپ کے جسم میں کوئی حرکت پیدا ہوئی وہ آپ کو پکار رہے تھے لیکن آپ کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ یہودا نے اپنا ہاتھ آپ کے ناک اور منہ پر رکھا لیکن اسے سانس کا چلنا محسوس نہیں ہو رہا تھا اور نہ ہی آپ کی کوئی نبض چل رہی تھی۔

یہودا نے کہا ہمیں قیامت کے دن جزا دینے والے مالک الملک سے عذاب ہی حاصل ہوگا ہم نے اپنے بھائی کو بھی ضائع کر دیا اور باپ کو بھی قتل کر دیا۔ غرض یہ کہ وہ تمام رات آپؑ نے بے ہوشی میں گزار دی سحری کے وقت ہوش آیا۔

یوسف علیہ السلام کی قمیض میں تین نشانیاں پائی گئیں۔ پہلی یہ کہ یعقوب علیہ السلام نے قمیض کو دیکھ کر کہا کہ یوسف کو بھیڑیے نے نہیں کھایا۔ پھر یعقوب علیہ السلام کی گئی ہوئی نظر قمیض سے ہی واپس لوٹی۔ جب مصر سے یوسف علیہ السلام نے قمیض بھیجی اس طرح زلیخا کے الزام سے قمیض کو دیکھ کر ہی بری کیا گیا۔

ایک سوال یہ ہے کہ جب "حضرت یعقوب علیہ السلام کو معلوم تھا کہ آپ زندہ صحیح سلامت ہیں کیونکہ آپ نے یوسف علیہ السلام کو بتایا تھا کہ تمہارا رب تمہیں برگزیدہ پیغمبر بنائے گا اور تمہیں باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا اور ظاہر بات یہی ہے کہ آپ نے یہ کلام

Marfat.com

وحی سے فرمایا اور جب آپ کو معلوم تھا کہ آپ زندہ صحیح سلامت ہیں تو آپ پر واجب تھا کہ یوسف علیہ السلام کو تلاش کرتے۔"

یعنی یہ آپ کو بذریعہ وحی معلوم تھا کہ یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ باقی لوگوں سے چن کر مقام نبوت عطا کرے گا آپ اعلان نبوت فرمائیں گے اس سے پہلے آپ پر موت نہیں آئے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا تو اتنا معلوم ہونے کے باوجود آپ نے تلاش نہیں کیا؟ بلکہ اتنا وقت روتے ہوئے گزار دیا اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ

بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کو لب کھولنے سے منع فرمایا تھا تاکہ وہ اس پر شدید مشقت اٹھائیں اور یہ معاملہ ان پر سخت ہو۔

آپ کو صبر کا ثواب ملے اور یوسف علیہ السلام کو مصر کی بادشاہی۔

اور وجہ یہ بھی تھی کہ زیادہ تلاش کرنے میں خطرہ تھا کہیں بھائی جا کر قتل نہ کر آئیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا رونا صرف فراق کی وجہ سے تھا بے خبری کی وجہ سے نہیں۔

اور وجہ یہ تھی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر صابر و شاکر تھے۔ لیکن بیٹوں کے فعل پر پریشان تھے کہ نبی کی اولاد ہو کر یہ کتنے حاسد نکلے اس پر آپ کو رونا ہی تھا،

حضرت اعمش رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کے جھوٹا رونے کے بعد کسی کے رونے سے اسے سچا نہیں سمجھا جاسکتا۔ ابن منذر نے شعبی سے روایت کی ہے کہ قاضی شریح کے پاس ایک عورت اپنا مقدمہ لے کر آئی اور رو رہی تھی لوگوں نے قاضی شریح کو کہا کیا آپ اسے روتا ہوا نہیں دیکھ رہے آپ نے فرمایا یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی رات کے وقت روتے ہوئے اپنے باپ کے پاس آئے تھے حالانکہ وہ ظالم اور جھوٹے تھے اس لیے کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بغیر تحقیق کے ناحق فیصلہ کر دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک قافلہ مدین سے مصر کی جانب روانہ ہوا وہ قافلہ والے راستہ بھٹک گئے وہ ادھر ادھر پھرنے لگے کہ تاکہ راستہ مل جائے اسی دوران انہیں وہ کنواں نظر آیا جس میں حضرت یوسف علیہ السلام تھے حالانکہ وہ کنواں ایسے بیابان

Marfat.com

جنگل میں تھا جہاں چرواہوں کے بغیر کوئی شخص نہ آتا، قافلہ والوں نے کنواں دیکھ کر اپنے ایک شخص مالک بن زعر خزاعی کو بھیجا تاکہ وہاں سے پانی لے آئے اس نے جب کنوئیں میں ڈول ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام اس سے لپٹ گئے اس طرح آپ باہر تشریف لائے مالک بن زعر خزاعی نے آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر خوشی سے کہا۔

کتنی خوشی کی بات ہے یہ تو لڑکا ہے۔

یعنی کتنا خوبصورت لڑکا ہمارے ہاتھ میں آگیا جو ہمارے لیے بہت بڑا سرمایہ بنے گا۔ یوسف علیہ السلام کا چہرہ بہت حسین تھا بال گھنگریالے، آنکھیں موٹی وخوبصورت تمام اعضاء میں عجیب قسم کا اعتدال پایا جاتا تھا رنگ سفید گندم گوں سرخی مائل کلائیاں اور پنڈلیاں موٹی پیٹ چھوٹا ناف چھوٹی تھی اور جب آپ مسکراتے تھے تو آپ کے دانتوں سے نور کی شعائیں نکلتی تھیں جب کلام فرماتے تو آپ کے سامنے والے دانتوں سے نور کی شعاعیں نظر آتیں اور کسی شخص میں اس وقت یہ اوصاف نہیں پائے جاتے تھے۔ آپ کا حسن ایسے جلوہ گر تھا جیسے دن کی روشنی۔

اتنے حسین لڑکے کو دیکھ کر نکالنے والے کو تعجب کیوں نہ ہوتا کہ آپ کے حسن اور خیر برکت سے محرومی پر تو کنوئیں کی دیواریں اور پتھر بھی روئے۔

اگرچہ آپ کو کنوئیں سے نکالنے والوں نے قیمتی سرمایہ سمجھ کر چھپا کر رکھا تھا کہ مصر میں جا کر اسے فروخت کر کے بہت بڑا مال حاصل کریں گے لیکن آپ کے بھائی تین دنوں کے بعد آپ کے حال کا پتہ چلانے کے لیے آئے کہ یوسف زندہ ہے یا مر چکا ہے؟ کنوئیں پر آئے تو دیکھا کہ یوسف کنوئیں میں تو نہیں ادھر ادھر دیکھا تو ایک قافلہ نظر آیا ان سے پوچھنے پر پتہ چلا کہ انہوں نے ایک لڑکے کو نکالا ہے آپ کے بھائیوں نے کہا یہ ہمارا غلام ہے جو بھاگ کر آ گیا ہے۔ اگر تم خریدنا چاہتے ہو تو ہم تمہیں سستا بیچ دیتے ہیں اور تم اسے کسی دور علاقہ میں لے جاتا کہ اسے بھاگنے کا مزہ آئے۔

یوسف علیہ السلام بھی بھائیوں کے ڈر سے خاموش تھے آپ نے بھی نہ بتایا کہ میں ان کا بھائی ہوں غلام نہیں آخر کار آپ کو بیس یا بائیس کھوٹے درہموں سے بیچ دیا گیا اللہ

Marfat.com

نے فرمایا اور بھائیوں نے اسے کھوٹے داموں گنتی کے روپوں پر بیچ ڈالا۔

جب آپ کے بھائیوں نے آپ کو کھوٹے درہموں سے بیچ دیا تو تاجر کو کہا کہ یہ چور ہے اور بھاگ بھی جاتا ہے تو اس تاجر نے آپ کو قید کر لیا اور آپ کی نگہبانی کے لیے ایک حبشی غلام کو آپ پر مقرر کر دیا جب وہاں سے کوچ کرنے لگے تو آپ رونے لگے تاجر نے آپؑ سے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا جن لوگوں نے مجھے بیچا ہے میں ان کو الوداعی سلام کرنا چاہتا ہوں یعنی ایسا سلام کرنا چاہتا ہوں جو کبھی نہ لوٹنے والا کرتا ہے۔

تاجر نے اپنے غلام کو کہا اس کو اپنے مالکوں کے پاس لے جاؤ تاکہ یہ انہیں الوداعی سلام کر آئے پھر قافلہ سے مل جانا میں نے آج تک اتنا فرمانبردار غلام نہیں دیکھا جو اپنے مالکوں سے اتنی محبت رکھتا ہو اور اتنے ظالم کوئی مالک نہیں دیکھے جتنے ظالم اس کے مالک ہیں۔

وہ غلام آپ کو آپ کے بھائیوں کے پاس لے آیا اور سب سوئے ہوئے تھے ایک ان میں سے بھیڑ بکریوں کی حفاظت کر رہا تھا جو جاگ رہا تھا۔ یوسف علیہ السلام اپنے محافظ غلام کے ساتھ پاؤں میں بیڑیاں لگے لڑکھڑاتے اس کے پاس پہنچ کر رونے لگے اس نے پوچھا تم کیوں آئے ہو؟ یوسف علیہ السلام نے کہا میں تمہیں الوداعی سلام کرنے آیا ہوں جسے تم کبھی نہ دیکھ سکو گے ہائے افسوس ہائے بربادی! یہ کیسا الوداع ہے (ممکن ہے یہ یہودا ہو وہ کچھ آپؑ سے نرم گوشہ رکھتا تھا) سب جاگ پڑے یوسفؑ ایک ایک بھائی پر محبت سے سر جھکا بوسے لیتے ہوئے گلے مل رہے تھے۔

سبحان اللہ! ان کے ظلم کو دیکھئے اور یوسف علیہ السلام کی محبت کو دیکھئے آپ چلتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے اگرچہ تم نے مجھے ضائع کر دیا اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے گھروں میں قائم و دائم رکھے اگرچہ تم نے مجھے گھر سے نکال دیا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اگرچہ تم نے مجھ پر رحم نہیں کیا۔

آپ کے الوداعی سلام، رقت آمیز کلمات دکھ بھری فریاد کا اثر بھیڑ بکریوں پر اتنا شدید ہوا کہ ان کے اس ہولناک منظر سے حمل گر گئے۔

Marfat.com

بھائیوں کو آپ نے الوداع کر دیا تو آپ کو غلام نے پکڑ کر اپنے ساتھ چلا لیا تا کہ قافلہ سے مل جائیں آپ کو بیڑیاں لگا کر ایک سواری پر سوار کر کے ساتھ لے جایا جا رہا تھا کنعان کے قبرستان سے جب آپ کا گزر ہوا تو اپنی والدہ راحیل کی قبر کو دیکھ کر آپ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے سواری سے اتر کر قبر سے لپٹ کر روتے ہوئے عرض کرنے لگے۔

اے میری ماں قبر سے سر اٹھا کر ذرا اپنے بیٹے کو بیڑیوں میں جکڑا ہوا تو دیکھو اے میری ماں بھائیوں نے مجھے کنوئیں میں پھینک دیا۔ باپ سے مجھے جدا کر دیا کھوٹے سکوں سے مجھے بیچ ڈالا میری چھوٹی عمر پر بھی ان کا دل نہ پسیجا انہیں مجھ پر کچھ رحم نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور میرے والد کو مقام رحمت میں جمع کرے وہی ارحم الراحمین ہے۔

بادشاہ روم نے ایک آدمی کو بہت مال و دولت دے کر مصر کو روانہ کیا کہ یہ مال دولت دے کر بادشاہ مصر کے باورچی اور ساقی کو راضی کر کے بادشاہ کو زہر کھلائی جائے ساقی نے بات نے مانی کسی طرح بادشاہ کو خبر ہوگئی دونوں کو قید خانہ میں بھیج دیا۔ پھر انہوں نے خواب دیکھا۔ بہر حال جب بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلوایا تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے مصر کی ان عورتوں سے حال دریافت کرو جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ یہ بات سن کر بادشاہ حیران ہوا اور ساقی سے دریافت کیا ساقی نے کہا کہ وہ عبرانی غلام ہے نہایت ہی حسین اس کو عزیز مصر نے مالک سے خریدا تھا۔ پھر تمام کیفیت اس کے قید ہونے کی سنائی۔ پھر بادشاہ ریان بن ولید نے جیل خانہ کے انچارج سے دریافت کی۔ انچارج نے کہا کہ عزیز مصر نے اس کو قید کیا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام ہر دن روزہ رکھتے ہیں اور رات کو عبادت کرتے ہیں اور جو کھانا انہیں دیا جاتا ہے وہ دو لقمے خود تناول فرماتے ہیں باقی محتاجوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

پھر بادشاہ نے عزیز مصر کو بلایا اور اس سے پوری کیفیت دریافت کی۔ عزیز مصر نے اصلی بات کو چھپا کر کہا کہ میں نے اس غلام کو خرید کر فرزندی میں رکھا تھا۔ اس سے خیانت ہوگئی اس واسطے میں نے اس کو قید کر دیا پھر ان عورتوں کو بادشاہ نے اپنے دربار میں بلایا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے جب عورتوں نے کہا معاذ اللہ ہم نے حضرت یوسف علیہ

Marfat.com

السلام میں تو کوئی بدی نہیں دیکھی ۔وہ بالکل ہمارا مکر اور فریب تھا پھر بادشاہ نے بی بی زلیخا کو بلایا اور تمام حالات دریافت کیے ۔بی بی زلیخا نے بھی اقرار کیا کہ میں نے خود اس کو اپنی طرف بلایا اور اوہ اپنی بات میں سچا ہے جب عصمت اور طہارت حضرت یوسف علیہ السلام کی ظاہر ہوگئی تب بادشاہ نے اپنے خاص مقرب آدمی کو حضرت علیہ السلام کے بلانے کے واسطے روانہ کیا اور تمام حقیقت صفائی کی سنائی ۔حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کام میں نے اس لئے کرایا تھا کہ عزیز مصر کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی خیانت نہیں کی ۔پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے بڑی عزت کے ساتھ زندان سے نکلتے وقت قیدیوں کے لیے دعائے خیر کی ۔حضرت یوسف علیہ السلام غسل کر کے بہترین لباس پہن کر شاہی گھوڑے پر سوار ہو کر بادشاہ کی زبان سے یہ بات نکلی کہ یہ مکرم روح یا فرشتہ مجسم ہے نہ کسی نے ایسا شخص دیکھا نہ سنا بادشاہ نے بڑی عزت سے مکان میں بٹھایا۔ بات چیت کے ہونے میں بھی بڑے کمالات نظر آئے پھر بادشاہ نے عرض کیا کہ میرے خواب کی تعبیر اپنی زبان سے مجھے سنائیں ۔حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو میں آپ کا خواب ہی پہلے مفصل طریقے سے بیان کروں بعد میں اس کی تعبیر کروں بادشاہ کو یہ بات زیادہ پسند آئی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ بادشاہ نے خواب یوں دیکھا ہے کہ سات گائیں فربہ سفید اور سیاہ آنکھوں والی سبز رنگ دریائے نیل کے کنارے میں ظاہر ہوئیں۔ ان کے حسن اور خوبصورتی سے بادشاہ تعجب میں رہا اسی عرصے میں دریائے نیل کا پانی خشک ہوا اور سوائے کیچڑ کے کچھ بھی نہ رہا۔اس کیچڑ میں سات گائیں تھیں جن کا پیٹ پیٹھ سے ملا تھا اور پھر وہ سب گائیں آپس میں ملیں ۔وہ دبلی گائیں موٹیوں پر غالب آگئیں ۔ان کی ہڈیاں توڑ کر گوشت پوست سب کھا گئیں۔

جب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام سے سچائی اپنے خواب کے بارے میں سنی تو حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت بادشاہ کے دل میں بیٹھ گئی کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بزرگی اور بڑائی معلوم ہوگئی پھر یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ بادشاہ ان گائیوں

Marfat.com

کو تعجب سے دیکھ رہا تھا کہ اسی وقت سات خوشے تر اور سات خشک ایک ہی جگہ سے نکلے اور جڑ سب کی پانی اور مٹی میں مضبوط تھی۔ بادشاہ اس خیال میں ہے کہ مقام تو سب کا ایک ہے۔ پھر سیاہی و سبزی اور خشکی کیوں ہے اس وقت ایک ہوا چلی پھر وہ خشک خوشے اور سبز آپس میں ملے اور سبزی کا اثر چلا گیا سب خشک ہو گئے۔

بادشاہ نے یہ بیان یوسف علیہ السلام سے سنا تو کہا واللہ تیرا کہنا بے کم و کاست ہے تعبیر تو پہلے ہی ہو چکی تھی۔ بادشاہ نے کہا اب کیا بندوبست ہونا چاہیے تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام ملک مصر میں دہقانوں کو کوشش سے زراعت کرنے کا حکم صادر کرو اگر سستی ہوئی تو بڑا نقصان ہوگا سات سال کی پیداوار میں قوت لا یموت کا خرچ کریں باقی غلہ بمع خوشوں کے جمع کریں۔ بادشاہ ریان یہ باتیں سن کر حیران ہوا اور کہا کہ یہ عظیم الشان کام کس کے حوالے کروں تو حضرت یوسف علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔ بلکہ ملک کے تمام خزانوں پر متصرف کر دیا۔ پھر عزیز مصر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد یوسف کو مختار کل بنا دیا گیا۔

یوسف علیہ السلام نے ایک وسیع مکان بنوایا اور تمام ملک سے محصول قلیل اور کثیر جمع کر کے اس مکان کو بھر دیا اس طرح سات سالوں کے لے پیداوار جمع ہو گئی پھر قحط شروع ہو گیا۔ سات سال کا کچھ بھی کسی کے پاس نہ رہا۔ بھوک کی شدت میں ساری دنیا مبتلا ہو گئی۔ خود حضرت یوسف علیہ السلام نے کبھی بھی پیٹ بھر کر نہ کھایا مسکینوں غریبوں کو کھلاتے رہے غنی اور فقیر سب دبلے ہو گئے۔ جو لوگوں کا مال و متاع تھا سب ختم ہو گیا تو مصر کے سب لوگوں نے اپنی جان کو غلامی میں دے کر کھانا پینا شروع کر دیا۔ سب لوگ مصر کے حضرت یوسف علیہ السلام کے غلام ہو گئے لیکن یوسف علیہ السلام نے قحط کے ختم ہونے پر لوگوں کو آزاد کر دیا۔

شاہِ مصر ریان بن ولید نے سلطنت مصر کی وزارت آپ کو دے دی۔ پہلے عہدے پر بی بی زلیخا کا خاوند تھا جس نے آپ کو خریدا تھا۔ آخر بادشاہ مصر آپ کے ہاتھ پر ایمان لایا ابن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کو خریدنے والے کا نام اطغر تھا۔ یہ انہی دنوں میں انتقال کر گیا۔

Marfat.com

دائرۃ المعارف میں ہے کہ بادشاہ نے بغیر تخت شاہی کے سب کام حضرت یوسف علیہ السلام کے سپرد کر دیے اور اپنی انگلی کے انگوٹھی نکال کر حضرت یوسف علیہ السلام کی انگلی پر پہنا دی اس وقت آپ کی عمر مبارک تیس سال تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے سب انتظام شروع کر دیا اور مصر کی سرزمین پر حاکم متصرف ہو گئے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عزیز کی بیوی راستے میں کھڑی تھی۔ ادھر سے حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری نکلی تو بے ساختہ بیوی کے منہ سے یہ بات نکلی کہ الحمد اللہ شان اللہ پر قربان جایئے کہ جس نے اپنی فرمانبرداری کی وجہ سے غلاموں کو بادشاہ کر دیا اور نافرمانبرداری کی وجہ سے بادشاہوں کو غلام بنا دیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے عزیز کی زوجہ راعیل جس کو زلیخا کہتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام سے نکاح کر دیا۔ جب آپؑ ان سے ملے تو فرمایا کہو کیا یہ تمہارے اس ارادے سے بہتر نہیں۔

انہوں نے جواب دیا کہ اے صدیق مجھے ملامت نہ کرو۔ آپ کو معلوم ہے کہ حسن و خوبصورتی والی اور دھن دولت والی عورت تھی۔ میرے خاوند قوت مردمی سے محروم تھے یعنی نامرد تھے وہ مجھ سے مل ہی نہ سکتے تھے اور ادھر آپ کی قدرت نے جس فیاضی سے دولت حسن کے ساتھ مالا مال کیا ہے وہ بھی ظاہر ہے پس مجھے آپ ملامت نہ کیجئے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں کنواری پایا پھر ان کے بطن مبارک سے دو لڑکے جن کے نام افراہیم اور منشاء تھا۔ افراہیم کے ہاں نون پیدا ہوئے جو حضرت یوشع علیہ السلام کے والد تھے اور ایک صاحبزادی ہوئی جس کا نام رحمت تھا جو حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی تھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے سات سال تک تو وزیر کی حیثیت سے غلہ اناج جمع کیا جب قحط عام پھیل گیا اور کنعان وغیرہ تک قحط کا اثر جا پہنچا تو حضرت یوسف علیہ السلام ہر بیرونی آدمی کو ایک اونٹ کا بوجھ غلہ عنایت کرتے تھے اور خود لشکر وغیرہ صرف ایک ہی بار دوپہر کے وقت ایک آدھ نوالہ کھا لیتے اور اہل مصر کو پیٹ بھر کر کھلاتے تھے۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی مصر پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا اور وہ نہ پہچانتے تھے جیسا کہ فرمان ہے۔

Marfat.com

اور یوسف کے بھائی آئے پس یوسف کے پاس گئے تو اس نے انہیں پہچان لیا اور انہوں نے اس کو نہ پہچانا۔

جب برادران یوسفؑ والد کی اجازت سے مصر پہنچے تو آپ نے بیک نگاہ ان کو پہچان لیا اور ان میں سے کسی نے بھی آپ کو نہ پہچانا کیونکہ آپ ان سے بچپن میں جدا ہو گئے تھے اور انہوں نے سوداگروں کے ہاں فروخت کر دیا تھا۔ ان کے تو وہم و گمان بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ وہ بچہ جسے غلامی کی حالت میں بیچ دیا آج وہ عزیز مصر کیسے بن سکتا ہے۔ ادھر حضرت یوسفؑ نے طرز گفتگو بھی اس انداز سے کی کہ تم لوگ کہاں کے رہنے والے ہو اور میرے ملک میں کیسے آگئے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ غلہ عطا فرماتے ہیں آپؑ نے فرمایا مجھے شک ہے کہ تم کہیں جاسوس نہ ہو۔

انہوں نے جواب دیا کہ معاذ اللہ ہم جاسوس نہیں ہیں۔ ہم کنعان کے رہنے والے ہیں اور ہمارا والد صاحب یعقوبؑ نبی اللہ ہے۔ ہمارے باپ دادا منازل شناس معجزہ ذبیح اللہ اور آزمائش خلیل اللہ آپ کی سمع مبارک میں پہنچی ہوگی اور ہمارا باپ رفیع القدر نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہے اور لقب اسرائیل اللہ ہے حضرت یوسفؑ نے فرمایا تمہارا والد زندہ ہے؟ کہا ابھی تک ہمارے والد صاحب حیات ہیں فرمایا تم سب کتنے بھائی ہو کہا ہم بارہ بھائی تھے۔

ایک نہایت خوبصورت جو نبوت کے لائق تھا ایک دن ہماری محبت میں جنگل کے تماشے کو گیا تھا۔ ہم سے غائب ہوا تو بھیڑیا اس کو لے گیا۔ جب باپ کو خبر ہوئی تو راضی بر رضا ہو کر گوشہ گیری اختیار کی اور اس کے حقیقی بھائی کو اپنے حضور میں رکھ کر غم سے تسلی حاصل کرتا ہے، برادارن یوسف علیہ السلام جس وقت پہنچے تھے اس وقت یوسف علیہ السلام سر پر عظمت اور مسند عزت پر بیٹھے تھے۔ بادشاہوں کا لباس پہنے ہوئے طوق طلائی گردن مبارک میں ڈالا تھا۔ بھائیوں کے خواب خیال میں بھی یہ نہ تھا کہ یہ یوسف ہے۔

بہر حال تمام حالات معلوم کرنے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ ان کو سرکاری مہمان سمجھا جائے اور اچھی خاطر داری کی جائے اور اچھی جگہ ٹھہرایا جائے پھر ان کے برتن غلے سے بھر دیئے اور ان کو تیار کیا جتنا غلہ ان کے جانور اٹھا سکتے تھے بوریوں میں

Marfat.com

بھر دیا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ دوبارہ پھر اپنے بھائی بنیامین کو بھی ساتھ لاؤ تم نہیں دیکھتے کہ میں نے تمہاری کیسی خاطر تواضع کی ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

''جب یوسفؑ نے ان کو ان کا اسباب مہیا کر دیا تو فرمایا کہ تم میرے پاس اس بھائی کو جو لاؤ جو وہاں رہ گیا ہے۔ کیا آپ لوگوں نے غور نہیں کیا کہ میں نے ناپ تول میں کوئی کمی نہیں کی اور میں بہترین مہمانی کرنے والا ہوں اور اگر تم اسے میرے پاس نہ لائے تو میری طرف سے تم لوگوں کو غلہ بالکل نہ ملے گا بلکہ تم میرے قریب بھی نہ آنا۔''

حضرت یوسف علیہ السلام نے پہلے ان کو لالچ دیا پھر ڈرایا دھمکایا کہ کسی طرح یہ بھائی کو ساتھ لائیں بھائیوں نے کہا کہ ہماری پوری کوشش ہوگی کہ والد صاحب اس کو اجازت دیں اور ہم آپ کے پاس اس کو لا کر حاضر کر دیں اس واقعہ کو قرآن پاک نے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

انہوں نے کہا ہم والد صاحب سے اس بارے میں بات چیت کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

جب کوچ کی تیاری ہونے لگی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے نوکروں کو اشارہ کیا کہ ان کا اسباب جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا ہے وہ بھی انہیں اس خوبصورتی سے واپس کر دو کہ انہیں معلوم تک نہ ہو جیسا کہ فرمان ربی ہے۔

اور آپ نے اپنے خدمت گزاروں سے فرمایا کہ ان کی پونجیاں ان کی بوریوں میں رکھ دو جب یہ اپنے گھر کو جائیں اور اپنی پونجیوں کو پہچانیں تو بہت ممکن ہے کہ یہ لوٹ کر پھر آئیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ خیال ہوا ہوگا کہ والد اور بھائیوں نے سے غلہ کی قیمت نہ لینا چاہیے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گھر میں اناج کھولیں گے تو ہماری چیز کو دیکھ کر پھر واپس لائیں اس بہانے سے بھائی کی ملاقات بھی ہو جائے گی۔

جب یہ قافلہ واپس کنعان پہنچا تو بھائیوں نے اپنی تمام سرگزشت والد صاحب کو سنائی اور عرض کی کہ والی مصر نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اس وقت تک میرے پاس نہ

Marfat.com

آنا جب تک اپنے سوتیلے بھائی بنیامین کو ساتھ نہ لے آؤ۔اس لیے آپ سے التجا ہے کہ چھوٹے بھائی کو ہمارے ساتھ روانہ کر دو ہم اس کی نگہبانی اور حفاظت کرتے رہیں گے اور اس طرح ایک اونٹ کا بوجھ غلہ بھی زیادہ لائیں گے۔جیسا کہ ارشاد ہے۔

جب یہ لوٹ کر اپنے والد کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ ہم سے تو غلہ کا پیمانہ روک لیا گیا ہے آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ روانہ فرما دیں تا کہ ہم پیمانہ بھر کر لائیں ااور اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔

حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ میں تم پر ایسا ہی اعتماد کروں گا جس طرح اس کے بھائی یوسف کے بارے میں کر چکا ہوں ،تمہاری کیا حفاظت ہے۔خدا تعالیٰ ہی سب سے بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بنیامین کے بارے میں ویسا ہی اعتماد کروں گا جیساے اس سے قبل اس کے بھائی یوسف کے بارے میں کر چکا ہوں پس اللہ ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے۔اور سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

اس گفتگو سے فارغ ہو کر انہوں نے اپنا سامان کھولنا شروع کیا اور دیکھا کہ ان کی پونجی بھی واپس کر دی گئی ہے۔یہ دیکھ کر پھر کہنے لگے اے ابا جان ہمیں اس سے زیادہ کیا چاہیے دیکھئے غلہ بھی ملا اور ہماری پونجی جیسی تھی واپس ہی لوٹا دی گئی۔اس نے تو ہم سے قیمت بھی نہ لی۔اب ہمیں اجازت ہو کہ ہم بھائی کو ہمراہ لے کر دوبارہ اس کے پاس جائیں اور گھر والوں کے لئے غلہ بھی لائیں اور والی مصر سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کریں۔

روایت میں ہے کہ برادران یوسف اور حضرت یعقوب علیہ السلام پونجی کو دیکھ کر ڈر گئے تھے کہ نہ معلوم اب کیا نئی آفت آنے والی مگر واقعات کی ترتیب اور حضرت یوسف علیہ السلام کے طرز عمل کے پیش نظر جس کا توریت اور قرآن مجید میں یکساں طور پر ذکر کیا گیا ہے یہی درست ہے کہ برادران یوسفؑ خود اپنے ہاتھ سے غلہ کی قیمت ادا کر چکے تھے۔ اس لین دین کے بعد قافلہ ورانہ ہوا تھا پھر ہر بھائی کے کجاوہ میں الگ الگ اس کی قیمت

Marfat.com

کی واپسی ہر عقل مند کے لیے رہنمائی کرتی ہے جس طرح والی مصر نے دوران قیام مصر ہمارا اعزاز کیا ہے اسی طرح یہ پونجی بھی واپس کردی اور منت اور احسان سے بچنے کے لئے اس کا اظہار بھی مناسب نہ سمجھا۔

بہر حال حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہرگز بنیامین کو تمہارے ساتھ روانہ نہ کروں گا جب تک تم اللہ کے نام پر مجھ سے عہد نہ کرو گے۔ وہ یہ کہ جب تک ہم سب کے سب گھیر نہ لیے گئے تو ہم ضرور اس کو آپ کے پاس صحیح سلامت لائیں گے۔ پھر جب سب نے متفق ہو کر والد بزرگوار کے روبرو پختہ عہد کر لیا اور آپ کو ہر طرح اطمینان دلایا تو تب آپ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ محض اسباب ظاہری پر ہے ورنہ کیا تم اور کیا تمہاری حفاظت۔ اور کیا ہم اور کیا ہمارا عہد۔ ہم سب اس معاملہ کو اللہ کی نگہبانی میں دینا چاہتے ہیں اور فرمایا۔

ہم نے جو قول واقرار کیا ہے اس پر اللہ نگہبان ہے۔

اس عہد و پیمان کے بعد برادران یوسفؑ کا قافلہ دوبارہ مصر کو روانہ ہوا۔ اور بنیامین بھی ہمراہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کچھ میوے اور روغن بلسان اور شہد اور گرم مصالح ہدیہ کے طور پر دیے۔ والد بزرگوار نے رخصت کرتے وقت روتے ہوئے نصیحت فرمائی جس کا قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر ہے۔

فرمانے لگے کہ اے میرے بیٹو! تم سب ایک دروازے سے نہ داخل ہونا بلکہ الگ الگ دروازوں سے جدا جدا داخل ہونا میں خدا کی طرف سے آنے والی کسی چیز کو تم سے نہیں ٹال سکتا۔ صرف حکم اللہ ہی کا ہے میرا کامل بھروسہ اس پر ہے اور ہر بھروسہ کرنے والے کو اس پر بھروسہ کرنا چاہیے۔"

میں نے جو کچھ کہا ہے وہ احتیاطی تدابیر کے طور پر ہے ورنہ یقینی بات اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے آنسو بہائے اور دعاؤں اور نیک نصیحت کے ساتھ اپنے بیٹوں کو رخصت فرمایا۔ چونکہ آپؑ کے تمام بیٹے تنومند طاقتور اور جوان تھے اس لیے نظر بد سے بچنے کے لیے یہ تدبیر بطور نصیحت فرما دی کہ الگ الگ دروازوں سے داخل

Marfat.com

ہونا۔اس لئے کہ نظر بد حق ہے۔یہ گھوڑے سوار کو بھی گرا دیتی ہے۔جہاں تک قضاء الٰہی کا تعلق ہے اس سے کوئی نہیں روک سکتا ہے اللہ کا ارادہ پورا ہو کر رہتا ہے۔چنانچہ بیٹے اپنے والد بزرگوار کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے مصر میں الگ الگ دروازوں سے دو دو ہو کر داخل ہو گئے۔

''جب وہ انہی راستوں سے گئے جن کا حکم ان کے والد نے کیا تھا خدا نے جو بات مقرر کر دی تھی اس سے ذرا نہ بچا سکے۔ہاں حضرت یعقوبؑ نے اپنے ضمیر کے ایک خطرے کو سر انجام دیا اور وہ ہمارے سکھلائے ہوئے علم کے عالم تھے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ برادران یوسفؑ نے اپنے والد بزرگوار سے درخواست لکھوائی اور حضرت یعقوبؑ نے حضرت ابراہیمؑ کی دستار جو تبرکاً حضرت یعقوبؑ کے پاس تھی وہ بھی حضرت یوسفؑ کے لیے بطریق ہدیہ اپنے بیٹوں کے ہاتھ روانہ کر دی۔تمام بھائی والد صاحب کی وصیت کے مطابق متفرق دروازوں سے داخل ہو کر مہمان سرائے میں جہاں حضرت شمعون تھے پہنچے اور رات گزارنے کے بعد صبح کو عزیز مصر کے دربار میں حاضر ہوئے۔حضرت یوسفؑ کو خبر ہوئی کہ وہ عبرانی مہمان آئے ہوئے ہیں تو آپؑ نے ان کا استقبال کیا انہوں نے والد بزرگوار کا تحفہ دستار اور درخواست خدمت میں پیش کی اور آپؑ نے اپنے نوکروں سے فرمایا کہ ان کی خوب عزت و خاطر مدارت کرو۔

پھر حضرت یوسفؑ نے اباجان کے تمام حالات معلوم کر لیے جب کھانے کا وقت ہوا تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ ایک ایک دستر خوان پر دو دو بھائی بیٹھو۔سب بھائی دو دو ہو کر بیٹھ گئے۔بنیامین اکیلا رہ گیا ایک خوان بنیامین کے آگے رکھا گیا تو وہ آبدیدہ ہو گئے۔یہ سب کچھ حضرت یوسفؑ پردے کے پیچھے سے دیکھ رہے تھے۔آپ شفقت برادری سے بیتاب ہو گئے اور بنیامین کو اندر اپنے پاس بلا لیا اور ان کو تسلی دی اور فرمایا کہ میں تیرے گم شدہ بھائی یوسف کی جگہ ہوں۔بنیامین نے کہا کہ آپ کا مرتبہ تو عالی ہے لیکن اگر عزیز کی نسبت ابراہیمی ہوتی تو تب یہ حسرت مٹ سکتی تھی۔اب حضرت یوسفؑ نے اپنا تعارف کرایا اور فرمایا کہ راز بھائیوں سے پوشیدہ رہے جب تک یہ اپنی غلطی کا اقرار نہ

Marfat.com

کرلیں بنیامین کہنے لگے کہ میں اب مصر سے باہر ہرگز نہ جاؤں گا اب تو میں آپ کی لحہ بھر جدائی بھی برداشت نہیں کرسکتا۔

توریت میں ہے کہ جب بھائیوں نے والد صاحب کا رقعہ اور دستار مبارک حضرت یوسفؑ کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے بھائیوں کی بڑی خاطر مدارت کی اور نوکروں سے فرمایا کہ ان کو شاہی مہمان خانہ میں اتاریں اور ان کے لیے پرتکلف دعوت کا سامان کریں چند روز قیام کرنے کے بعد جب رخصت ہونے لگے تو حضرت یوسفؑ نے حکم فرمایا کہ ان کے اونٹوں کو اتنا لادو جتنا اٹھا سکیں۔ اور ساتھ ہی بنیامین کو روکنے کے لئے کوئی حیلہ بھی تلاش کرتے رہے اور اپنے ہوشیار ملازموں کو ارشاد فرمایا کہ چپکے سے شاہی پیالہ بنیامین کے سامان میں رکھ دو۔

پھر جب انہیں ان کا سامان ٹھیک کر کے دے دیا تو اپنے بھائی کے سامان میں پانی کا پیالہ رکھ دیا پھر ایک آواز دینے والے نے پکار کر کہا کہ اے قافلے والو تم چور ہو انہوں نے ان کی جانب منہ پھیر کر پوچھا کہ تمہاری کیا چیز کھوگئی ہے تو جواب ملا کہ شاہی جام گم ہے جو کوئی اسے لائے اسے ایک بوجھ کا غلہ ملے گا اور میں اس وعدے کا ضامن ہوں انہوں بے کہا کہ اللہ کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ ہم زمین میں فساد کرنے والے نہیں اور نہ ہی ہم چور ہیں تو انہوں نے کہا چور کی کیا سزا ہے اگر تم جھوٹے ثابت ہوگئے تو انہوں نے جواب دیا کہ جس کے سامان سے پیالہ مل جائے وہی اس کی جزا ہے ہم یہ ہی سزا دیا کرتے ہیں پھر ان کے شلیتوں کی تلاشی شروع کردی گئی اپنے بھائی کے شلیتے سے پہلے پھر وہ پیالہ بھائی کے شلیتے سے نکال لیا یہ تدبیر حضرت یوسفؑ کے لئے ہم نے کی تھی ورنہ وہ بادشاہ کے قانون کی رو سے اپنے بھائی کو نہ روک سکتے مگر یہ کہ اللہ کو منظور ہوا کہ جسے چاہیں بلند درجات عطا فرما دیتے ہیں اور ہر جاننے والے سے اوپر ایک جاننے والا ہے۔

یہ نیا حادثہ سن کر برادران یوسفؑ سکتے میں آگئے۔ اور کہنے لگے کہ تم ہمیں اچھی طرح جان چکے ہو اور ہماری عادات اور خصائل سے بھی واقف ہو چکے ہو ہم فساد برپا کرنے والے نہیں کہ دوسرے ملک میں آکر بھی چوری کرتے پھریں شاہی ملازموں نے ان پر

Marfat.com

حجت قائم کی کہ اگر تم جھوٹے ثابت ہو گئے تو پھر کیا ہوگا کہنے لگے کہ دین ابراہیمی کے مطابق اس کی سزا یہ ہے کہ چور کو اس کے سپرد کر دیا جائے جس کا مال چرایا ہے۔اس طرح حضرت یوسفؑ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔اور بنیامین کے اسباب سے پیالہ برآمد ہوا اور تلاشی بھی اس طرح لی گئی کہ بنیامین کا سامان درمیان رکھا گیا پہلے دوسرے بھائیوں کے سامان کی تلاشی لی گئی درمیان میں حضرت بنیامین کے سامان کی تلاشی لی گئی تا کہ کسی کو اس بارے میں شبہ بھی نہ ہو پھر حضرت یوسفؑ نے بنیامین کو روکنے کا حکم صادر فرمایا۔یہ تدبیر تھی جو جناب باری تعالیٰ نے آپ کو سکھائی اور چونکہ تمام بھائی متفقہ چور پر خود ہی فیصلہ کر چکے تھے اس لیے آپ نے انہی کا فیصلہ یہاں صادر فرمایا۔جب بنیامین پر چوری ثابت ہو گئی تو غصے میں آ کر کہنے لگے کہ اس کا بھائی بھی چور تھا۔

کہنے لگے کہ اگر اس نے چوری کی ہے تو اس سے قبل اس کا بھائی بھی چوری کر چکا ہے یوسف نے اس بات کو دل میں رکھ لیا اور ان کے سامنے بالکل ظاہر نہ کیا اور فرمایا کہ تم گھٹیا درجہ کے انسان ہو اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو۔

حضرت یعقوبؑ کی ایک بڑی بہن تھی جن کے پاس اپنے والد حضرت اسحاقؑ کا ایک کمر بند تھا کمر بند خاندان کے بڑے آدمی کے پاس رہا کرتا تھا۔حضرت یوسفؑ ابتداء ہی سے ان پھوپھی صاحبہ کی پرورش میں رہے تھے انہیں حضرت یوسفؑ سے بے انتہا محبت تھی۔ جب آپ بڑے ہو گئے تو والد صاحب نے آپ کو لے جانا چاہا۔مگر ہمشیرہ نے آپ کی جدائی کو ناقابل برداشت بیان کرتے ہوئے بھیجنے سے انکار کر دیا اور ادھر والد صاحب کا اشتیاق بھی حد سے گزر چکا تھا۔ہمشیرہ کہنے لگی کہ کچھ دنوں کے لیے چھوڑ دو پھر لے جانا اسی اثنا میں انہوں نے وہی کمر بند حضرت یوسفؑ کے کپڑوں میں چھپا دیا پھر اس کی تلاش میں سارا گھر چھان مارا لیکن نہ ملا پھر حضرت یوسفؑ کے کپڑوں سے برآمد ہوا۔حضرت یعقوبؑ کو خبر ہوئی تو آپ کو ملت ابراہیمی کے مطابق ایک سال کے لیے پھوپھی کی تحویل میں دے دیا اسی طرح پھوپھی نے اپنا شوق پورا کیا پھر پھوپھی کے انتقال کے بعد حضرت یعقوبؑ آپ کو گھر لے آئے تو بھائیوں نے غصے میں آ کر اس واقعے کو بھی چوری قرار دیتے ہوئے بطور

Marfat.com

طعنہ کہا کہ اس کے بھائی کو بھی چور قرار دیتے ہوئے بطور طعنہ کہا کہ اس کا بھائی بھی چوری کر چکا ہے جس کے جواب میں چپکے سے حضرت یوسفؑ نے اپنے دل میں فرمایا کہ تم بڑے خانہ خراب ہو اس کے بھائی کی چوری کا حال اللہ خوب جانتا ہے۔

اس طرح بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کے روبرو آپؑ پر چوری کا الزام لگایا لیکن آپ نے اس کو مضبوط کیا اور اس راز کو افشانہ ہونے دیا جب بھائیوں کو والد صاحب کا عہد و پیمان یاد آیا تو آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ کس طرح منت خوشامد کر کے بنیامین کو حاصل کیا جائے چنانچہ تمام بھائی عزیز مصر کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ہمارے والد صاحب بہت ضعیف ہیں ان کو پہلے بھائی کا بھی بے حد صدمہ ہے اور وہ بنیامین کو آنکھوں سے دور نہیں کر سکتے، آپ ان پر رحم کیجئے آپ ہم سے ایک کو روک لیجئے یہ بھی آپ کی بہت بڑی مہربانی ہوگی عزیز مصر نے جواب دیا معاذ اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس طرح کرنے سے تو ہم ظالموں میں سے ہو جائیں گے جب اس بات سے بھی ناکام ہو گئے تو آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ بنیامین کے بغیر والد کے سامنے تو ہرگز نہیں جا سکتے کوئی تدبیر کرنی چاہیے پہلے بھی ہم سخت خطا کاری کر چکے ہیں اور والد کے سامنے کیسے جائیں گے اور کیا جواب دیں گے۔

آپ اس بستی کے لوگوں سے پوچھ سکتے ہیں جس میں ہم تھے اور ان قافلہ والوں سے بھی پوچھ سکتے ہیں جن کے ساتھ ہم آئے ہیں اور یقیناً ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔

حضرت یعقوبؑ ان کی باتوں پر کب یقین کرنے والے تھے۔ آخر یہ وہی تھے جنہوں نے حضرت یوسفؑ کو آپ سے لے جا کر کنوئیں میں ڈالا اور ایک بکری ذبح کر کے اس کے خون سے یوسفؑ کا کرتا رنگین کر کے ابا کے آگے پیش کیا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ فرمان ربی ہے۔

حضرت یعقوبؑ نے فرمایا حقیقت یہ نہیں بلکہ تمہارے دلوں نے تمہارے لیے ایک بات گھڑی ہے سو اب میرا کام صبر جمیل ہے۔ مجھ کو اللہ سے امید ہے وہ ان سب کو مجھ تک پہنچا دے گا۔ بے شک وہ کمال علم اور کمال حکمت کا مالک ہے پھر ان کے پاس سے چلے گے اور کہنے لگے ہائے افسوس یوسفؑ پر اور مارے غم کے ان کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں

Marfat.com

اور دل ہی میں گھٹا کرتے تھے۔

جب ابا جان کی یہ حالت دیکھی تو ڈر گئے اور والد بزرگوار کو تسلی دینے لگے جیسا کہ ارشاد ہے۔

بیٹے کہنے لگے کہ خدا کی قسم آپ تو ہمیشہ یوسف ہی کا تذکرہ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ بیمار ہو کر قریب المرگ ہو جائیں یا جان دے کر مرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔

اے میرے بیٹو تم پھر واپس جاؤ اور مصر پہنچ کر یوسف اور اس کے بھائی کا پتہ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو کیونکہ اللہ کی رحمت سے صرف کافر ہی ناامید ہوتے ہیں۔

تجسس برائی کی جستجو کے لیے بولا جاتا ہے آپ نے بیٹوں سے فرمایا کہ اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے اپنے بھائیوں کو تلاش کرو اللہ کی رحمت سے صرف کافر ہی مایوس ہوتا ہے۔

والد بزرگار کی نصیحت سن کر تمام بھائی مصر روانہ ہوئے اور عزیز مصر کے سامنے اپنی خستہ حالت ظاہر کی اور کہا کہ قحط سالی نے ہمارے خاندان کو پریشان کر رکھا ہے اب ہمارے پاس کچھ نہیں رہا کہ ہم غلہ خریدیں۔ اور جو ردی اور کھوٹی چیزیں جو کہیں بھی نہیں لگتی تھیں وہ لے کر حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم کو پورا پورا دے دیں اور کچھ اپنے پاس صدقہ سے بھی کر دیجئے جیسا کہ ارشاد ہے۔

جب یہ حضرت یوسفؑ کے پاس پہنچے تو اس سے کہنے لگے کہ اے عزیز مصر ہمارے گھر والوں کو بڑی بڑی سختی پہنچ رہی ہے اور ہم ناقص پونجی لائے ہیں مگر تو ہم کو غلہ پورا دے دے ہم پر خیرات کو بیشک اللہ خیرات کرنیوالوں کو اچھا بدلہ دیتا ہے۔

اور ساتھ ہی حضرت یوسفؑ کو اپنے والدین اور اہل وعیال کی پریشانی سے عاجزانہ اور دردمندانہ درخواست اور نیاز مندانہ طلب اور مجبور کن حالات بیان کیں تو حضرت یوسفؑ کا دل بھر آیا ضبط نہ ہو سکا کہ اپنے آپ کو چھپائیں۔ آخر فرمانے لگے کہ کیوں جی تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا جب تم جاہل تھے اب حیران پریشان شاہی دربار میں کھڑے ہو۔ عزیز مصر سے باتیں ہو رہی ہیں کیونکہ حضرت یوسفؑ

Marfat.com

کا طرز و انداز کچھ دوسری طرح نظر آتا تھا ہے اور کچھ سمجھ گئے کہ کہیں یہ یوسف ہی نہ ہوں اسی لیے کہنے لگے کہ کیا آپ واقعہ یوسف ہی ہیں۔

جواب میں فرمایا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اب بھائیوں کے پاس بغیر ندامت اور شرمساری کے اور کچھ نہ رہا۔ حضرت یوسفؑ کے ساتھ تمام بدسلوکی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھرنے لگا کنوئیں میں پھینکا اور جو جو ظلم وستم کیے تھے سب یاد آئے پھر اپنا شک دور کرنے کے لئے پوچھا کہ کہیں آپ یوسفؑ تو نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

کہنے لگے کیا واقعی آپ یوسف ہیں یوسف نے کہا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ بنیامین میرا بھائی ہے بلاشبہ اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے یقیناً جو اللہ سے ڈرتا ہے اور تکالیف پر صبر کرتا ہے تو اللہ ایسے نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

اب تو نہایت شرمندہ ہوئے اور اپنے گناہ پر تہہ دل سے نادم ہوئے اور آپ کی فضیلت اور بزرگی کا اقرار کیا کہ واقعی صورت اور سیرت دونوں کے اعتبار سے آپ ہم پر فوقیت رکھتے ہیں اور مال ومتاع اور نبوت کے اعتبار سے بھی آپ کا مقام ہم سے بلند ہے۔

دائرہ المعارف میں ہے کہ تعارف کے بعد حضرت یوسفؑ اور بھائی گلے لگ لگ کر روئے اور بھائیوں نے شرمندگی سے سر نیچا کر لیا اور اپنی خطا کا اقرار کیا۔ حضرت یوسفؑ نے ان کو معاف کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس مکالمہ کو اس طرح پیش کیا ہے۔

”بھائیوں نے کہا خدا کی قسم اس میں شک نہیں کہ اللہ نے تجھ کر ہر اعتبار سے ہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور بے شک ہم ہی خطاوار ہیں۔“

حضرت یوسفؑ نے جواب میں فرمایا کہ آج کے بعد یہ خطا کبھی یاد نہ کروں گا نہ کوئی ڈانٹ ڈپٹ کرنا چاہتا ہوں نہ الزام لگاتا ہوں اور نہ تم پر خفگی کا اظہار کرتا ہوں اور اللہ سے بھی تمہارے معافی کی دعا کرتا ہوں۔

یوسفؑ نے کہا کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں خدا تمہیں معاف کرے وہ سب رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

Marfat.com

حضرت یوسفؑ اور بھائیوں کو جو مسرت اس وقت حاصل ہوئی ہوگی اس کا کیا ٹھکانا ہے
اب حضرت یوسفؑ نے گھر کے حالات معلوم کیے بھائیوں نے کہا کہ ابا جی آپ کے فراق میں رو رو کر نابینا ہو گئے یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ میری یہ قمیض لے جاؤ اور ابا جان کے منہ پر ڈال دینا اس سے انشاء اللہ ان کی بینائی لوٹ آئے گی۔ پھر تمام گھر والوں کو لے کر یہاں آ جانا۔

یہ میرا کرتہ لے جاؤ اور اس کو میرے والد کے چہر پر ڈال دو ان کی بینائی ٹھیک ہو جائے گا اور اپنے سب گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ۔

ادھر یہ قافلہ مصر سے چلا ادھر اللہ نے حضرت یوسفؑ کی خوشبو غمزدہ والد کو پہنچا دی تو حضرت یعقوبؑ اس وقت موجودہ اولاد کو فرمانے لگے کہ مجھے تو یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے لیکن تم اعتبار کرو گے؟ اس وقت حضرت یوسفؑ کی گمشدگی کی مدت کوئی سال گزر چکے تھے جب آپ کو خوشبو آئی اس وقت قافلہ اسی فرسخ آپ سے دور تھا تو گھر والوں نے کہا کہ آپ اب تک پرانی بھول میں ہیں۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ خوشخبری دینے والا آ پہنچا۔

پھر جب خوشخبری دینے ولا آ پہنچا یوسف کا کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا تو وہ اسی وقت بینا ہو گئے اور اپنے بیٹوں سے کہنے لگے کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ جو باتیں اللہ کی طرف سے میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

کہتے ہیں کہ حضرت یعقوبؑ کے بڑے صاحبزادے یہودا کرتا لائے تھے اور جھوٹے خون والا کرتا بھی یہی لائے تھے اس لیے کہ انہوں نے سوچا کہ برائی کے بدلے بھلائی ہو جائے۔ ابا کو ناراض بھی میں نے کیا راضی بھی میں کروں گا، چنانچہ جیسے ہی کرتا والد بزرگوار کی آنکھوں پر ڈالا گیا بینائی لوٹ ئی تو اپنے بچوں سے کہنے لگے کہ میں ہمیشہ تم سے کہا کرتا تھا کہ اللہ کی طرف سے کچھ باتیں میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت کا اظہار ہوا کہ جب حضرت یوسفؑ کنعان کے کنوئیں میں تھے اس وقت تو والد صاحب کو خوشبو نہ آئی اور مصر سے کرتا چلا ادھر ابا جان نے اعلان کر دیا کہ یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے۔

بیٹے اپنی خطا کا اقرار کر کے سخت نادم ہوئے اور سجدہ ریز ہو گئے اور ابا ہی سے استغفار

Marfat.com

طلب کرنے لگے تو ابا جان نے جواب دیا کہ مجھے اس سے انکار نہیں اور مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ وہ تمہاری خطائیں معاف فرمادے گا کیونکہ وہ بخشش کرنیوالا مہربان ہے۔

بیٹوں نے کہا اے ابا جان ہمارے گناہوں کی بخشش طلب کیجئے بے شک ہم یہ خطاوار تھے۔

یعقوبؑ نے جواب دیا۔ کہ میں عنقریب اپنے رب سے بخشش کی دعا کروں گا یقیناً وہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

حضرت یعقوبؑ کی اولاد اور سب چھوٹے بڑے ستر آدمی تھے سب کے سواریاں حضرت یوسفؑ نے بھیجی تھیں۔ سب سوار ہو کر مصر روانہ ہو گئے۔

حضرت یوسفؑ نے کنعان سے مصر تک ہر منزل پر ضیافت کا انتظام کیا ہوا تھا۔ جب مصر کے قریب پہنچے تو یہودا نے ایک تیز رفتار کو روانہ کیا کہ حضرت یوسفؑ والد بزرگوار کی آمد کی خبر پہنچائے۔ حضرت یوسفؑ نے ملک ریان کو خبر پہنچائی ملک سعادت مندی کے واسطے بمعہ حضرت یوسفؑ کے استقبال کے واسطے سب استقبال کے واسطے شہر سے باہر آئے۔

حضرت یعقوبؑ کی نظر جب شاہی سواری پر پڑی تو یہودا سے دریافت کی کہ یہ شاید ملک ریان نمودار ہوا ہے یہودا نے کہا کہ یہ آپ کا فرزندار جمند سعادت حضرت یوسفؑ عزیز مصر ہے۔ حضرت یعقوبؑ گھوڑے سے اترے اور یہودا کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر روانہ ہوئے۔ ادھر سے حضرت یوسفؑ کی نظر جب یہودا پر پڑی اور والد بزرگوار پر جلال نظر آئے تو فوراً گھوڑے سے اترے اور بادشاہ مصر بھی حضرت یوسفؑ کے ساتھ استقبال کے لیے آئے تھے۔ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کو اپنے سینے سے لگایا اور ایسے روئے کہ دونوں بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو ملک ریان ابن ولید نے قدم بوسی کی اور تمام ارکان دولت استقبال کیا پھر تخت پر بٹھایا اور تعظیمی سجدہ کیا جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

اگرچہ بعض مفسرین کے نزدیک حضرت یوسفؑ کی والدہ پہلے فوت ہو چکی تھی اور مصر میں حضرت یعقوبؑ کے ساتھ آپ کی خالہ تھیں۔ لیکن قرآن مجید کے الفاظ کے مطابق آپ کی والدہ زندہ موجود تھیں۔ آپ نے والدین کو تخت پر بٹھایا اس وقت والدین گیارہ بھائی

Marfat.com

آپ کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ ابا جان یہ میرے خواب کی تعبیر ہے اس شریعت میں یہ جائز تھا کہ بڑوں کو سلام کرتے وقت لوگ سجدہ بھی کیا کرتے تھے۔

ازیں بعد جب یوسفؑ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ جب تم مصر سے نکلو تو مجھے بھی ساتھ لے جانا اور میرے آباؤ اجداد کے پہلو میں مجھے دفن کر دینا۔ سو آپ کی لاش کو حنوط کیا گیا اور ایک تابوت میں رکھ کر مصر میں دفن کر دیا گیا۔ جب موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے روانہ ہوئے تو آپ کے جسم کو بھی ساتھ لے لیا اور جا کر اسے اسی مغارہ میں ابراہیم اسحاق اور یعقوبؑ کے نزدیک دفن کیا۔

جب حضرت یوسفؑ کو نبوت مل گئی اور باشاہت بھی مل گئی اور دکھ درد بھی مٹ گئے۔ ماں باپ اور بھائیوں سے بھی ملاقات ہو گئی پھر اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرتے ہیں۔

اے میرے رب! تو نے مجھ کو ایک بڑا حصہ دیا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی عطا فرمایا اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا و آخر میں میرا کارساز ہے تو مجھ کو اسلام کی حالت میں وفات دے اور مجھ کو مرنے کے بعد نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے۔

الٰہی جیسے دنیوی نعمتیں پوری کی ہیں اُخروی نعمتیں بھی پوری فرما۔ جب بھی موت آئے تو اسلام اور تیری فرمانبرداری پر آئے۔ اور میں نیک لوگوں میں اور نبیوں اور رسولوں میں ملا دیا جاؤں۔

حضرت قتادہؒ کا قول ہے کہ جب آپ کے تمام کام پورے ہو گئے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی ملک و مال، عزت و آبر، خاندان اور بادشاہت سب کچھ مل گیا تو پھر آپ کو صالحین کی جماعت میں پہنچنے کا شوق پیدا ہوا۔

حضرت یوسفؑ کی اس دعا سے مقصد یہ تھا کہ جب بھی موت آئے تو اسلام پر آئے اور نیکوں میں مل جاؤں یہ نہیں کہ اسی وقت آپ نے موت مانگی ہو جیسا کہ یہ دعا ہماری ہوتی ہے کہ پروردگار ہم کو اسلام پر موت دے اس کا بھی یہی مطلب ہوتا ہے کہ جب بھی مریں اسلام پر مریں اور نیکوکاروں میں ملا دیے جائیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر مبارک ابن کثیر اور معارف القرآن میں ہے ایک

Marfat.com

سو بیس سال ۔ اور قصص القرآن میں اور حقانی ایک سو دس سال بتاتے ہیں ۔ بی بی زلیخا اور افراہم اور منشا اور ایک لڑکی جس کا نام رحمت بنت یوسفؑ ہے ان کا نکاح حضرت ایوب علیہم السلام ہوا تھا جس نے بیماری میں ان کی خدمت کی تھی اور افراہیم کی اولاد میں یوشع بن نوح ہوئے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رفیق تھے۔

ابن اسحٰق نے حضرت عروہ ابن زبیر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے نکل جائیں تو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ حضرت یوسفؑ کو مصر میں نہ چھوڑیں بلکہ ملک شام میں لے جا کر اجداد کے پاس دفن کریں اسی حکم کے مطابق حضرت موسیٰؑ نے تفتیش کر کے کہ دریائے نیل میں سنگ مر مر کے تابوت میں ہیں پھر آپ ان کو فلسطین میں لے گئے اور اسحٰق اور یعقوبؑ کے برابر دفن کر دیا حضرت یوسفؑ کے عمالقہ مصر پر مسلط ہو گئے ۔ بنی اسرائیل مصر میں غیر ملکی تصور کیے جاتے ہیں اور ان کو قسم قسم کے ایذائیں دی جاتی تھیں یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس عذاب سے نکالا ۔ (حوالہ قصص القرآن اور معارف القرآن) حضرت یوسف علیہ السلام کا قرآن پاک میں درج ذیل جگہوں پر آیا ہے۔

1: سورہ یوسف

2: سورہ انعام

3: سورہ غافر

Marfat.com

حضرت ادریس علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾

''اور ذکر فرمائیے کتاب میں ادریس (علیہ السلام) کا۔ بیشک وہ بڑے راست باز تھے (اور) نبی تھے اور ہم نے بلند کیا تھا انہیں بڑے اونچے مقام تک''

اس آیت میں اللہ کریم نے ادریس علیہ السلام کی تعریف فرمائی ہے۔ اور ان کی نبوت اور صدیقیت کو عیاں فرمایا ہے۔ بائبل مقدس میں آپ کا اسم گرامی خنوخ ذکر کیا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا سلسلہ نسب حضرت ادریس علیہ السلام کی وساطت سے حضرت شیث سے جا ملتا ہے۔ اس طرح آپ رسول کریم ﷺ کے سلسلہ نسب کی بنیاد قرار پاتے ہیں۔ کئی علماء نسب نے اس بات کا ذکر فرمایا ہے۔

پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں آپ کے بعد شیث علیہ السلام تھے اور شیث علیہ السلام کے بعد نبوت کا نور ادریس علیہ السلام کی وساطت سے انسانیت کو نصیب ہوا۔

ارشاد الٰہی ﴿ وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ سے مراد آپ کے مقام و مرتبہ کی بلندی ہے جیسا کہ صحیحین میں روایت شدہ حدیث اسراء سے ثابت ہے۔ ''آپ ﷺ کا گزر ادریس علیہ السلام سے ہوا۔ آپ چوتھے آسمان پر تھے'' ابن جریر نے یونس سے انہوں نے عبدالاعلیٰ سے، انہوں نے ابن وہب سے، انہوں نے جریری حازم سے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے شمر بن عطیہ سے، انہوں نے ہلال بن یسا سے روایت کیا کہ ابن عباس نے کعب رضی اللہ عنہ

Marfat.com

سے دریافت فرمایا۔ میں بھی وہاں حاضر تھا۔ انہوں نے پوچھا حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں ارشاد خداوندی ﴿وَّ رَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ کا کیا مقصد ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میں ہر روز تمہیں تمام بنی آدم کے نیک کاموں کے مطابق بلند کروں گا۔ شاید اس سے مراد اس دور کے لوگ ہوں۔ تو ادریس علیہ السلام نے یہ بات پسند کی کہ زیادہ سے زیادہ نیک عمل کریں۔ ادریس علیہ السلام کے پاس ایک فرشتہ آیا جو آپ کا بہت گہرا دوست تھا آپ نے اس کو بتایا کہ اللہ کریم نے میری طرف اس طرح وحی کی ہے۔ لہٰذا آپ موت کے فرشتہ سے بات کریں (کہ وہ مجھے مہلت دے) تا کہ میں زیادہ سے زیادہ نیک عمل بجالاسکوں۔

تو اس فرشتے نے آپ کو دو پروں کے درمیان اٹھایا اور لے کر آسمان کی طرف چلا گیا۔ جب وہ چوتھے آسمان پر پہنچا تو اسے موت کا فرشتہ ملا جو نیچے اتر رہا تھا دوست فرشتے نے ملک الموت سے اس سلسلے میں بات کی جس کے متعلق ادریس علیہ السلام نے اس سے بات کی تھی۔ ملک الموت نے پوچھا ادریس علیہ السلام کہاں ہیں؟ فرشتے نے بتایا کہ وہ میری پیٹھ پر سوار ہیں۔ فرشتہ اجل نے کہا۔ تعجب ہے؟ مجھے بھیجا گیا اور کہا گیا کہ ادریس علیہ السلام کی روح قبض کرو جب کہ وہ چوتھے آسمان پر ہوں۔ میں کہنے لگا: کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں ان کو چوتھے آسمان پر روح قبض کروں جب کہ وہ ہوں زمین پر؟ سو فرشتہ اجل نے ادریس علیہ السلام کی روح قبض کرلی جب کہ وہ چوتھے آسمان پر تھے۔ اللہ کریم کے اس قول ﴿وَّ رَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ میں اسی بات کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ابو حاتم لکھتے ہیں کہ جب ملک الموت سے اس فرشتے کی ملاقات ہوئی تو ادریس علیہ السلام نے اسے کہا کہ ذرا فرشتہ اجل سے پوچھو کہ میری کتنی عمر باقی ہے۔ فرشتے نے ملک الموت سے پوچھا جب کہ ادریس علیہ السلام وہیں موجود تھے کہ ان کی بقیہ عمر کتنی ہے؟ فرشتہ اجل نے کہا کہ میں جب تک دیکھ نہیں لیتا کچھ نہیں جان سکتا۔ فرشتہ اجل نے آپ کو دیکھا اور کہا۔ آپ ایسے شخص کی عمر کے بارے میں مت پوچھیں جن کی عمر صرف پلک جھپکنے کی دیر باقی ہے۔ فرشتے نے اپنے پروں کے نیچے

Marfat.com

دیکھا تو ادریس علیہ السلام رحلت فرما چکے تھے اور ان کے دوست فرشتے کو معلوم بھی نہ ہو سکا تھا کہ وہ کب جہان فانی سے کوچ فرما گئے۔

یہ روایت اسرائیلیات سے ہے۔ اور اس کے بعض پہلو قابل قبول نہیں ہیں ابی نجیح مجاہد سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ﴿وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ میں اس بات کا تذکرہ ہو رہا ہے کہ ادریس علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ آپ کو بھی عیسیٰ علیہ السلام کی طرح زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے۔ یہ کہنا کہ آپ ابھی زندہ ہیں اس میں غور و فکر کی ضرورت ہے اگر مقصود یہ ہے کہ آپ کو زمین سے زندہ اٹھا لیا گیا اور آسمان پر ان کی روح قبض کی گئی تو اس میں اور پہلے قول جیسے کو کعب الاحبار نے بیان فرمایا ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

﴿وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ کے متعلق عوفی ابن عباس سے روایت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ادریس علیہ السلام کو ساتویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور آپ کی وفات آسمان پر ہی ہوئی۔ ضحاک نے بھی یہی کیا ہے۔ یہ حدیث کہ آپ چوتھے آسمان پر متفق علیہ ہے اور یہی صحیح ہے۔ یہ قول مجاہد اور دوسرے کئی مفسرین نے اختیار کیا ہے۔

اس آیت کریمہ کے بارے میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ادریس علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔ بعض لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کو اپنے باپ "یردین مھلا بیل" کی زندگی میں اٹھا لیا گیا تھا۔ (واللہ اعلم) بعض لوگوں کا کہنا یہ بھی ہے کہ ادریس علیہ السلام سے پہلے نہیں ہوئے بلکہ ان کا زمانہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد کا ہے۔

امام بخاری ابن مسعود ابن عباس کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت الیاس کو ہی حضرت ادریس کہا گیا ہے۔ اس بات کی تائید میں حدیث اسراء پیش کی جا سکتی ہے جسے امام زہری نے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کا گزر ہوا تو ادریس علیہ السلام نے خوش آمدید صالح بھائی اور صالح نبی کے الفاظ سے استقبال کیا اور آدم اور ابراہیم علیہ السلام کی طرح حضور اکرم ﷺ کو صالح نبی اور صالح بیٹے کے الفاظ سے مخاطب نہیں کیا۔ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ اگر ادریس علیہ السلام حضور ﷺ کے سلسلہ

Marfat.com

نسب کی بنیاد ہوتے تو انہیں بھائی نہیں بلکہ بیٹے کے الفاظ سے خوش آمدید کہتے۔

ادریس علیہ السلام کو خنوح بھی کہتے ہیں۔ خنوح یا ادریس علیہ السلام بن یارد یا پیرو بن مہلا ئیل بن قینان بن انوش بن شیثؑ بن آدمؑ آپ کا قصہ پارہ ۱۷ سورہ انبیاء اور پارہ ۱۶ سورہ مریم رکوع ۴ میں ہے ارشاد ہے:

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾

''اور یاد کر کتاب میں ادریسؑ کا ذکر بیشک وہ سچے نبی تھے اور ہم نے ان کو بلند رتبہ تک پہنچایا۔ یعنی کمالات ظاہری و باطنی سے سرفراز کیا۔''

جب حضرت ادریسؑ سن شعور کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے ان کو نبوت سے سرفراز فرمایا تب انہوں نے شریر اور مفسدوں کو راہ ہدایت کی تبلیغ شروع کی مگر مفسدوں نے ان کی کوئی بات نہ سنی اور حضرت آدم علیہ السلام اور شیثؑ کی شریعت کے مخاطب رہے۔ مگر ایک چھوٹی سی جماعت مشرف باسلام ہوگئی پھر حضرت ادریس علیہ السلام نے وہاں سے ہجرت کا ارادہ کیا اور اپنے تابعداروں کو بھی ہجرت کی تلقین کی یہ بابل میں رہتے تھے۔ بابل دجلہ اور فرات کی نہروں سرسبز اور شاداب تھا۔ بابل عراق کا مشہور شہر تھا جو فنا ہوگیا ہے۔ لوگوں کا جی نہ چاہتا تھا کہ اس بہترین علاقے کو چھوڑ کر جائیں لیکن حضرت ادریس علیہ السلام نے لوگوں کو تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی راہ میں تکلیف اٹھاؤ اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے اس کا نعم البدل ضرور عطا فرمائے گا۔ تم ہمت کرو خدا کے حکم کے سامنے سر جھکاؤ۔ جب مسلمان اس بات پر راضی ہو گئے تو حضرت ادریس علیہ السلام مع ان مسلمانوں کے مصر کی جانب روانہ ہوگئے۔ مسلمانوں نے رود نیل کی سرزمین کی شادابی دیکھی تو بہت خوش ہوگئے۔ پھر حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ بابلیو یہ تمہارے بابل کی طرح شاداب مقام ہے کوئی بہترین جگہ نیل کے کنارے منتخب کر کے ٹھہر جاؤ۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے مصر میں بھی خدا کے احکام جاری کرنے شروع کر دیئے اور حضرت ادریس علیہ السلام کی زبان بھی جانتے تھے اور

Marfat.com

لوگ بھی مختلف زبانوں والے تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے دین الٰہی کے علاوہ سیاست اور شہری زندگی کے طریقے تعلیم فرمائے اور ہر فرقہ سے طلباء جمع کیے اور ان کو سیاست اور اس کے قواعد واصول بھی سکھائے۔ جب یہ طلباء کامل ماہرین کو اپنے اپنے قبائل کی طرف لوٹے تو انہوں نے شہر اور بستیاں آباد کیں مدنی اصولوں پر بسایا۔ ان شہروں کی تعداد کم وبیش دوسو کے قریب تھی۔ اور ان طلباء کو دوسرے علوم کی بھی تعلیم دی تھی جس میں علم حکمت جیسے علوم بھی شامل ہیں اور مختلف گروہوں اور امتوں کے لیے ان کے مناسب حال قوانین وقواعد مقرر فرمائے۔ تمام ملک کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصہ میں ایک حاکم مقرر کیا جو اسی حصہ کی سیاست ملوکیت کا ذمہ دار قرار پایا۔ تمام قوانین سے مقدم شریعت کا وہ قانون رہے گا جس کی تعلیم وحی الٰہی کے ذریعے سے میں نے تم کو دی ہے۔

خدا کی ہستی اور اس کی توحید پر ایمان لانا۔ صرف خالق کائنات کی پرستش کرنا۔ آخرت کے عذاب سے خلاصی کے لیے اعمال صالحہ کو ڈھال بنانا۔ دنیا سے بے التفاتی اور تمام امور میں عدل وانصاف کو پیش نظر رکھنا۔ مقررہ طریقہ پر عبادت الٰہی کرنا، ایام بیض کے روزے رکھنا، دشمنان اسلام سے جہاد کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا طہارت سے رہنا، کتے اور سورے اجتناب کرنا، ہر نشہ آور چیز سے پرہیز کرنا، حضرت ادریس علیہ السلام کی تعلیم کا یہ لب ولباب تھا۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے اپنی امت کو یہ بھی بتایا تھا کہ میری طرح اس عالم میں دینی ودنیاوی کی اصلاح کے لیے بہت سے انبیاء علیہم السلام تشریف لائیں گے وہ ہر ایک بُری بات سے بری اور پاک ہوں گے۔ ستائش اور فضائل میں کامل ہوں گے۔ مستجاب الدعوات ہوں گے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کا حلیہ یہ تھا۔ رنگ مبارک گندم گوں، قد وقامت پورا اور سر پر بال کم تھے۔ خوبصورت چوڑے مونڈھے اور مضبوط ہڈی، دبلے پتلے، سرگیں چمکدار آنکھیں گفتگو باوقار، خاموشی پسند، سنجیدہ نظر نیچی انتہائی فکر وخوض کے عادی، غصہ کے وقت سخت غضب ناک باتیں کرتے وقت شہادت کی انگلی سے بار بار اشارہ کرنے کے عادی تھے۔

Marfat.com

نسب حضرت ادریس علیہ السلام:

﴿اخنوخ بن یرد بن مھلابیل بن انوش بن قیتان بن شث بن آدمؑ﴾

سب سے پہلے ستاروں میں نظر کرنا اور حساب کرنا آپ سے ہی ثابت ہے لیکن یہ خیال رہے کہ آپ کا ستاروں میں نظر کرنا اللہ کی مرضی کے مطابق تھا۔ آپ کے حساب میں تخمینے کی کوئی بات نہیں ہوتی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کے دل میں جو القاء کرتا آپ وہی بیان کرتے یعنی ستاروں کا حساب آپ کو بطور معجزہ عطا کیا تھا۔ اسلام میں ستاروں کا حساب اور آنے والے واقعات کی خبر دینا حرام ہے ان پر یقینی اعتبار کرنا کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾

''اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مقام کی طرف اٹھایا۔''

اس آیت کریمہ میں بلند مقام کی طرف اٹھانے کا ایک مطلب یہ ہے۔

ھو شرف النبوۃ والزلفی عبداللہ تعالیٰ (روح المعانی ج۹ ص۱۰۵)

''آپ کو نبوت کے منصب سے مشرف فرما کر اور اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص قرب عطا فرما کر آپ کو رفعت و بلندی عطا فرمائی۔''

حضرت کعب احبار وغیرہ سے مروی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل سے فرمایا کہ میں موت کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں کیسا ہوتا ہے؟ تم میری روح قبض کر کے دکھاؤ انہوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی، روح قبض کر کے پھر اسی وقت لوٹا دی آپ زندہ ہو گئے۔

پھر آپ نے فرمایا اب مجھے جہنم دکھا دو تا کہ خوف الٰہی زیادہ ہو آپ کے ارشاد کی

Marfat.com

تعمیل کرتے ہوئے آپ کو جہنم کے دروازے پر لے جایا گیا۔ آپ نے مالک نامی فرشتہ...... جو جہنم کا داروغہ ہے...... سے فرمایا کہ دروازہ کھولو میں اس سے گزرنا چاہتا ہوں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ اس پر سے گزرے۔ پھر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے جنت دکھاؤ وہ آپ کے حکم کے مطابق آپ کو جنت کے پاس لے گئے آپ نے جنت کے دروازے کھولنے کا ارشاد فرمایا تو آپ کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے آپ جنت میں تشریف لے گئے۔

ملک الموت نے کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد فرمایا کہ اب آپ چلیں زمین میں اپنے مقام پر تشریف لے چلیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾

ہر نفس نے موت کا مزا چکھنا ہے میں موت کا ذائقہ چکھ چکا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل ہونے کی یہ شرط لگائی ہے۔ ﴿وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ کہ ہر شخص کو جہنم پر گزرنا ہے میں جہنم سے بھی گزر کر آچکا ہوں۔ اب میں جنت میں داخل ہو چکا ہوں جو لوگ جنت میں داخل ہو جاتے ہیں انہیں وہاں سے نکالا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اپنا ارشاد گرامی ہے: ﴿وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ﴾ جنت والوں کو جنت سے نہیں نکالا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اپنے ارشادات کے مطابق میں نے یہیں رہنا ہے یہاں سے مجھے نہیں نکالا جا سکتا۔

حضرت ادریس علیہ السلام کے اس کلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو فرمایا: اے عزرائیل میرے بندے ادریس نے سب کام میری مرضی سے کیے انہیں یہاں ہی رہنے دو! آپ علیہ السلام ابھی تک آسمانوں میں زندہ ہیں۔

Marfat.com

حضرت ہارون علیہ السلام

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یوں ارشاد فرمایا ہے۔

''اور ہم نے رحمت سے ان کو (یعنی موسیٰ علیہ السلام) کو ان کو بھائی ہارون علیہ السلام پیغمبر عطا کیا۔

(سورہ مریم 53)

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی۔ اُن کے بھائی ہارون کو (ان کا) وزیر (یعنی مددگار) بنا کر ان کے ساتھ کیا۔

(سورہ فرقان 35)

تم (اے موسیٰ علیہ السلام) اور تمہارا بھائی ہماری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا۔ دونوں فرعون کے پاس جاؤ۔ بے شک وہ سرکش ہو رہا ہے۔

(سورہ طٰہٰ 43,42)

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھر کو قبلہ (یعنی مسجد) ٹھہراؤ اور نماز قائم کرو اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو۔

(سورہ یونس 87)

قرآن کریم میں موسیٰ علیہ السام کی زبانی ارشاد فرمایا ہے۔ اور میرا بھائی ہارون وہ مجھ سے بہت زیادہ فصیح البیان ہے۔

(سورہ قصص آیت 34)

اور میرے گھر والوں میں سے (ایک کو) میرا وزیر (یعنی مددگار) مقرر فرما یعنی میرے بھائی ہارون کو، اسے میری قوتِ بازو بنا اور میرے کام میں شریک کر تا کہ ہم تیری بہت سی تسبیح کریں اور تجھے کثرت سے یاد کریں۔ بے شک تو ہم کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔

(سورہ طٰہٰ 35,29)

Marfat.com

فرمایا موسیٰ علیہ السلام۔ تیری دعا قبول کی گئی۔

(طٰہٰ 36)

تم اور تمہارا بھائی دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا۔

(سورہ طٰہٰ 42)

اسی وجہ سے سورہ فرقان میں ارشاد ہوتا ہے۔

اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو (ان کا) وزیر بنا کر ان کے ساتھ کیا۔

(سورہ فرقان 35)

فرعون کے جادوگروں سے مقابلہ کے وقت یہ ہی دو مردان حق تھے جو باطل کی قوتوں اور ان کی صف آرائیوں کے مقابلے میں تنہا جمع ہوئے تھے۔ اور جب حق ظاہر ہو گیا اور جو انہوں نے کیا تھا باطل ہو گیا۔

(سورہ اعراف 118)

اس پر فرعون کے جادوگر بے ساختہ اور بے اختیار ہو کر سجدہ میں گر پڑے تو ان کے منہ سے یہ ہی صدائے حق آ رہی تھی۔

ہم پروردگار پر ایمان لائے (ہم موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے پروردگار (پر ایمان لائے)۔

(سورہ اعراف 122.121)(سورہ شعراء 47-48)

اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے کہا کہ میرے (کوہِ طور پر جانے کے) بعد تم میری قوم میں میرے خلیفہ ہو (ان کی) اصلاح کرتے رہنا اور مفسدوں کے راستہ پر نہ چلنا۔

(سورہ اعراف 142)

سامری نے سونے کا بچھڑا بنایا اور بنی اسرائیل نے اس کو پوجنا شروع کر دیا ہارون علیہ السلام نے قوم کی ایسی حالت دیکھی کہ سخت مضطرب ہوئے اور بنی اسرائیل کی ہدایت اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ اس وقت ہارون علیہ السلام

Marfat.com

نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے صاف طور پر فرمایا۔

لوگو۔اس سے صرف تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور تمہارا پروردگار تو اللہ ہے تو میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو۔

(سورہ طٰہٰ 90)

بنی اسرائیل کی قوم اپنی گمراہی پر جمی ہوئی تھی اور اس نے نہایت گستاخی سے جواب دیا جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ارشاد ہوا ہے۔

وہ کہنے لگے کہ جب تک موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس واپس نہ آئیں ہم تو اس (کی پوجا) پر قائم رہیں گے۔

(سورہ طٰہٰ 91)

ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو شرک سے باز رکھنے اور ان کی اصلاح اور ہدایت کی بڑی کوشش کی تو بنی اسرائیل بگڑ گئے اور حضرت ہارون علیہ السلام کے قتل کے درپے ہو گئے۔سورہ اعراف میں خود حضرت ہارون علیہ السلام کی زبانی ارشاد ہے۔

اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیں۔

(سورہ اعراف 150)

اس پر حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتظار کرنے لگے جب موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو ہارون علیہ السلام نے قوم کی گمراہی کی اطلاع دی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام سارا قصہ سن کر غضب ناک ہو گئے۔کوہِ طور سے احکام شریعت کی تختیاں جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے۔اب تک ان کے ہاتھ میں تھیں۔ایک طرف ڈال دیں اور حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف بڑھے اور انہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کے سر اور داڑھی کے بال پکڑ لیے اور کھینچنے لگے اس موقعہ کو قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

اور (شدت غضب سے موسیٰ علیہ السلام نے وہ) تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کے سر کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔

(سورہ اعراف 150)

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی سے فرمایا بنی اسرائیل کے لوگ اگر شرک اور گمراہی میں مبتلا ہوئے تھے تو یہ اندھے اور بہرے، بے عقل اور جاہل تھے تم کس طرح باطل کے سارے تماشے کو دیکھتے رہے۔اور خاموش رہے تم ان کو ان کاموں سے روک دیتے یا اسی وقت میرے پیچھے چلے آتے اور اس کی اطلاع کر دیتے آخر تم نے میرے حکم سے سرتابی کیسے کی؟ قرآن مجید میں اس کو ایسے بیان کیا ہے۔

کہا کہ ہارون علیہ السلام جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ گمراہ ہو رہے ہو تو تم کو (اس امر سے) کس چیز نے روکا کہ تم میرے پیچھے چلے آؤ کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی؟

(سورہ طٰہٰ 92-93)

ہارون علیہ السلام نے اپنی مساعی اصلاح سے مطلع کرتے ہوئے فرمایا جس کا قرآن مجید میں یوں کرہے۔

کہا اے میری ماں جائے لوگ تو مجھے کمزور سمجھتے تھے اور قریب تھا کہ مجھے قتل کردیں۔تو ایسا کام نہ کیجئے کہ لوگ مجھ پر ہنسیں اور مجھے ظالم لوگوں میں شامل نہ کیجئے۔

مزید براں آپ نے فرمایا کہ اس ڈر سے کہ کہیں بنی اسرائیل میں افتراق وانتشار پیدا نہ ہو جائے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اور شدید عملی اقدام سے پہلے آپ کی واپسی کا انتظار کر لیا جائے۔

بولے۔اے میری ماں کے بیٹے، میری داڑھی اور سر کے بالوں کو نہ پکڑیے۔ میں تو اس سے ڈرا کر آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کو ملحوظ نہ رکھا۔

(سورہ طٰہٰ 94)

موسیٰ علیہ السلام کو جب حقیقت حال سے آگاہی ہوئی تو آپ کا غصہ اور غضب ختم ہو گیا۔

آپ نے پھر فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے اور حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے دعا فرمائی۔

کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما۔تو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

(سورہ اعراف 151)

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر معتکف تھے کہ وحی الٰہی نے حقیقت حال وہیں ان پر منکشف کردی۔

فرمایا۔ہم نے تیری قوم کو ترے بعد آزمائش میں ڈال دیا ہے اور سامری نے ان کو بہکا دیا ہے۔

(سورہ طٰہٰ 85)

پھر موسیٰ علیہ السلام کی باز پرس پر خود بنی اسرائیل کی زبانی قرآن مجید نے یہ شہادت پیش کی ہے۔

پھراس طرح سامری نے اس کو ڈھالا

سامری نے اپنے جرم کا اقبال کرتے ہوئے کہتا ہے

اور میرے جی نے (اسی کام کو) اچھا بتایا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ شہادت دے کر حضرت ہارون علیہ السلام کی برات کا اعلان کیا ہے کہ

اور ہارون نے ان سے پہلے کہہ دیا تھا کہ لوگو۔اس سے تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور تمہارا پروردگار تو اللہ ہے تو میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو۔

(سورہ طٰہٰ 90)

پھر جب بنی اسرائیل نے جہاد کی تعمیل اور ملک شام میں داخلہ سے انکار کردیا اور گستاخی پر اتر آئے تو آپ خشیت الٰہی سے حضرت موسیٰ کے ساتھ سربسجدہ ہوگئے۔اسی موقعہ پر حضرت موسیٰ کا حضرت ہارون علیہ السلام پر اعتماد ظاہر ہوتا ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں گزارش کی ان کے الفاظ یہ تھے۔

کہا کہ پروردگار میں نے اپنے اور اپنے بھائی کے علاوہ اور کسی پر اختیار نہیں رکھتا۔

(سورہ مائدہ 25)

یہ تو ہم نے وہ بیان کہا ہے جو قرآن مجید میں حضرت ہارون علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے ان کے بارے میں ہم موسیٰ علیہ السلام کے باب میں مزید کچھ بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

Marfat.com

دراصل حضرت ہارون علیہ السلام کا تذکرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ساتھ ہوا ہے۔تورات میں آپ کی نبوت کا ذکر نہیں ہے بلکہ آپ کو کاہن کے لفظ سے اس میں یاد کیا گیا ہے۔ بنی اسرائیل میں کاہن کا مقام ایسا ہی ہے جیسے مسلمانوں میں امام کا ہے۔مگر قرآن مجید نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اُن کا صحیح مقام دیا ہے یعنی یہ کہ آپ جلیل القدر نبی اور پیغمبر تھے یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی مددگار تھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھی۔ جب بنی اسرائیل مصر میں قیام پذیر تھے اور ان پر نماز کا حکم نازل ہوا تو اس کی وحی بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام کی طرف بھیجی گئی تھی جس کا ذکر قرآن کے حوالے سے ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے۔

آپ کا سن پیدائش 1520 ق م ہے تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بڑے تھے اس وقت موسیٰ علیہ السلام اسی برس کے تھے اور آپ تراسی برس کے تھے جب موسیٰ علیہ السلام فرعون سے ہم کلام ہوئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی وفات کے وقت ایک سو بیس سال کے تھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات کوہِ طور پر ہوئی تھی اس وقت آپ ایک سو تیئس برس کے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی جب کہ ہارون علیہ السلام یونیک قادرالکلام تھے۔ جب ہارون علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اس وقت کا مصرف کا حکمران فرعون رعمس تھا۔آپ کے والد کا نام عمران اور والدہ کا نام یوکید تھا۔ جب بنی اسرائیل کو اللہ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا تو وحی دونوں بھائیوں کی طرف بھیجی گئی تھی۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو سرکنڈں کے تابوت میں ڈال کر دریائے نیل میں ڈالا گیا تو آپ صرف تین سال کے تھے اس کے باوجود یہ سب دیکھتے رہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام میں محبت کا وہی ٹھاٹھے مارتا ہوا سمندر تھا جو بھائیوں میں پیار محبت اور وفا کا ہوتا ہے۔ دونوں بھائی بازاروں میں گھومتے پھرتے اور یہ دیکھتے رہتے کہ مصری لوگ بنی اسرائیل پر آئے روز کتنا ظلم کرتے رہتے ہیں۔ان سے بیگار لی جاتی تھی۔ ذلت آمیز اور توہین آمیز سلوک کیا جاتا تھا اور مزدوری کی ان کو پوری اُجرت بھی نہ دی جاتی تھی اور ان کے ساتھ برابری کا سلوک نہ ہوتا تھا۔ دونوں بھائی ایسے میں اس ظلم اور زیادتی سے

Marfat.com

نجات حاصل کرنے کے لیے باتیں کہا کرتے تھے دونوں میں اتحاد پیار محبت بے انتہا تھا۔

حضرت ہارونؑ بھی نبی تھے جب حضرت موسیٰؑ کو مصر واپس جانے کا حکم دیا گیا تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی بتایا کہ موسیٰ علیہ السلام بدین سے واپس آ رہے ہیں۔ تمہیں ان کے استقبال کے لیے وادی سینا پہنچنا چاہیے۔ اس طرح حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنے بھائی کا آگے بڑھ کر استقبال کیا۔ یہ دونوں بھائی مدتوں بعد ملے تھے دونوں گلے لگ گئے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے دونوں بھائی فرعون کے دربار روانہ ہوئے اس وقت عمیس فرعون انتقال کر چکا تھا اس کا بیٹا منقاح اُس وقت ساٹھ سال کا تھا حکمران بن گیا۔

فرعون کے دربار میں حضرت ہارون علیہ السلام نے ایک بڑی شاندار تقریر کی اور اس کو مسلمان ہونے کی دعوت دی اور فرعون کو کہا کہ کفر کی سرکشی سے باز آ جائے۔ ایک اللہ کی عبادت کرے اور بنی اسرائیل کو ان کے آبائی گھر جانے کی اجازت دے دے۔

فرعون کو تقریر سن کر غصہ آیا کہ وہ اس قوم کے دو فرد ہیں جو صدیوں سے ان کی غلام چلی آ رہی ہے اب یہ برابری کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

فرعون نے رعونت سے کہا کہ تم کس اللہ کی بات کرتے ہو۔ اللہ تو میں خود ہوں اور تم دونوں جس اللہ کی بات کر رہے ہو وہ مجھ سے وقف ہو تو ہو مگر میں اسے نہیں جانتا۔

حضرت ہارونؑ نے کہا میرے چھوٹے بھائی موسیٰ علیہ السلام کو نبوت اور معجزات عطا ہوئے ہیں میرے بھائی نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور مجھے نبوت عطا ہو گئی جب بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات مل گئی تو موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر جانے لگے اور اپنی نیابت حضرت ہارون علیہ السلام کے ذمے کر دیتے۔ اس دوران انہوں نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو کہا بھائی مجھے کوہ طور پر چالیس دن اعتکاف کرنا ہے۔ میری غیر موجودگی میں آپ میرے خلیفہ اور نائب کے فرائض سرانجام دیں گے۔ احکام شریعت نافذ فرماتے رہیں گے اور ان کو میری عدم موجودگی میں قابو میں رکھیں گے۔ اور ان کو گمراہی میں نہ پڑنے دیں گے۔ انہیں میرے طریقہ کار پر عمل پیرا رکھنا اور یہ بھی خیال رکھنا کہ افتراق اور انتشار پیدا نہ ہو۔ لیکن

Marfat.com

سامری جادوگر نے بنی اسرائیل کو گمراہ کرلیا۔اس نے ایک سونے کا بچھڑا بنادیا یہ لوگ ان کی پوجا کرنے لگے۔حضرت ہارون علیہ السلام نے ان بہت سمجھایا اور کہا کہ میں تم کو بچھڑے کی پرستش نہیں کرنے دوں گا۔جس کو کسی انسان نے بنایا ہو وہ اللہ نہیں ہوسکتا۔اللہ کے واسطے گمراہی سے باز آجاؤ اس پر بنی اسرائیل نے ان کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔

حضرت ہارون علیہ السلام نے محسوس کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا قوم میں انتشار اور افتراق پیدا نہ ہونے دینا۔اس پر آپ بے بس ہو گئے اسرائیلوں نے بڑی دھوم دھام سے بچھڑے کی پوجا کرنی شروع کردی۔

حضرت ہارون علیہ السلام بے بس ہو چکے تھے۔آپ موسیٰ علیہ السلام کا بڑی بے چینی سے اُن کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں جب حضرت ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سردار اور نبی بنے تھے تو ان کے لیے پہنچنے کے لیے سونے کی تاروں ،آسمانی ،ارغوانی اور سُرخ کپڑوں اور باریک کتان سے تیار کیا گیا لباس تیار کیا گیا تھا۔جو جواہرات سے مزین تھا جبکہ صرف آسمانی رنگ کا تھا اور اس میں گوٹ اور جھالر لگی تھی۔عمامہ کے اوپر لگانے کے لئے ایک زرین تاج تھا۔یہ لباس مراسم عبادت کی ادائیگی کے لیے مخصوص تھا۔حضرت ہارون علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ان بیٹوں کے سپرد عبادت خانہ اور قربان گاہ کی نگرانی کا اور اہتمام کا کام تھا۔احکامِ شریعت کی ادائیگی اور تمام رسومات کی انجام دہی آپ ہی فرماتے تھے۔مقدس کے اندر صرف آپ کو اور آپ کے بیٹوں کو جانے کی اجازت تھی۔

حضرت ہارون علیہ السلام کے منصب خاص پر تقرری کے موقعہ پر ایک خاص رسم ادا کی گئی جس کی تفصیل کتاب خروج کے باب 29 میں مذکور ہے۔اس کے مطابق حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کے دونوں بیٹوں نے غسل کیا اور ان کو مخصوص لباس پہنایا گیا۔اس موقعہ پر تین قسم کی قربانیاں دی گئیں۔پہلے ایک بچھڑا لایا گیا اس کے سر پر حضرت ہارون علیہ السلام اوران کے بیٹوں نے ہاتھ رکھا۔پھر اس کو ذبح کیا گیا اس کا خون قربان گاہ میں ڈالا گیا۔اور اس کو خیمہ گاہ کے باہر آگ میں جلادیا گیا۔تورات میں اس کا ذکر ”خطا کی قربانی“ کے نام سے کہا

Marfat.com

ہے۔پھر ایک مینڈھا اسی طرح ذبح کیا گیا اور اس کے ٹکڑے کر کے قربان گاہ پر جلا دیا گیا تورات میں کو''سوختنی قربانی'' کہا گیا ہے۔اس کے بعد پھر اسی طرح ایک مینڈھا ذبح کیا گیا اور اس کا خون حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کے لباس پر چھڑکا گیا۔

حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دوش بدوش کام کرتے رہے۔ وادی سینا سے آپ بنی اسرائیل کے ہمراہ رفیدیم پہنچے جہاں ضرب کلیمی نے ٹھوس چٹان سے پانی کے بارہ چشمے جاری کر دیے۔یہاں سے پھر آپ قارس برلیغ پہنچے۔اس جگہ من وسلویٰ نازل ہوا۔

حضرت ہارون علیہ السلام نے جس جگہ وفات پائی وہ کوہِ طور کے خاص مقام کا نام مویسرہ تھا اور اسی جگہ آپ دفن ہوئے۔آپ کے بعد آپ کا بیٹا الیعزر کہانت کے منصب پر مقرر ہو کر اس جگہ خدمت کرنے لگا۔اس وقت جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے۔آپ کی عمر وفات کے وقت 123 سال تھی۔مصر سے نکلتے وقت آپ 83 سال کے تھے۔

شب معراج کے موقعہ پر جب حضورؐ پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے تو وہاں پر ان سے آپ کی ملاقات ہوئی حدیث شریف میں ہے۔

میں اوپر پہنچا وہ حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکھا جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو۔میں نے سلام کیا۔انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا اچھے بھائی اور اچھے نبی خوش آمدید۔

حضورؐ نے اپنی امت کو ارکان اسلام پر چلنے کی تلقین فرمائی ہے وہ پانچ ارکان یہ ہیں۔

1:۔ توحید 2:۔ نماز 3:۔ روزہ

4:۔ حج 5 :۔ زکوٰۃ

آپؐ نے ساری زندگی توحید کی تبلیغ کی اور ہر ایک مسلمان کو پہلے توحید پر قائم رہنے کا کہا توحید کا مطلب ہے اللہ ایک ہے۔اس کے سوائے کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ تنہا ہے یکتا ہے وہ زمین اور آسمانوں کا مالک ہے سب کچھ سارے جہانوں میں اسی کا ہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام بھی اپنی قوم بنی اسرائیل کو اسی بات کی تلقین کرتے رہے

Marfat.com

کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو جب سامری جادوگر نے سونے کا بچھڑا بنایا تو ان کی قوم نے اس کی پوجا کرنی شروع کردی۔ آپ نے اپنی قوم کو اللہ کی توحید پر قائم رکھنے کے لیے بڑی نصیحتیں کیں۔ حضرت موسیٰ کے کام کو اللہ کے راستے پر چلنے کے لیے ہر لمحہ ایک بھائی ایک مخلص ساتھی ایک جانثار وفادار نائب کی حیثیت سے کام کرنے کے لیے دن رات ایک کردیا۔ اسی وجہ سے حضرت ہارون علیہ السلام کو نبوت اور پیغمبری ملی اور قرآن مجید فرقان حمید میں آپ کا بارہا ذکر آیا ہے۔

○

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام

ہم حضرت ہارون علیہ السلام کے قصے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں حضرت موسیٰ کے بارے میں بتا چکے ہیں۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام آپس میں سگے بھائی تھے۔ان کا آپس میں بڑا پیار تھا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دست راست حضرت ہارون علیہ السلام تھے جس جگہ مشہو واقعات میں حضرت موسیٰ کا ذکر آئے گا وہاں پر ہارون علیہ السلام کا ذکر بھی آئے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نسب چند واسطوں سے حضرت یعقوب علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔آپ کی پیدائش اس وقت ہوئی جب فرعون اور اس کے حواری سرائیل کے سخت جانی دشمن تھے اسرائیلوں کی زندگی غلاموں جیسی تھی۔فرعون نے خوف زدہ ہوکر جو بچہ اسرائیلوں میں پیدا ہوتا اس کو قتل کروا دیتا۔مگر اللہ پاک کی حکمت ایسی تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش اور تعلیم تربیت فرعون کے گھر میں ہوئی۔ جب آپ جوان ہوئے تو آپ نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ ہر معاملے میں ہر وقت اسرائیلیوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھاتے آپ ان کی حالت زار دیکھ کر پریشان رہتے تھے۔

ایک دن آپ نے ایک اسرائیلی کو دیکھا جس کو فرعون کا آدمی بیگار کرنے کے لیے گھسیٹ رہا تھا۔اس نے آپ سے مدد مانگی آپ جلالی طبیعت کے مالک تھے حق اور سچ بات کہنے سے کبھی نہ چوکتے تھے۔فرعون کے آدمی سے آپ کا جھگڑا ہو گیا۔آپ نے غصے میں آکر اس کو ایک گھونسہ مار دیا۔وہ آپ کے گھونسے کی تاب نہ لا سکا اور اُسی وقت مر گیا۔

آپ نے بڑی ندامت اور شرمندگی محسوس کی کیونکہ آپ کا ارادہ اس کو مارنے کا نہ تھا۔

عجیب اتفاق ہوا دوسرے روز وہی اسرائیلی ایک قبطی سے جھگڑ رہا تھا اس نے پھر

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام سے مدد مانگی۔آپ نے مصری کو روکنے کے لیے ہاتھ بڑھایا اور اسرائیلی کو بھی کہا کہ وہ خوامخواہ جھگڑا مول لیتا ہے۔اور اس کو جھڑکا بھی، وہ موسیٰ علیہ السلام کے غصے کو دیکھ کر ڈر کر کہنے لگا کہ کل تم نے ایک مصری کو قتل کر دیا تھا آج مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔ مصری نے جب یہ بات سنی تو اس نے فرعونیوں کو ساری داستان سنائی اور کہا کہ موسیٰ قاتل ہے۔ جب فرعون نے یہ خبر سنی تو اس نے آپ کو گرفتار کر کے حاضر کرنے کا حکم دیا جب آپ کو اپنی گرفتاری کے حکم کا پتہ چلا تو آپ ارض مدین کی جانب خاموشی سے چلے گئے۔

مدین میں آپ نے دیکھا کہ ایک کنوئیں پر امراء اور طاقتور اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں وہاں پر دو لڑکیاں کھڑی حسرت سے امراء اور طاقتور لوگوں کو دیکھ کر صبر سے اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لیے انتظار کر رہی ہیں۔موسیٰ علیہ السلام نے لڑکیوں سے سارا ماجرہ پوچھا۔لڑکیوں نے کہا ہمارا باپ بوڑھا ہے۔ اس میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ ان طاقتور لوگوں کا مقابلہ کر سکے جب یہ فارغ ہو جائیں گے تو پھر بچا ہوا پانی اپنے جانوروں کو پلا لیں گے۔آپ کو یہ بات سن کر غصہ آ گیا اور طاقت کے زور پر لڑکیوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔لڑکیوں نے گھر آ کر سارا واقعہ اپنے بوڑھے باپ کو بتلایا۔لڑکیاں تیزی سے آپ کے پاس آئیں اور ان کو گھر لے آئیں۔ بوڑھے باپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہلے کھانا کھلایا پھر ان کے تمام حالات سننے کے بعد تسلی دی اور کہا کہ اگر آٹھ سال آپ میری بکریاں چرائیں تو میں ایک بیٹی سے آپ کا نکاح کر دوں گا اور اگر دس سال یہ کام کرو گے تو یہی میری لڑکی کا حق مہر ہو گا۔

مدت پوری ہونے کے بعد آپ اپنے اہل خانہ کو لے کر کوہ سینا کے پاس پہنچ گئے آپ نے وادی ایمن میں آگ کا ایک شعلہ دیکھا رات ٹھنڈی ہو رہی تھی آپ نے اپنی بیوی سے کہا تم یہاں ٹھہرو میں آگ لے آؤں۔ دراصل وہ آگ کا شعلہ نہ تھا بلکہ اللہ پاک کے نور کی تجلی تھی۔ اللہ پاک نے آپ کو رسول بنا دیا۔ یہاں پر اللہ پاک نے یہاں پر آپ کو دو معجزات عطا فرمائے آپ کے پاس جو لاٹھی تھی اللہ پاک نے کہا موسیٰ علیہ السلام اپنی لاٹھی کو زمین پر

Marfat.com

ڈال دو آپ نے ایسا کیا اللہ پاک کے حکم سے لاٹھی سانپ بن کر دوڑنے لگا۔

اس پر آپ خوف زدہ ہو گئے اللہ پاک نے آپ کو کہا اس کو پکڑ لو خوف نہ کھاؤ ہم اس کو اس کی اصلی حالت میں لوٹا دیں گے۔ پھر حکم ہوا کہ "اپنے ہاتھ کو بغل کے ساتھ ملا لو آپ نے پھر ایسا کیا جب آپ نے ہاتھ بغل سے نکالا تو وہ روشن بن گیا۔" اس پر اللہ پاک نے فرمایا اے موسیٰ تمہاری نبوت کے یہ دو بڑے نشان ہیں۔ اب واپس مصر جاؤ اپنی قوم کو راہ حق کی ہدایت کرو۔

اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ پاک سے کہا اے اللہ پاک میرے سینہ کو فراخ اور نور سے معمور کر دے اور میری زبان کی لکنت ختم کر دے تا کہ میں لوگوں کو اپنی بات سمجھا سکوں۔ میری گفتگو میں روانی عطا فرما میرے بھائی ہارون کو جو مجھ سے زیادہ فصیح بیان ہے اپنی اس نعمت (نبوت سے نواز دے) اور میرا شریک کار بنا دے۔

آپ اپنی بیوی کو لے کر مصر پہنچے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے ملے اُن کو ساری بات بتا دی پھر دونوں بھائی فرعون کے دربار میں پہنچے اور اس کو مخاطب کر کے فرمایا اے فرعون ہم کو اللہ پاک نے پیغمبر اور رسول بنا کر بھیجا ہے ہم تجھ سے دو اہم باتیں کرنا چاہتے ہیں اللہ پاک پر ایمان لاؤ اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ دوسرا یہ کہ بنی اسرائیل پر ظلم کرنے سے باز آ جاؤ ان کو غلامی سے نجات دے دے اور ان کو میرے ساتھ بھیج دے۔

فرعون یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور غصے سے بولا۔ میں تمہاری باتوں کو جھوٹا سمجھتا ہوں اے قوم میں تو اپنے سوا تمہارے لیے کسی کو اللہ نہیں سمجھتا فرعون نے کہا اے موسیٰ اگر تو نے میرے سوا کسی کو معبود بنایا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔

اگر تو سچا ہے تو کوئی نشانی بتا اس پر آپ نے اللہ پاک نے نبوت دیتے وقت لاٹھی اور ہاتھ کے معجزات عطا فرمائے تھے آپ نے وہ معجزات فرعون کو دکھائے تو سب درباری اور فرعون کہنے لگا بلاشبہ یہ بہت بڑا جادوگر ہے۔

فرعون نے اپنے درباریوں سے مشورہ کر کے ایک جشن کا ایک دن اہتمام کیا فرعون

Marfat.com

نے اپنے سارے جادوگر بلا لیے اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا بتاؤ کہ ابتدا کس طرف سے ہوگی ہماری طرف سے یا تمہاری طرف سے آپ نے فرمایا ابتدا تم ہی کرو جادوگروں نے رسوں اور لاٹھیوں کو زمین پر ڈالا جو سانپ بن گئیں۔ آپ نے اس منظر کو دیکھ کر پہلے کچھ خوف و ہراس محسوس کیا۔ لیکن اللہ پاک نے ان کو مطمئن کر دیا اور وحی کے ذریعہ فرمایا موسیٰ ہمارا وعدہ ہے کہ ان پر تم ہی غالب رہو گے تم اپنی لاٹھی کو زمین پر ڈال دو جیسے ہی آپ نے لاٹھی زمین پر ڈالی وہ بہت بڑا سانپ بن گیا۔ اور جادوگروں کے سارے سانپوں کو نگل گیا۔ جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ دیکھ کر کہا ''یہ موسیٰ کا جادو نہیں بلکہ اللہ کا معجزہ ہے۔'' سب جادوگر سجدے میں گر گئے اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ موسیٰ کا اللہ ہی ہمارا اللہ ہے وہ ہارون اور موسیٰ علیہما السلام پر ایمان لے آئے اس وقت اسرائیلی قوم کی ایک مختصر جماعت بھی ایمان لے آئی۔

فرعون پر کسی بات کا اثر نہ ہوا اس نے اسرائیلوں کو اور زیادہ تنگ کرنا شروع کر دیا اور ظلم کی انتہا کر دی۔ جب حالات زیادہ خراب ہو گئے تو اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر اپنے باپ دادا کی سرزمین (کنعان) کی طرف ہجرت کرو آپ نے خشکی کا راستہ چھوڑ کر بحر قلزم کا راستہ اختیار کیا۔ آپ راتوں رات اپنی قوم کو لے کر بحر احمر کی راہ پر ہو لیے۔ آپ نے اللہ پاک کے حکم سے اپنی لاٹھی پانی پر ماری تو پانی پھٹ گیا اور پھٹ کر دونوں جانب پہاڑوں کی طرح کھڑا ہو گیا اور درمیان میں خشکی کا راستہ بن گیا۔ آپ کی قوم بنی اسرائیل آسانی سے سمندر پار کر گئی۔ فرعون نے خود اور اپنی فوج کو آپ کا پیچھے کرنے کے لیے سمندر میں داخل ہو گئی اس دوران بنی اسرائیل سمندر پار کر چکے تھے اللہ پاک کے حکم سے سمندر کا پانی پھر ٹھاٹھے مارنے لگا اور سمندر میں جو خشکی بنی تھیں پانی کی لہریں چلنے لگیں فرعون اور اس کا سارا لشکر سمندر میں غرق ہو گیا جب فرعون پانی میں غرق ہونے لگا۔ تو پکار پکار کر کہنے لگا۔ ہم موسیٰ کے اللہ پر ایمان لاتے ہیں لیکن اس آخری وقت میں اللہ پاک نے اس کے ایمان لانے کو قبول نہ کیا (اس فرعون کی لاش)

Marfat.com

آج تک مصر کے عجائب گھر میں محفوظ ہے تا کہ زمانہ اس سے عبرت حاصل کر سکے۔

آپ نے بحرہ قلزم کو پار کر کے عرب کی سرزمین پر قدم رکھا۔ یہاں پر گرمی کی وجہ سے پانی اور سبزے کا نام ونشان نہ تھا موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی۔ اللہ پاک کا حکم ہوا اپنا عصا زمین پر مارو آپ نے جیسے ہی عصا زمین پر مارا پانی کے بارہ چشمے پھوٹ پڑے اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے ہر ایک نے پانی لینے کے لیے جگہ معلوم کر لی کھانے کے لیے من وسلویٰ جیسی نعمت اللہ پاک نے ان کو عطا فرمائی لیکن بنی اسرائیل ان نعمتوں کے باوجود مطمئن نہ ہوئے کھیرا، ککڑی، مسور، لہسن اور پیاز جیسی چیزیں مانگنے لگے۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آ گیا آپ نے فرمایا تم اللہ پاک کی اچھی نعمتوں کو چھوڑ کر معمولی قسم کی چیزوں کی طلب کرتے ہو۔

اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ جب بنی اسرائیل آزاد ہو جائیں گے تو تم کو شریعت دی جائے گی۔ آپ اعتکاف اور چلہ کرنے پہاڑ پر تشریف لے گئے اور حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشین مقرر کر گئے آپ نے اللہ پاک سے کہا اے اللہ مجھے اپنا جمال دکھا اللہ پاک نے اس پر کہا اس پہاڑ کی طرف دیکھ اگر یہ پہاڑ میری تجلی نہ برداشت کر سکا تو تو بھی مجھے نہ دیکھ سکے گا۔ اللہ پاک کی تجلی سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا موسیٰ غش کھا کر گر گئے جب ہوش میں آئے تو اللہ پاک سے معافی مانگی توبہ کی اور یہ کہا اے اللہ پاک سب سے پہلے آپ پر یقین کرنے والا میں ہوں۔

اس واقعہ کے بعد آپ کو تورات عطا کی گئی جس میں تمام شریعت بیان کی گئی تھی۔

جب آپ شریعت لینے پہاڑ پر اللہ پاک کے پاس گئے تو بنی اسرائیل نے سامری جادوگر کی مدد سے زیوارت کو گلا کر بچھڑا بنالیا اور اس کی پوجا کرنے لگے حضرت ہارون علیہ السلام نے قوم کو بڑا سمجھایا توحید کی تلقین کی مگر پھر بھی یہ باز نہ آئے۔

موسیٰ علیہ السلام کے واپس آنے پر ہارون علیہ السلام نے سارا قصہ آپ کو بتایا۔

آپ نے بنی اسرائیل کو کہا کہ تمہارے لیے اللہ پاک نے شریعت عطا فرمائی ہے۔

Marfat.com

یہ اللہ پاک کی کتاب ہے تم اس پر ایمان لاؤ مگر آپ کی قوم نے کہا ہم اس پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ اللہ کو خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں اور اللہ کہے کہ تورات میری کتاب ہے آپ نے کہا ساری قوم کی بجائے چند سرداروں کو چن لو جو میرے ساتھ کوہ طور پر جائیں وہاں جا کر بھی ان سرداروں نے وہی کچھ کہا جو بنی اسرائیل آپ کو پہلے کہہ چکے تھے۔ اللہ پاک نے ان کو یہ سزا دی کہ ایک ہیبت ناک چمک اور کڑک نے ان کو جلا دیا پھر اللہ پاک نے ان کو دوبارہ زندہ کیا۔ ان سرداروں نے آ کر بنی اسرائیل کو کہا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے ہیں اس پر انہوں نے پورا واقعہ بیان کیا اس کے باوجود بنی اسرائیل نے اپنی روش نہ بدلی۔ اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ تم کبیدہ خاطر نہ ہو چالیس سال یہ اسی میدان میں بھٹکتے رہیں گے ان کو ارض مقدس جانا نصیب نہ ہو گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال کی ہوئی حضرت ابراہیم کی وفات اور حضرت موسیٰ کی ولادت کے درمیان تقریباً اڑھائی سو سال کا عرصہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں قارون کا واقعہ بھی ہم سب کے لیے باعث عبرت ہے۔ قارون بہت امیر کبیر رئیس اور دولت مند تھا۔ اس کے خزانے سونے، ہیرے جواہرات سے بھرے ہوئے تھے اس کے خزانے کی کنجیاں ہٹے کٹے دراز قد کے مزدوروں کی ایک جماعت اٹھاتی تھی۔ فرعون دولت کے نشے میں چور رہتا تھا۔ یہ بنی اسرائیل کا ہی آدمی تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو نصیحت کی کہ اللہ پاک نے تجھے بے شمار دولت عطا فرمائی ہوئی ہے اس لیے اللہ پاک کا شکر ادا کرتے رہو۔ زکوٰۃ اور صدقات دے کر غریبوں کی مدد کیا کرو قارون کو یہ بات ناگوار گذری۔ اس نے کہا کہ میری دولت تیرے اللہ نے عطا نہیں کی بلکہ یہ میری محنت اور کاوش کا نتیجہ ہے میں اپنی دولت کو ایسے ہی برباد نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد یہ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی تذلیل اور بے عزتی کرنے لگا۔ اس پر رحمت الٰہی کو جوش آ گیا اور اللہ پاک نے پھر اس کو اور اس کے سرمائے کو زمین میں دھنسا دیا۔ بنی اسرائیل نے یہ سب کچھ دیکھا یہ واقعہ دنیا کے مال و دولت اور رئیس

Marfat.com

لوگوں کے لیے عبرت کا سامان لیے ہوئے ہے۔ اللہ پاک نے دکھادیا کہ جو صاحب حیثیت زکوٰۃ ادا نہیں کرتے صدقہ خیرات نہیں دیتے ان کا انجام دنیا میں بھی برا ہوگا اور آخرت میں تو ان سب کا ٹھکانہ ہے ہی دوزخ جس میں یہ لوگ ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں ایک اہم واقعہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا ہے۔ ایک دن موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا سب سے بڑا اس زمانے میں عالم کون ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ پاک نے سب سے زیادہ علم عطا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو موسیٰ علیہ السلام کی بات پسند نہ آئی اور موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ جہاں پر دو سمندر ملتے ہیں۔ (مجمع البحرین) وہاں ہمارا ایک بندہ رہتا ہے تم اس کے پاس جا کر ملو وہ تم سے زیادہ عالم اور عقل مند ہے۔

موسیٰ علیہ السلام اللہ پاک کے بتائے ہوئے راستے پر چل پڑے اور وہ مقام تلاش کرلیا جس جگہ اللہ پاک نے آپ کو اس سے ملنے کا کہا تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہاں پر نفیس اور عمدہ لباس پہنے ایک شخص بیٹھا ہوا ہے۔ آپ نے اس کو سلام کیا اور پھر ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگے میں موسیٰ ہوں آپ سے وہ علم حاصل کرنے آیا ہوں جو اللہ پاک نے آپ کو عطا کیا ہوا ہے۔

اس پر خضر علیہ السلام نے کہا اگر تم میرے پاس رہ کر صبر کرسکو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میری صرف ایک شرط ہے کہ میں جو بھی کام کروں اس میں تم دخل نہ دینا اور صبر سے کام لینا حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بات کو مان گئے۔

چلتے چلتے وہ دونوں سمندر کے کنارے پہنچے تو ان کو ایک کشتی نظر آئی۔ دونوں اس پر سوار ہو گئے کشتی جب روانہ ہوگئی تو راستے میں خضر علیہ السلام نے اس تختے کے میں سوراخ کردیا۔ اس کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کو اس بات کا بہت افسوس ہوا۔ انہوں نے خضر علیہ السلام کو کہا کہ کشتی والوں نے آپ سے کرایہ بھی نہیں لیا پھر بھی آپ نے ان کی کشتی میں

Marfat.com

سوراخ کر کے اس کو بیکار کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ نے کشتی والوں کے احسان کا یہ بدل دیا ہے۔ اس پر خضر علیہ السلام بولے میں نے کہا تھا آپ میرے کسی کام میں مداخلت نہ کریں گے اور صبر سے کام لیں گے لیکن آپ نے صبر نہ کیا۔

کشتی کنارے لگی تو دونوں نے دیکھا میدان میں کچھ لڑکے کھیل رہے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے ان میں سے ایک بچے کو قتل کر دیا۔ اس کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام بولے کہ آپ نے بلاوجہ اس معصوم بچے کو قتل کر دیا آپ نے یہ بہت برا کام کیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام پھر بولے کہ آپ میرے ساتھ رہ کر ضبط و تحمل اور صبر نہیں کر سکیں گے اس پر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اس بار مجھے نظر انداز کر دیں آئندہ میں اس بات کا خیال رکھوں گا۔

غرض دونوں پھر سفر پر روانہ ہوئے کچھ دور چلنے کے بعد ایک بستی میں پہنچے۔ وہاں کے لوگ کافی خوشحال دکھائی دیتے تھے ان دونوں نے عارضی طور پر بستی میں آرام کرنے کی درخواست کی مگر بستی والوں نے ان کی درخواست کو نہ مانا۔ اس کے بعد اور حضرت خضر علیہ السلام ایک مکان کی طرف بڑھے اور اس مکان کی گرتی ہوئی دیوار کی مرمت کر کے اس کو سیدھا کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بات پر بھی صبر نہ ہوا۔ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کو ٹوکا کہ اس بستی والوں نے ہم کو رہنے کی اجازت نہ دی اور نہ ہی آرام کرنے دیا۔ آپ نے بغیر اجرت کے ان کی دیوار کیوں ٹھیک کر دی۔

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ موسیٰ اب ہماری جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ میں نے جو کچھ بھی کیا ہے اور جو کچھ آپ نے دیکھا ہے یہ سب کچھ اللہ پاک کی جانب سے تھا۔ ان باتوں پر آپ صبر نہ کر سکے۔

بس اب مجھ میں اور تم میں جدائی کا وقت آ گیا وہاں جن باتوں پر تم سے صبر نہ ہو سکا۔ ان کی حقیقت تمہیں بتلائے دیتا ہوں۔ سب سے پہلے کشتی کا معاملہ لو وہ چند مسکینوں کی تھی جو سمندر میں محنت مزدوری کرتے ہیں وہ جس طرف بڑھ رہے تھے وہاں ایک بادشاہ (ظالم) جس کسی کی (اچھی) کشتی پاتا زبردستی لے لیتا ہے۔ میں نے چاہا اس کی کشتی میں عیب نکال

Marfat.com

دوں تا کہ عیسیٰ سمجھ کر اس کو چھوڑ دے رہا لڑکے کا معاملہ تو اس کے ماں باپ مومن ہیں۔ میں یہ دیکھ کر ڈرا کہ یہ انہیں سرکشی کر کے اور کفر کر کے اذیت پہنچائے گا۔ بس میں نے چاہا کہ ان کا پروردگار اس لڑکے سے بہتر انہیں لڑکا دے گا۔ دیانت داری میں بھی اور محبت میں بھی۔ اور جو دیوار درست کر دی گئی تو وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی ہے جس کے نیچے ان کا خزانہ گڑا ہوا ہے۔ ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا۔ پس تمہارے پروردگار نے چاہا دونوں لڑکے اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ محفوظ پا کر نکال لیں۔ یہ ان لڑکوں کے حال پر پروردگار کی مہربانی تھی جو اس طرح ظہور میں آئی اور یاد رکھو میں نے جو کچھ کیا ہے اپنے اختیار سے نہیں کیا (اللہ کے حکم سے کیا) یہ ہے حقیقت ان باتوں کی جن پر تم صبر نہ کر سکے (سورہ الکف)۔

O

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام

محمد بن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نمرود بن کنعان بادشاہ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک ستارہ طلوع ہوا ہے کہ اس کی روشنی سے آفتاب اور مہتاب بے نور ہو گئے ہیں۔ نمرود نے خوف زدہ ہو کر کاہنوں سے دریافت کیا تو کاہنوں نے جواب دیا کہ ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے کہ جس کے ہاتھوں تیرا تخت تاراج ہوگا۔ نمرود نے پھر حکم دیا کہ اس سال میری مملکت میں جتنے لڑکے پیدا ہوں قتل کر دیئے جائیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ نے جب یہ ماجرا سنا تو تولد کے وقت باہر ایک غار میں چلی گئیں وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں تشریف لے گئے تو وہ خبر بھی کاہنوں نے نمرود کو بتادی تھی۔ بہر حال آپ کی پیدائش کے بعد والدہ روزانہ دودھ پلانے کے لیے جاتیں۔ ایک دفعہ کیا دیکھتی ہے کہ آپ اپنی سرانگشت چوس رہے ہیں۔ قدرت آپ کی پرورش کر رہی ہے۔ آپ ہفتہ میں اتنے بڑے ہوئے کہ ایک ماہ کے نظر آتے اور ماہ میں اتنے نظر آنے لگے جتنا سال کا بچہ ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام قصبہ ہوا میں پیدا ہوئے جو عراق میں ہے بعض کے نزدیک بابل میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر بابل یا اس کے اطراف میں رہتے تھے جس کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں جو بغداد سے چالیس میل کے فاصلے پر ہے۔ یہاں طوفان نوح سے پہلے غالباً بنی آدم کی آبادی سے ملک آرمینا عراق اور ایران اور شام وغیرہ آباد تھے۔ یہیں سے پھر تمام ملکوں میں بنی آدم پھیلتے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے آزر لقب ہے یا چچا کا نام ہے۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں بت پرستی کا از حد زور اور رواج تھا اسی لیے بابل اور نینویٰ کے بعض مقامات کو باجازت سلطان روم خلد اللہ ملک کھدوایا تھا تو سنگ مرمر کے عجیب و غریب تراشے ہوئے بت مختلف صورتوں کے برآمد ہوئے جو بطور نمائش وہاں رکھے گئے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام ہمیشہ معصوم رہتے ہیں جب ہوشیار ہوگئے تو ایک دن اپنی والدہ سے دریافت کیا میرا رب کون ہے؟ والدہ نے کہا میں ہوں کیونکہ رب پرورش کرنے والے کو کہتے ہیں۔ پھر دریافت کیا کہ تمہارا رب کون ہے والدہ نے جواب دیا کہ میرا رب تیرا باپ ہے فرمایا ان کا رب کون ہے والدہ نے کہا کہ نمرود بادشاہ ہے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ نمرود کا رب کون ہے والدہ نے کہا کہ خاموش ہو جاؤ۔ والدہ نے جا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کو کہا کہ جس لڑکے کی نسبت مشہور ہے کہ زمین والوں کا دین بدل دے گا وہ تمہارا فرزند نظر آتا ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شروع ہی سے توحید کی حمایت اور عقائد کفریہ کا ابطال شروع کیا۔ جب اس غار سے شب کے وقت نکلے تو ستارہ زہرا یا مشتری کو دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے اور چاند پرست اور سورج پرست سب پر حجت اس طرح قائم کی چنانچہ سورہ انعام میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

’’حضرت ابراہیم علیہ السلام جلیل القدر پیغمبر ہیں اس لیے ان کی تبلیغ بھی ایسے امتیاز سے تھی کہ ربوبیت صرف اللہ کو زیبا ہے جو رب العالمین اور ارضی اور سماوی سفلی و علوی کل کائنات کا خالق و مالک ہے۔ بہرحال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بت پرستی پر لعنت اور پوجنے والوں سے جھگڑا تکرار ان سب حالات سے نمرود باخبر ہوا تو ابراہیمؑ کو اپنی عدالت میں بلایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بے خوف ہو کر نمرود کے پاس گئے۔ لوگ جب نمرود کے پاس حاضر ہوتے تو اس کو سجدہ کرتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہ سجدہ کیا نہ سر جھکایا تو نمرود نے نہایت غصے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ تو نے مجھے سجدہ کیوں نہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بے خوف ہو کر کہا کہ میں بغیر پروردگار عالم کے

Marfat.com

اور کسی کو سجدہ نہیں کرتا۔ نمرود نے کہا کہ تیرے پروردگار کی کیا تعریف ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرا پروردگار مارنے جلانے کا مختار ہے نمرود نے کہا میں بھی مارتا جلاتا ہوں۔ نمرود نے دو قیدیوں کو جو واجب القتل تھے قید خانہ سے بلایا ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اور کہا دیکھ ایک کو میں نے مار ڈالا دوسرا بھی واجب القتل تھا اس کو میں نے زندہ چھوڑ دیا۔ جیسا کہ پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا''

''کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جسے جھگڑا کیا ابراہیمؑ کے ساتھ اسؑ کے رب کے بارے میں یہ کہہ دی اس کو اللہ نے سلطنت۔ جب کہ ابراہیمؑ نے کہا کہ میرا رب مارتا ہے اور جلاتا ہے کہا نمرود نے کہ میں بھی مارتا ہوں اور جلاتا ہوں۔''

''اور جب کہا ابراہیم نے کہ اے میرے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے، فرمایا کیا تجھے یقین نہیں کہ میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ عرض کیا یقین تو ہے لیکن میرے دل کو تسکین ہو جائے۔ فرمایا پس پکڑ چار پرندے پس عادت ڈال اپنے ساتھ ان کی پھر اوپر ہر پہاڑ کے ان کے ٹکڑے رکھ پھر ان کو بلا آئیں گے تیری طرف دوڑے ہوئے اور جان کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔'' (پارہ ۳، سورہ بقرہ رکوع ۳۵)

اسی طرح پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے ان کو ذبح کیا اور سر اپنے پاس رکھے باقی ان کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ بالکل قیمہ کر دیا۔ پھر ان چار یا سات پہاڑوں پر رکھ دیا جس پرندے کا سر پکڑ کر بلاتے فوراً سب پہاڑوں سے اس کے اجزاء اڑ کر پرندہ بن جاتے اور اپنے سر سے لگ کر پرندہ زندہ ہو جاتا۔ اگر دوسرے پرندے کا سر اس پرندے کے سامنے کیا جاتا تو وہ پرندہ اس سر کے ساتھ نہ لگتا تھا۔

اس سوال میں ابراہیم علیہ السلام سے عین الیقین حاصل کیا۔ پرندوں کے بارے میں بھی کئی اقوال ہیں کوئی کہتا ہے کہ کلنگ مور کبوتر اور مرغ تھے اور کسی نے کہا کہ کبوتر اور مور اور مرغ اور کوا تھے اور کسی نے مرغابی سے مرغ اور مور کا کہا ہے۔ عادت ڈالنے سے مراد یہ تھی کہ جب کسی پرندے کو بلاؤ تو وہ فوراً آ جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اسی واسطے ریزہ ریزہ کرنے کے بعد بھی جس پرندے کا سر پکڑ کر اس کو بلایا تو اس کے اجزا بکھر کر اڑتے

Marfat.com

ہوئے اپنے سر کے ساتھ آملتے۔(ابن کثیر)

پھر ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے کہا کہ اے باپ یہ کیا مورتیں ہیں کہ جن کی تم بندگی کرتے ہو اور رات دن ان کو سجدے کرتے رہتے ہو۔باپ نے کہا یہ ہمارے خدا ہیں ۔ابراہیم علیہ اسلام نے جواب دیا کہ ان کے کان ہیں نہ آنکھیں ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان باپ نے کہا تو ہمارے خداؤں سے بیزار ہے البتہ سنگسار کیا جائے گا تجھے جیسا کہ سورۃ الانبیاء میں فرمان ربانی ہے۔

''اور بلاشک ہم نے ابراہیمؑ کو اول ہی سے رشد و ہدایت عطا کی تھی اور اس کے معاملے کے جاننے والے تھے جب اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ یہ مجسمے کیا ہیں جن کو تم لیے بیٹھے ہو۔کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ داداؤں کو انہیں کی پوجا کرتے پایا ہے۔''

ان کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

''ابراہیمؑ نے کہا کہ بیشک تم اور تمہارے باپ دادا کھلی گمراہی میں ہو''

کہنے لگے کہ تو سچی بات کرتا ہے یا مذاق کرنے والوں سے ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بت تمہارے رب نہیں بلکہ تمہارا رب زمینوں اور آسمانوں کا رب ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے اور میں اسی بات کا قائل ہوں جیسا کہ فرمان ہے۔

''بلکہ تمہارا رب اللہ ہے آسمانوں اور زمینوں کو جس نے پیدا کیا ہے میں تو اس بات کا گواہ اور قائل ہوں۔''(سورہ الانبیاء پارہ ۱۷ رکوع ۵)

پھر تمہارے معبود کسی ادنیٰ چیز کے بھی خالق نہیں اور نہ یہ مالک ہیں پھر یہ معبود اور مسجود کیسے ہو سکتے ہیں خدا کی قسم میں ان سے برا سلوک کروں گا۔جیسا کہ ارشاد ہے۔

''قسم ہے اللہ کی البتہ میں برا سلوک کروں گا تمہارے بتوں سے پیچھے اس کے کہ پھر جاؤ تم پیٹھ پھیر کر۔''

اور ایک دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ تم بتوں کو سجدہ کرتے ہو میں تجھے اور تمہاری قوم کو گمراہی میں دیکھتا ہوں تم صریح گمراہی میں ہو، جیسا کہ ارشاد ہے۔

Marfat.com

''جب کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کہا تو بناتا ہے بتوں کو، خدا میں تجھ کو اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں''

اور ایسے واقعات اس لیے تھے کہ پروردگار عالم جل جلالہٗ نے آپ کو زمین و آسمان کی سلطنت کا مشاہدہ کرایا تھا جیسا کہ ارشاد ہے۔

''اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت کا مشاہدہ کرا دیا اور تاکہ وہ یقین کرنے والو سے ہو جائے۔''

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابراہیمؑ کے باپ کا نام تارخ اور ماں کا نام شانی تھا ازر ایک بت کا نام تھا ابراہیمؑ کے باپ اس بت کے خادم اور پجاری تھے۔اس لیے یہی نام ان پر غالب آ گیا۔اور آزر ٹیڑھے کو بھی کہتے ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی توحید کے مقابلے میں اپنے باپ کو اس کلمہ سے پکارا ہوا۔

ابن جریرؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ابراہیمؑ کی نگاہوں کے سامنے آسمان پھٹ گئے تھے اور ابراہیمؑ سب چیزوں کو دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ ان کی نظر عرش عظیم تک پہنچی اور ساتوں زمینیں ان کے واسطے کھل گیں اور وہ زمین کی اندر کی چیزیں دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ انسانوں کے گناہ بھی دیکھ کر بددعا کرنے لگتے تو پروردگار عالم نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ میں تم سے زیادہ اپنے بندوں پر کریم ہوں شاید یہ توبہ کر کے ہماری طرف رجوع کریں۔

پھر ابراہیم علیہ السلام پر وہ مشاہدہ بند ہو گیا۔(ابن کثیر)

پروردگار عالم نے ہر قسم کی دلیلیں ابراہیمؑ کو بتا دی تھیں تاکہ ابراہیمؑ کی شان اور بیان بلند رہے اور ہر مرحلے میں کامیاب ہو جائیں۔چنانچہ ارشاد ہے۔

''اور یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیمؑ کو اس کی قوم کے مقابلے میں عطا کی ہم جس کو چاہتے ہیں اس کا درجہ بلند کر دیا کرتے ہیں بیشک تیرا رب دانا ہے۔جاننے والا ہے۔''

ہر دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قوم کا جھگڑا ہی رہا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

''اور ابراہیمؑ کی قوم نے اس سے جھگڑنا شروع کیا۔ابراہیمؑ نے کہا کیا جھگڑتے ہو

Marfat.com

تم میرے ساتھ اللہ کے بارے میں''

بہر حال حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو سمجھانے کی بڑی کوشش کی جیسا کہ سورہ مریم میں ارشاد ہے۔

''اور یاد کر کتاب میں ابراہیمؑ کا ذکر بیشک وہ سچا نبی تھا۔ جب کہا اس نے اپنے باپ کو کہ اے ابا جان کیوں ایسی چیز کی پوجا کرتے ہو جو نہ سنتی ہے اور نہ دیکھتی ہے اور نہ آپ کے کسی کام آسکتی ہے۔ اے میرے ابا جان یقیناً آیا ہے میرے پاس علم جو آپ کے پاس نہیں آیا۔ میری تابعداری کرو میں سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔ اے میرے ابا جان شیطان کی فرمانبرداری نہ کریں بیشک شیطان خدا کا نافرمان ہے۔ اے میرے ابا جان بیشک میں ڈرتا ہوں کہ پہنچے آپ کو خدا کی طرف سے عذاب پس ہو جائیں آپ شیطان کے دوست۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایسی نرم وصیت کا بھی باپ پر کچھ اثر نہ ہوا اور جواب میں کہا کہ اے ابراہیم تو ہم کو ہمارے معبودوں کی عبادت سے منع کرتا ہے یاد رکھ اگر تو باز نہ آیا تو تجھے سنگسار کر دیا جائے گا جیسا کہ ارشاد ہے۔

''کہا باپ نے کیا تو میرے معبودوں سے پھیرتا ہے اگر تو باز نہیں آیا تو تجھے سنگسار کر دیا جائے گا اور چھوڑ دے مجھ کو کچھ مدت تک''

بہر حال حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم اور والد کو ہر طرح سے سمجھایا۔

جب ان کے ایک بڑے میلے کا وقت آگیا تو باپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ کل ہماری عید ہے جنگل میں میلہ لگے گا ہم نفیس کھانے پکا کر بتوں کے پاس رکھیں گے اور میلہ سے واپسی پر آ کر تبرکاً کھائیں گے تم بھی ہمارے ساتھ چلو اور ہمارے میلے کی رونق دیکھو۔ پھر واپس آ کر بتوں کی سجاوٹ دیکھنا۔ جب یہ سب کچھ تم دیکھ لو گے تو پھر ہم کو ان کی پرستش سے نہ روکو گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چونکہ ایک وقت یہ بات کہی تھی کہ میں تمہارے بتوں کے ساتھ سمجھوں گا پھر اس تاک میں تھے کہ کبھی بت خانہ میں موقع پا کر اپنی بات کو پوری کر کے ان پر پوری حجت قائم کروں یہ اصل موقع تھا۔ جس کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انتظار تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے میلہ میں جانے

Marfat.com

سے اس طرح اپنے آپ کو بچایا کہ جیسا کہ ستارہ شناس نجوم کے ماہر نجوم کے موقع کو دیکھا کرتے ہیں۔ ابراہیمؑ نے بھی ستاروں کی طرف دیکھا جیسا کہ فرمان ربی ہے۔

''پس ابراہیمؑ نے ایک نظر ستاروں کی طرف کی۔ پس فرمایا میں بیمار ہوں۔''

اصل میں یہ جھوٹ بھی نہیں کیونکہ دل میں اس کفر کے مٹانے کا غم تھا لیکن قوم کے لوگ متعدی بیماری سے ڈرتے تھے انہوں نے سمجھا کہ ابراہیمؑ کسی متعددی بیماری سے ڈرتے تھے انہوں نے سمجھا کہ ابراہیمؑ کسی متعددی بیماری میں مبتلا ہونے والا ہے یعنی ایک دوسرے کو لگنے والی بیماری۔ پھر ان کو مجبور نہ کیا جیسا کہ فرمان ہے۔

ختنہ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کا طریقہ جاری کیا ہے۔ اس سے پہلے پیغمبر ختنہ شدہ پیدا ہوتے تھے۔ ہمارے پیغمبر ﷺ ختنہ شدہ ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔ اور سفید بالوں والے بھی سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ سفید بال دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہی بالوں کو یہ کیا ہوا اللہ نے فرمایا یہ وقار ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے لبوں کے بال اور بغل کے بال اور زیر ناف بال کٹائے ناخن کترائے شلوار پہنی اور خضاب لگایا اور حنا لگائی اور خطبہ منبر پر پڑھا۔ عصا ہاتھ میں لیا اور راہ خدا میں جہاد کیا۔

علماء اہل کتاب فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ''سارہ'' کے ساتھ شادی کی اور ان کے بھائی ''ناحور'' نے اپنی بھتیجی ''ملکا'' بنت ہاران سے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت ''سارہ'' بانجھ تھیں ان کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ تارخ اپنے بیٹے ابراہیم اور ان کی بیوی سارہ اور ان کے بھتیجے لوط بن ہاران کے ساتھ روانہ ہوئے اور کلدانیوں کی زمین سے ہجرت کر کے ارض کنعان آگئے۔ وہ ملک کنعان میں حران نامی جگہ پر اترے۔ یہیں مالک حقیقی سے جا ملے۔ اس وقت ان کی عمر اڑھائی سو سال تھی۔

اس سے پتہ چلتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام حران میں پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ

Marfat.com

آپ کلدانیوں کی زمین میں پیدا ہوئے ہیں اور کلدانیوں کی سرزمین بابل اور اس کے گردونواح کا علاقہ ہے پھر آپؑ ارض کنعان کی طرف عازم سفر ہوئے جسے بیت المقدس کہا جاتا ہے اور حران میں قیام پذیر ہوئے جو ان دنوں کلدانیوں کی سرزمین کہلاتی تھی۔ اسی طرح جزیرہ اور شام کے علاقے بھی انہیں کے قلمرو میں آتے تھے۔

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام ہی وہ واحد ہستی ہیں جن کے ذریعے اللہ کریم نے ان فتنوں کا ازالہ فرمایا اور اس گمراہی کا بطلان کیا۔ اللہ کریم نے بچپن سے ہی ابراہیم علیہ السلام کو دانائی عطا کر دی تھی اور جب آپؑ جوان ہو گئے تو انہیں رسالت کے منصب پر فائز کر کے اپنا خلیل ہونے کا شرف عطا فرما دیا۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

''اور یقیناً ہم نے مرحمت فرمائی تھی ابراہیم کو ان کی دانائی اس سے پہلے اور ہم ان کو خوب جانتے تھے۔'' (الانبیاء:۵۱)

یعنی وہ اس مقام و مرتبہ کے لائق تھے۔

سورۃ عنکبوت میں ارشاد فرمایا:

''اور ابراہیمؑ کو یاد کرو جب آپ نے فرمایا اپنی قوم کو عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس سے ڈرتے رہا کرو یہی بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم (حقیقت کو) جانتے ہو۔ تم تو پوجا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی اور تم گھڑا کرتے ہو نرا جھوٹ۔ بیشک جن کو تم پوجتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر وہ مالک نہیں تمہارے رزق کے، پس طلب کیا کرو اللہ تعالیٰ سے رزق کو اور اس کی عبادت کیا کرو اور اس کا شکر ادا کیا کرو اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے اور اگر تم جھٹلاتے ہو تو (یہ کوئی نئی بات نہیں) جھٹلایا اپنے نبیوں کو ان امتوں نے بھی جو تم سے پہلے تھیں اور رسول پر فرض نہیں بجز اس کے کہ وہ اللہ کا حکم صاف طور پر پہنچا دے۔

کیا انہوں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کس طرح آغاز فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پیدا کرنے کا پھر وہ کس طرح اس کا اعادہ کرتا ہے۔ بلاشبہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے لیے بالکل آسان ہے۔ فرمایا سیر و سیاحت کرو زمین میں اور غور سے دیکھو کس طرح اس نے خلق کی ابتداء فرمائی پھر اللہ تعالیٰ (اسی طرح) پیدا فرمائے گا دوسری بار۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا

Marfat.com

ہے۔ سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے رحم فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے اور نہیں تم بے بس کرنے والے (اللہ تعالیٰ) کو زمین میں بھاگ کر اور نہ آسمان میں (پناہ لے کر) اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوست اور کوئی مددگار۔

اور جن لوگوں نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کی آیات کا اور اس کی ملاقات کا، وہ لوگ مایوس ہو گئے ہیں میری رحمت سے اور وہی لوگ ہیں جن کے لیے عذاب عظیم ہے۔ آپ کی قوم سے کوئی جواب نہ بن آیا بجز اس کے کہ انہوں نے کہا کہ اسے قتل کر ڈالو اسے جلا دو، سو بچا لیا اسے اللہ تعالیٰ نے آگ سے۔ بیشک اس واقعہ میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں اور ابراہیمؑ نے کہا کہ تم نے بنا لیا ہے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو باہمی محبت (و پیار) کا ذریعہ اس دنیوی زندگی میں۔

پھر قیامت کے دن تم انکار کرو گے ایک دوسرے کا اور پھٹکار بھیجو گے ایک دوسرے پر اور تمہارا ٹھکانا آتش (جہنم) ہو گا اور نہیں ہو گا تمہارا کوئی مددگار۔ تو ایمان لائے ان پر لوط اور ابراہیم نے کہا میں ہجرت کرنے والا ہوں اپنے رب کی طرف۔ بے شک وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے۔ اور ہم نے عطا فرمایا آپ کو اسحاق جیسا فرزند اور یعقوب جیسا پوتا اور ہم نے رکھ دی ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب اور ہم نے دیا ان کو ان کی جان نثاری کا اجر اس دنیا میں۔ بلاشبہ وہ آخرت میں صالحین (کے زمرہ) میں ہوں گے"۔ (عنکبوت۔۱۶۔۲۷)

سب سے پہلے آپؑ نے اپنے باپ کو دعوت دی۔ آپ کا باپ بھی بتوں کا پجاری تھا۔ اس لیے سب سے زیادہ حق دار تو وہ تھا کہ اسے خلوص کے ساتھ نصیحت کی جائے جیسا کہ رب قدوس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔

"اور ذکر کیجیے آپ کتاب میں ابراہیمؑ کا۔ وہ بڑا راست باز نبی تھا۔ جب انہوں نے کہا اپنے باپ سے کہ اے میرے باپ تو کیوں عبادت کرتا ہے اس کو جو نہ کچھ سنتا ہے اور نہ کچھ دیکھتا ہے اور نہ تجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اے میرے باپ بیشک آیا ہے میرے پاس وہ علم جو تیرے پاس نہیں آیا۔ اس لیے تو میری پیروی کر میں دکھاؤں گا تجھے سیدھا راستہ۔ اے باپ شیطان کی پوجا نہ کیا کر۔ بے شک شیطان تو رحمٰن کا نافرمان ہے

Marfat.com

۔اے باپ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تجھے پہنچے عذاب (خدائے) رحمٰن کی طرف سے تو تو بن جائے شیطان کا ساتھی۔باپ نے کہا کیا روگردانی کرنے والا ہے تو میرے خداؤں سے اے ابراہیم اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کردوں گا اور دور ہو جا میرے سامنے کچھ عرصہ۔ابراہیم نے جواب میں کہا سلام ہو تم پر۔میں مغفرت طلب کروں گا تیرے لیے اپنے رب سے۔بیشک وہ مجھ پر بے حد مہربان ہے۔اور میں الگ ہو جاؤں گا تم سے اور ان سے بھی جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور میں اپنے رب کی عبادت کروں گا۔مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کی برکت سے نامراد نہیں رہوں گا ۔پس جب وہ جدا ہو گیا ان سے اور جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تو عطا فرمایا ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب اور سب کو ہم نے نبی بنایا۔''

ارشاد الٰہی ہے۔

''اور یاد کرو جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کیا تم بناتے ہو بتوں کو اللہ۔بے شک میں دیکھتا ہوں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں۔'' (الانعام: ۷۴)

اس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر تھا۔جمہور علمائے نسب جن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اسم گرامی بھی آتا ہے فرماتے ہیں کہ آپ کے باپ کا نام ''تارخ'' تھا۔اہل کتاب بھی آپ کے باپ کا نام ''تارخ'' خائے معجمہ کے ساتھ بتاتے ہیں کہا جاتا ہے کہ آزر اس کا لقب ہے۔کیونکہ یہ آزر نامی بت کی پوجا کرتا تھا اس لیے اسی نسبت سے اسے آزر کہا جاتا تھا۔

ابن جریر فرماتے ہیں کہ صحیح قول یہ ہے کہ اس کا نام آزر تھا۔اور ہو سکتا ہے اس کے دو نام ہوں جو بطور علم استعمال ہوتے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں سے ایک لقب ہو اور دوسرا نام ہو۔

بہر حال یہ احتمال صحیح ہے اور اسے بالکل رد نہیں کیا جا سکتا ہے۔ (واللہ اعلم)

پھر رب قدوس نے فرمایا۔

''اور اسی طرح ہم نے دکھادی ابراہیم کو ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی تاکہ وہ

Marfat.com

ہو جائیں کامل یقین کرنے والوں میں پھر جب چھا گئی ان پر رات (تو) دیکھا انہوں نے ایک ستارا بولے (کیا) یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ ڈوب گیا تو بولے میں نہیں پسند کرتا ڈوب جانے والوں کو پھر جب دیکھا چاند کو چمکتے ہوئے تو کہا کیا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو آپ نے کہا اگر نہ ہدایت دیتا مجھے میرا رب تو ضرور ہو جاتا میں بھی اس گمراہ قوم سے پھر جب دیکھا سورج کو جگمگاتے ہوئے تو بولے کیا یہ میرا رب ہے یہ تو ان سب سے بڑا ہے لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا: اے میری قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو بے شک میں نے پھیر لیا ہے اپنا رخ اس ذات کی طرف جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو یکسو ہو کر اور نہیں ہوں میں مشرکوں میں سے۔

اور جھگڑنے لگی ان سے ان کی قوم آپ نے کہا کیا تم جھگڑتے ہو مجھ سے اللہ کے بارے میں حالانکہ اس نے ہدایت دے دی ہے، مجھے اور نہیں ڈرتا میں ان سے جنہیں تم شریک بناتے ہو اس کا، مگر یہ کہ چاہے میرا ہی پروردگار کوئی تکلیف پہنچانا گھیرے ہوئے ہے میرا رب ہر چیز کو اپنے علم سے تو کیا تم نصیحت قبول نہیں کرو گے اور کیسے ڈروں میں ان سے جنہیں تم نے شریک ٹھہرا رکھا ہے حالانکہ تم نہیں ڈرتے اس سے کہ تم نے شریک بنایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسے کہ نہیں اتاری اللہ نے اس کے متعلق تم پر کوئی دلیل تو تم ہی بتاؤ دونوں فریق سے کون زیادہ حقدار ہے امن و سلامتی کا۔ اگر تم کچھ جانتے ہو وہ جو ایمان لائے اور نہ ملایا انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم شریک سے انہیں اس کے کے لیے ہی امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے دی تھی ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ میں۔ ہم بلند کرتے ہیں درجے جس کے چاہتے ہیں بے شک آپ کا رب بڑا دانا سب کچھ جاننے والا ہے۔"

"اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے رات بھی ہے دن بھی۔ سورج بھی ہے اور چاند بھی۔ مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو سجدہ کرو اللہ کو جس نے انہیں پیدا فرمایا ہے اگر تم واقعی اس کے پرستار ہو۔"

اسی لیے رب قدوس ارشاد فرماتے ہیں:

Marfat.com

''پھر جب دیکھا سورج کو جگمگاتے ہوئے''۔(انعام:۷۸)

بازغۃ کا معنی طالعۃ (طلوع ہوتے) بھی ہے۔

''تو بولے کیا یہ میرا رب ہے؟ یہ تو ان سب سے بڑا ہے۔لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا۔اے میری قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو، بیشک میں نے پھیر لیا ہے اپنا رخ اس ذات کی طرف جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو۔یک سو ہو کر اور نہیں ہوں میں مشرکوں میں سے اور جھگڑنے لگی ان سے ان کی قوم۔آپ نے کہا کیا تم جھگڑتے ہو مجھ سے اللہ کے بارے میں حالانکہ اس نے ہدایت دے دی ہے،اور مجھے اور نہیں ڈرتا میں ان سے جنہیں تم شریک بناتے ہو اس کا،مگر یہ کہ چاہے میرا ہی پروردگار کوئی تکلیف پہنچانا۔''

یعنی اللہ کو چھوڑ کر تم جن خداؤں کی پرستش کرتے ہو مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں۔وہ نہ تو کچھ فائدے دے سکتے ہیں اور نہ سنتے ہیں۔ان میں سمجھنے کی صلاحیت ودیعت ہی نہیں کی گئی بلکہ یہ تو دوسرے ستاروں اور جمادات کی طرح حکم خداوندی کے پابند اور محتاج ہیں۔یا وہ مورتیاں جنہیں تم اللہ کہتے ہو تمہارے ہی ہاتھوں کی تراشیدہ اور مصنوعہ ہیں ان میں خدائی کے جلوے کیسے آسکتے ہیں۔

اور ابراہیم نے کہا کہ تم نے بنالیا ہے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو باہمی محبت و پیار کا ذریعہ اس دنیوی زندگی میں۔پھر قیامت کے دن تم انکار کرو گے ایک دوسرے کا۔اور پھٹکار بھیجو گے ایک دوسرے پر اور تمہارا ٹھکانا آتش جہنم ہوگا اور نہیں ہوگا تمہارا کوئی مددگار۔

سورہ انبیاء میں ارشاد فرمایا:

''اور یقیناً ہم نے مرحمت فرمائی تھی ابراہیم کو ان کی دانائی اس سے پہلے اور ہم ان کو خوب جانتے تھے۔یاد کرو جب آپ نے کہا اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہ یہ کیا مورتیاں ہیں جن کی پوجا پاٹ پر تم جمے بیٹھے ہو۔وہ بولے پایا ہے ہم نے اپنے باپ دادوں کو کہ وہ ان کے پجاری تھے۔آپ نے فرمایا بلاشبہ مبتلا رہے ہو تم بھی اور تمہارے باپ دادا بھی کھلی گمراہی میں۔انہوں نے پوچھا کیا تم ہمارے پاس کوئی سچی بات لے کر آئے ہو یا صرف

Marfat.com

دل لگی کر رہے ہو۔ آپ نے فرمایا دل لگی نہیں کر رہا بلکہ تمہارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے ان سب کو پیدا فرمایا ہے۔ اور میں اس صداقت پر گواہی دینے والوں سے ہوں اور اب میں بندوبست کروں گا تمہارے بتوں کا جب تم چلے جاؤ گے پیٹھ پھیرتے ہوئے۔ پس آپ نے انہیں ریزہ ریزہ کر ڈالا مگر ان کے بڑے بت کو کچھ نہ کہا تاکہ وہ لوگ اس افتاد کے بارے میں اس کی طرف رجوع کریں۔

وہ بولے کس نے یہ حال کیا ہے ہمارے بتوں کو بیشک وہ ظالموں میں سے ہے (چند آدمیوں نے) کہا ہم نے ایک نوجوان کو سنا ہے کہ وہ ان کا ذکر (برائی سے) کیا کرتا ہے اسے ابراہیم کہا جاتا ہے کہنے لگے تو پھر پکڑ کر لاؤ اسے سب لوگوں کے روبرو شاید وہ اس کے متعلق کوئی شہادت دیں (ابراہیم پکڑ کر لائے گئے تو) لوگوں نے پوچھا اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے؟ فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ حرکت کی ہوگی سوان سے پوچھو اگر یہ گفتگو کی سکت رکھتے ہوں (لاجواب ہوکر) اپنے دلوں میں غور کرنے لگے پھر بولے بلاشبہ تم ہی زیاں کار ستمگار ہو۔ پھر وہ اوندھے ہوکر (اپنی سابقہ گمراہی کی طرف) پلٹ گئے اور کہنے لگے تم خوب جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں۔

آپ نے فرمایا (نادانو) کیا تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان بے بس بتوں کی جو نہ تمہیں کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ تمہیں ضرر پہنچا سکتے ہیں تف ہے تم پر نیز ان بتوں پر جن کو تم پوجتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے (سب یک زبان ہوکر) بولے جلا ڈالو اس کو اور مدد کرو اپنے خداؤں کی اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو۔ جب آپ کو آتش کدہ میں پھینکا گیا تو ہم نے حکم دیا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا باعث بن جا ابراہیم کے لیے انہوں نے تو ابراہیم کو گزند پہنچانے کا ارادہ کیا لیکن ہم نے ان کو ناکام بنا دیا۔"

قوم جب میلہ پر جانے لگی تو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو بھی دعوت دی تو آپ نے فرمایا میں بیمار ہوں حالانکہ آپ بیمار نہیں تھے۔ یہ تو (معاذ اللہ) جھوٹ ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بت توڑ دیے۔ قوم نے پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ یہ کام تو ان کے بڑے نے کیا ہے حالانکہ بڑے بت نے چھوٹے بتوں کو نہیں توڑا تھا تو آپ نے

Marfat.com

یہ کیسے کہہ دیا؟ یہ بھی معاذ اللہ جھوٹ نظر آتا ہے اور حدیث شریف میں بھی آپ کے تین جھوٹوں کا ذکر ملتا ہے ان تین میں سے دو یہی ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے۔

جھوٹ بولنے والا نہیں ہوسکتا جھوٹ گناہ کبیرہ ہے انبیائے کرام قبل از نبوت اور بعد از نبوت صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک ہیں۔

وہ حدیث جس سے بعض غیر اسلامی لوگوں نے سمجھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے معاذ اللہ تین جھوٹ بولے اس کی وضاحت کی جاتی ہے تاکہ یہ سمجھ آسکے کہ حدیث پاک کا اصل مطلب کیا ہے اگر حدیث پاک کا ترجمہ یہ صحیح کر دیا جائے تو سمجھ آسکتا ہے کہ مطلب کیا ہے وہ حدیث پاک یہ ہے۔

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مجاہد کیا تمہیں معلوم ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کا سب سے پہلے مشورہ دینے والا کون تھا؟ میں نے کہا مجھے تو علم نہیں آپؓ نے فرمایا وہ فارس کے دیہات میں رہنے والا شخص تھا جس کا نام ''اکراد'' تھا بعض جگہ اس کا نام اکراد بن عطیہ مکمل طور پر ذکر ہے نام کے متعلق دو قول اور بھی ہیں ایک قول کے مطابق نام ہیون ہے اور دوسرے کے مطابق ہدیر ہے،۔اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا ہے اور قیامت تک دھنستا چلا جائے گا۔

آپ کو جلانے سے پہلے قید کر دیا گیا۔انہوں نے پھر آگ جلانے کے لیے چار دیواری باڑہ کی طرح بنانی شروع کر دی جب باڑہ تیار ہو گیا تو پھر لکڑیاں جمع کرنی شروع کر دیں ہر قسم کی لکڑیاں چالیس دن تک وہ سب لوگ جمع کرتے رہے یہاں تک کہ اگر کوئی بوڑھی عورت بیمار ہو جاتی تو وہ بھی کہتی اگر مجھے اس بیماری سے شفا حاصل ہو گئی تو میں بھی ابراہیم کو جلانے کے لیے لکڑیاں لاؤں گی۔

جب تمام لوگوں نے مل کر چالیس دن تک محنت کر کے کثیر مقدار میں لکڑیاں جمع کر لیں تو آگ جلا دی گئی آگ کے شعلے آسمانوں سے باتیں کرنے لگے اتنی عظیم اور شدید آگ تھی کہ اس کے اوپر سے فضا میں بھی کوئی پرندہ نہیں اڑ سکتا تھا۔

جب آگ بہت زیادہ شعلہ زن ہو گئی اس کی حرارت اتنے دور دور تک پھیل گئی کہ

Marfat.com

آگ کے قریب جانا کسی انسان کی طاقت میں نہ رہا تو وہ کفار حیران و پریشان ہو گئے کہ سب محنت ضائع جاتی ہے کیونکہ انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں کیسے ڈالا جائے تو شیطان نے آ کر ان کی راہنمائی کی کہ ایک منجنیق تیار کی جائے اور ابراہیمؑ کو رسیوں سے جکڑ کر منجنیق میں رکھ کر آگ میں پھینک دیا جائے خیال رہے سب سے پہلے دنیا میں یہی منجنیق تیار ہوئی بعد میں اس کو جنگوں میں استعمال کیا جاتا رہا اور منجنیق کے ذریعے پتھروں کو گولوں کی طرح پھینکا جاتا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب رسیوں سے باندھ کر منجنیق میں رکھا گیا تو سوائے جنوں اور انسانوں کے اللہ تعالیٰ کی زمین و آسمان کی ساری مخلوق چلا اٹھی اور اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کرنے لگی اے مولائے کائنات زمین میں سوائے ابراہیم علیہ السلام کے کوئی اور نہیں جو تیری عبادت کرے اے اللہ آج وہ تیرا نام لینے کی وجہ سے جلایا جا رہا ہے۔

زمین و آسمان کے فرشتے، جانور، وحوش وطیور سبھی یہ ماجرا دیکھ کر حیران و پریشان ہیں۔ رب تعالیٰ کی حکمت سے بے خبر تھے۔ سوچ رہے تھے اب کیا ہوگا؟ اللہ کا نام لینے والا تو آج جل جائے گا اب زمین میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا کون ہوگا؟

زمین و آسمان کے فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی اے اللہ ہمیں اجازت فرما کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کی امداد کریں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت عطا فرما دی کہ اگر وہ تم سے امداد حاصل کرنا چاہتے ہیں تو تم ان کی امداد کرو اور اگر وہ میرے بغیر کسی اور سے امداد نہیں حاصل کرتے تو میں انہیں زیادہ جانتا ہوں میں ہی ان کا ولی ہوں، ان کا معاملہ مجھ پر ہی چھوڑ دو بے شک وہ میرے خلیل ہیں۔ اس وقت تمام روئے زمین پر ان کے بغیر اور میرا کوئی خلیل نہیں اور میں ہی ان کا معبود ہوں میرے بغیر ان کو کوئی معبود نہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کے پاس ہواؤں پر مقرر فرشتہ آیا اور وہ فرشتہ بھی حاضر ہوا جو پانیوں پر مقرر تھا ان دونوں نے عرض کیا آپ ہمیں اجازت فرمائیں کہ ہم آگ کو ختم کر دیں آپ نے فرمایا مجھے تمہاری امداد کی کوئی ضرورت نہیں۔

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ۝﴾

Marfat.com

''میرا اللہ مجھے کافی اور وہی بہتر کارساز ہے۔''

آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ آپ کو میری امداد کی ضرورت ہو تو میں آپ کی امداد کروں آپ نے فرمایا: مجھے تمہاری امداد کی کوئی ضرورت نہیں۔ جبرائیل نے کہا اچھا تو پھر اپنے رب تعالیٰ سے ہی سوال کرلو تو آپ نے فرمایا:

﴿حسبی من سوالی علمه بحالی﴾

''وہ میرے حال کو جانتا ہے سوال کے بغیر ہی مجھے کافی ہے۔''

سبحان اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ پر کتنا بھروسہ ہے۔ یہ تو کہہ دیا جاتا ہے کہ غیر اللہ سے امداد طلب کرنا جائز نہیں، اگر جائز ہوتا تو ابراہیم علیہ السلام فرشتوں سے امداد طلب کرتے۔ کاش! ان لوگوں کو یہ سمجھ آجائے کہ انبیائے کرام کا مقام ملائکہ سے بلند ہے انہیں کیا ضرورت ہے کہ وہ اپنے سے کم مراتب والوں سے امداد طلب کریں۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کی طرح عام انسان توکل کیسے کرسکتا ہے؟ وہ تو اللہ تعالیٰ سے بھی سوال نہیں کرتے کہ وہ خود ہی جانتا ہے مجھے سوال کرنے کی کیا ضروری ہے۔

بخاری کی روایت میں آیا ہوا ہے کہ چھپکلی آگ میں پھونکیں دیتی تھی۔

مسلم شریف میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کو قتل کرنے کا حکم دیا اور اس کو فویسق بری چیز کے نام سے تعبیر فرمایا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ چھپکلی کو پہلی ہی ضرب سے قتل کرنے میں زیادہ ثواب ہے اور دوسری ضرب میں قتل کرنے میں اس سے کم ثواب ہے اور تیسری ضرب میں قتل کرنے کا اس سے کم ثواب ہے۔

ابراہیم علیہ السلام ے فرشتوں سے امداد لینے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ سے بھی سوال نہ کیا کہ آگ میں جانے سے پہلے ہی مجھے بچالے بس صرف ایک بات مدنظر تھی کہ رب تعالیٰ جس پر راضی ہے میں بھی اسی پر راضی ہوں۔

کافروں نے جب آپ کو باندھ کر منجنیق میں رکھ کر آگ میں ڈالنا چاہا تو آپ نے یہ الفاظ مبارکہ پڑھے۔

Marfat.com

''تیرے بغیر کوئی معبود نہیں تیری ذات پاک ہے سب تعریفیں تیرے لیے ہی ہیں سب چیزیں تیری ہی ملک میں ہیں تیرا کوئی شریک نہیں۔''

کافروں نے آپ کو آگ میں پھینک دیا، اللہ تعالیٰ نے آگ کو فرمایا:

اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی ہو اور سلامت ہو جا۔

اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈی ہو جانے کے ساتھ ساتھ سلامتی کا حکم بھی دیا تا کہ ابراہیم علیہ السلام کو کسی قسم کا بھی نقصان نہ ہو۔

مسند احمد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد مذکور ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ آگ کو سلامتی کا حکم نہ دیتا تو آگ اتنی ٹھنڈی ہو جاتی کہ آپ سردی سے وفات پا جاتے،

روایات میں آتا ہے جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آگ باہر باہر جلتی رہی لیکن اس کی حرارت ابراہیم علیہ السلام تک نہ پہنچ سکی بلکہ آگ کے اندر ایک باغ بنا دیا گیا۔

یعنی جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو فرشتوں نے آپ کو پہلوؤں سے پکڑ کر ایک جگہ زمین پر بٹھا دیا جہاں ایک میٹھے پانی کا چشمہ تھا اور ارد گرد گلاب، نرگس اور چنبیلی کے پودے اور پھول اپنا حسین و جمیل منظر پیش کر رہے تھے۔ آگ نے صرف ان رسیوں کو جلایا جن سے آپ کو باندھا گیا اور ان کے جلنے سے بھی آپ کو کسی قسم کا کوئی ضرر نہیں ہوا۔

خیال رہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کی آگ کو ٹھنڈا ہونے کا حکم دیا اس وقت دنیا میں کوئی ایسی آگ نہیں تھی جو بجھ نہ گئی ہو یعنی دنیا کی تمام آگیں ایک مرتبہ بجھ گئی تھیں۔

سورہ شعراء میں فرمایا گیا ہے۔

اور آپ بیان فرمایے ان کے سامنے ابراہیم کا قصہ۔ جب آپ نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس کی پرستش کرتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم تو پوجتے ہیں بتوں کو اور ہم انہی کی پوجا میں ہر وقت منہمک رہتے ہیں۔ آپ نے پوچھا (بھلا یہ بتا) کیا وہ سنتے ہیں تمہاری آواز جب تم انہیں پکارتے ہو۔ یا وہ تمہیں کچھ نفع پہنچا سکتے ہیں یا ضرر پہنا سکتے ہیں۔ انہوں نے لاجواب ہو کر کہا بلکہ ہم نے تو پایا اپنے باپوں کو کہ وہ یونہی کیا کرتے تھے۔ آپ

Marfat.com

نے فرمایا کہ تم نے دیکھ لیا ان کی بے بسی کو جن کو تم پرستش کیا کرتے ہو۔تم اور تمہارے گزشتہ آباؤ اجداد۔پس وہ سب میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے جس نے مجھے پیدا فرمایا اور پھر ہر قدم پر وہ میری رہنمائی کرتا ہے۔وہ جو مجھے کھلاتا بھی ہے اور مجھے پلاتا بھی ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بخش دے گا میری خطا کو روز جزا کو اے میرے رب عطا فرما مجھے علم وعمل میں کمال اور ملا دے مجھے نیک بندوں کے ساتھ۔

وہ کہا کرتے تھے کہ اے ابراہیم جو کلام آپ ہمیں سناتے ہیں اور ہمارے خداؤں کی تنقیص شان میں جو آیتیں آپ پیش کرتے ہیں اور جن کو بنیاد بنا کر آپ ہمارے آباؤ اجداد پر لعن طعن کرتے ہیں اور انہیں گمراہ بتاتے ہیں یہ واقعی اللہ کا کلام ہے اور آپ یہ سب باتیں سنجیدگی سے کرتے ہیں یا محض دل لگی کے لیے اور ہمیں تنگ کرنے کے لے کرتے ہیں۔

"آپ نے فرمایا دل لگی نہیں کر رہا بلکہ تمہارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے ان سب کو پیدا فرمایا ہے اور میں (صداقت پر گواہی دینے والوں سے ہوں)

یعنی جو کچھ میں کہتا ہوں یہ باتیں طنز و مزاح کے جذبے کی تسکین کے لیے نہیں کہتا اس کی کوئی اصل نہ ہو بلکہ میری زبان سے ادا ہونے والا ایک ایک لفظ حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے، میں نہایت سنجیدگی سے تمہیں بت پرستی کی لعنت سے آگاہ کر رہا ہوں اور پورے خلوص سے اس ذات اقدس کی طرف پلٹ کر آنے کی دعوت دے رہا ہوں جو تمہارا واحد الہ ہے جو تمہارا اور کائنات کی ہر چیز کا پروردگار ہے۔جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے۔جس نے بغیر کسی سابقہ نمونے کے انہیں تخلیق فرمایا ہے۔صرف اور صرف وہی عبادت کے لائق ہے، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس بات پر تمہارے سامنے گواہی دے رہا ہوں۔

شادی، اولاد اور وفات:

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب لوگوں سے مایوس ہو چکے تو فرمایا کہ میں اپنے رب کے پاس جاتا ہوں یعنی جہاں میرے رب کا حکم ہو جائے گا اب میں وہاں جاتا ہوں کہ

Marfat.com

وہاں کے لوگوں کو خدا کا حکم سناؤں گا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

''بولا میں جاتا ہوں اپنے رب کی طرف وہ مجھ کو راہ دے گا۔''

آپ کے ساتھ آپ کے بھانجے حضرت لوط علیہ السلام تھے۔ آپ رات غربی کی جانب کلدانیں شہر کو چلے گئے۔ پھر حران یا حاران کی طرف بمع حضرت لوط علیہ السلام کے گئے۔ تفسیر عزیزی میں ہے کہ حران شہر میں ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہاران نام کا رہتا تھا بڑا مالدار تھا۔ بی بی سائرہ اس کی بیٹی تھی اس نے بی بی سائرہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نکاح میں دے دیا اور ساتھ مال دولت بھی دی اور ابراہیمؑ سے بڑی محبت کرتا کہ نیا دین چھوڑ دے اسی واسطے بی بی سائرہ کا نکاح کیا تھا لیکن بی بی سائرہ تو مسلمان ہوگئی اور ابراہیمؑ نے اپنے چچا سے تنگ آ کر وہاں سے بھی ہجرت کی۔ (عزیزی)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر مصر سے لوٹ کر فلسطین جردن کے پاس قیام کیا۔ وہاں پر لوگوں نے ان کے آنے کو غنیمت جانا۔ زمین کے محصولات آتے تھے۔ زمین داری میں ان کو بہت فراخی حاصل ہوئی۔ غلام خریدے، کھیتی وغیرہ بہت زیادہ ہوئی، مویشی وغیرہ بہت رکھے، ضیافت داری کی لنگر خانے ہوئے۔ اور حضرت لوط علیہ السلام کو برسم رسالت شہروں میں بھیجا شہر سدوم اور دوسرے شہروں میں وعظ نصیحت شروع کی۔ حضرت سائرہ اور آپ کو اولاد کا اشتیاق ہوا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کے واسطے دعا کی پروردگار عالم جل جلالہ نے دعا منظور کی۔ بی بی ہاجرہ کے شکم اطہر سے پروردگار عالم نے ابراہیم علیہ السلام کی چھیاسی سال کی عمر میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو عطا فرمایا۔ پھر ننانوے برس کی عمر میں ختنہ کرنے کا حکم آیا تو اپنا اور تمام نوکروں اور اسمٰعیل علیہ السلام کا ختنہ کیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سو برس کی عمر میں پروردگار عالم نے حضرت سائرہ کے شکم اطہر سے بیٹا حضرت اسحٰق عطا فرمایا۔

پروردگار عالم نے مکہ مکرمہ بلکہ تمام عرب کو حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد سے آباد کرنا تھا اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا بی بی ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کو مکہ مکرمہ میں لے جا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو منزل بمنزل مکہ

Marfat.com

مکرمہ میں جہاں آب زم زم ہے وہاں ایک درخت تھا اللہ کے حکم سے وہاں بی بی ہاجرہؓ کو مع حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کہ بٹھا دیا، ایک مشک پانی اور کچھ کھجوریں اور روٹیاں ان کے پاس رکھ کر چلے گئے۔ دل اس صدمے سے چور چور تھا اور مجبوری تھی آنکھوں میں آنسو اور دل میں آہ لے کر واپس پھرے۔ اور پھر جب ان کی نظروں سے غائب ہوئے تو پھر ایک جگہ ٹھہر کر گریہ وازری کے ساتھ پروردگار عالم سے التجا کی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اے ہمارے رب بیشک میں نے اپنی بعض ذریت کو جہاں کھیتی نہیں آباد کیا تیرے عزت والے گھر کے پاس، اے ہمارے رب اس لیے کہ تیری عبادت کریں۔ پس لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر اور ان کو ہر طرح کے سامان خوردونوش پہنچا تا کہ یہ تیرا شکرادا کریں۔'' (سورہ ابراہیم)

حضرت ہاجرہ علیہا السلام آسمان کی طرف دیکھ کر کہتی تھی کہ الٰہی اگر تیرے حکم سے میں اس بیابان میں ڈالی گئی ہوں تو مجھ ضعیفہ اور بے کس کا والی ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس وقت شیر خوار بچے تھے۔ (تفسیر عزیزی)

جب تک مشک میں پانی اور کھجوریں وغیرہ تھیں تو وقت گزرتا رہا۔ جب پانی اور کھجوریں ختم ہوچکیں اور دودھ بھی چھاتیوں سے خشک ہو گیا اور اسمٰعیل علیہ السلام پیاس کے غلبہ سے تڑپنے لگے تو بی بی ہاجرہ بے قرار ہو کر پانی کی تلاش میں صفا کی پہاڑی پر چڑھیں اور ادھر ادھر نظر اٹھا کہ پانی کا نشان دیکھ رہی تھیں اور اپنے بچے کو بھی نظر میں رکھتی تھیں۔ جب پانی کا نشان معلوم نہ ہوا تو مایوس ہو کر وہاں سے اتریں اور برابر والی پہاڑی مروہ کی طرف متوجہ ہوئیں، بطن وادی میں اپنے دامن کو پکڑ کر جلدی سے گئیں کیونکہ بچہ وہاں سے نظر نہ آتا تھا دل میں ڈر تھا کہ کوئی درندہ بچے کو نہ اٹھالے جب نشیب سے پہاڑی کی طرف ہموار زمین پر آگئیں جہاں سے بچہ نظر آتا تھا پھر دوڑنا موقوف کر دیا۔ جب مروہ پر چڑھیں تو اسی طرح ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا پھر صفا کی طرف متوجہ ہوئیں بہر حال سات دفعہ اسی طرح چکر لگائے اور بیقراری سے ادھر ادھر دوڑتی رہیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حج میں صفا ومروہ کی سات بار سعی کرنا حاجیوں پر

Marfat.com

اسی لیے ہے کہ بی بی ہاجرہؑ کی بے کسی اور اضطرابی اور فریاد کو یاد کریں اور اپنے آپ کو خدا کے سامنے ایسی بیچارگی میں پیش کریں کہ خدا کی رحمت نازل ہو۔ ساتویں دفعہ بی بی ہاجرہ کو مروہ پہاڑی پر خدا کی قدرت سے آواز ہوئی کہ کچھ اندیشہ نہ کر یہ آواز سن کر بچے کے پاس آئیں اور دیکھا کہ بچے کے پاس ایک چشمہ جاری ہے زمین سے پانی خود بخود نکل رہا ہے۔ بی بی ہاجرہ بہت خوش ہوئیں پھر اس پانی کے اردگرد مٹی اور پتھر رکھ کر چھوٹے سے حوض کی شکل بنا دی کہ مبادا پانی ختم نہ ہو جائے پانی پیا اور اپنی مشک بھی بھر لی۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ جب بی بی ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک درخت کے نیچے چھوڑ کر چلے تو ان کی طرف کوئی التفات بھی نہ کی تو بی بی ہاجرہ نے عرض کیا کہ اے خلیل آپ کو ہم کو کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے بی بی صاحبہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے "فرمایا ہاں" بی بی صاحبہ نے کہا پھر مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

اور جب پانی کی تلاش میں مردہ پہاڑی پر آواز سنی تو خاموش ہو کر معلوم کرنے لگیں کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ معلوم کرنے کے بعد آواز کی طرف آئیں تو دیکھا کہ زم زم کی جگہ حضرت جبرائیلؑ ہیں۔ انہوں نے بی بی صاحبہ سے پوچھا کہ تم کون ہو بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ میں ہاجرہ ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لڑکے کی ماں ہوں۔ حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ اس بیابان میں حضرت ابراہیمؑ تم کو کس کے سپرد کر گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ کے، جبرائیلؑ نے کہا پھر اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ بی بی نے فرمایا کہ میرا کام ہو گا۔ پھر جبرائیلؑ نے اپنی ایڑی زمین پر رگڑی تو پانی کا چشمہ ابل پڑا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خدا ہاجرہ پر رحم کرے اگر وہ اس وقت بند نہ لگاتی تو زمزم جاری چشمہ ہوتا۔ پھر ایک فرشتے نے بی بی ہاجرہ کو تسلی دی کہ تم خاطر جمع رکھو یہاں خانہ خدا ہے اس کو یہ بچہ جوان ہو کر اپنے باپ کے ساتھ مل کر تعمیر کرے گا اور خدا اس جگہ رہنے والوں کو ضائع نہیں کرتا۔ وہاں ایک ٹیلا تھا اس کے آس پاس برساتی نالے بہا کرتے تھے۔ اتفاقاً جرہم قوم ایک قافلہ یمن کی طرف سے آیا انہوں نے دور سے دیکھا کہ ان کے

Marfat.com

اوپر پرندے اڑ رہے ہیں وہ قافلے والے کہنے لگے کہ جہاں پرندے اڑ رہے ہیں وہاں پانی ہوگا پہلے تو ہم کئی دفعہ آئے ہیں ایسا کبھی نظر نہیں آیا۔ایک آدمی کو پتہ کرنے کے لیے بھیجا اس نے دیکھا کہ ایک عورت مع بچے کے بیٹھی ہے اور پانی کا چشمہ ہے۔ وہ قافلہ وہاں آگیا اور بی بی ہاجرہ سے اجازت چاہی۔ بی بی صاحبہ نے تنہائی سے بچنے کے لئے ان کو رہنے کی اجازت دیدی لیکن پانی کا تصرف اپنے ہی اختیار میں رکھا وہ لوگ وہاں آکر آباد ہو گئے اور ایک چھوٹا سا گاؤں بن گیا کچھ اور لوگ بھی وہاں آکر بسنے لگے۔ حضرت اسمٰعیلؑ نے ان لوگوں سے عربی سیکھی۔ (تفسیر حقانی)

○

Marfat.com

معراج اور حضور کا سید الانبیا ﷺ ہونا

حضور ﷺ کا معراج کا واقعہ ساری دنیا میں یکتا انمول انمٹ اور عظیم سے عظیم تر واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے معراج النبیؐ کے واقعہ کو بتا کر ساری دنیا کو یہ بتایا ہے کہ ساری دنیا میں اور سارے جہانوں میں جتنی بھی مخلوق ہے انسان سب سے عظیم مخلوق ہے اور اللہ پاک انسان سے بڑا پیار کرنے والا محبت کرنے والا شفقت کرنے والا اور لاڈ کرنے والا ہے۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ساری کائنات میں اللہ کو ایک ہستی سب سے زیادہ محبوب اور پیاری ہے وہ ہستی ہمارے پیارے نبی، پیارے رسول، پیارے پیغمبر، پیارے محمد ﷺ، پیارے احمد ﷺ ہیں۔ اللہ پاک نے اس معراج کے ذریعے حضور اکرم ﷺ کو اپنی بے شمار نشانیاں دکھلا کر انسانیت کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

ہم نے معراج کے بارے میں قرآنی آیات کا ذکر کیا ہے۔ حدیث مبارکہ کا ذکر کیا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے حوالے سے ذکر کیا ہے اور کسی نیک، صالح بزرگوں کے اقوال زریں اس معاملے میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ معراج کے بارے میں کوئی گوشہ تشنہ نہ رہ جائے اسی لیے بعض اوقات ایک واقعہ کو کئی بار مختلف زاویوں سے اور کئی ذریعوں سے ہم تک پہنچے ہیں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایک واقعہ کے کئی زاویے ہیں۔ اس لیے بعض اوقات ایک مضمون بار بار دھرایا گیا ہے۔ لیکن اس بار بار کو دھرانے سے ایک فائدہ یہ ہوا ہے کہ معراج کی تصویر وہ بھی مکمل تصویر ہمارے سامنے آگئی ہے۔ معراج کے اہم پہلوؤں اور ان کی اہمیت کو درجہ ذیل نقاط سے اُجاگر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

Marfat.com

1......پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے حضورؐ کی ملاقات ہوئی۔ ہم نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کا حضور سے تعلق ثابت کرنے کے لیے آدم علیہ السلام کے بارے میں ان کا قصہ بیان کیا ہے۔

2......دوسرے آسمان پر حضورؐ کی ملاقات حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ہے۔ ان کے بارے میں علیحدہ طور پر باب لکھے ہیں۔

3......تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جن کو اللہ پاک نے دنیا کا آدھا حسن عطا کیا ہے۔ ان کی زندگی کے پہلوؤں کو علیحدہ طور پر بیان کیا گیا ہے۔

4......چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات کی ان کا بھی ہم نے قصہ بیان کیا ہے۔

5......پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے حضورؐ کی ملاقات ہوئی۔ ان کے بارے میں بھی ہم نے ایک علیحدہ باب میں کیا ہے۔

6......چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی ان کا ذکر بھی علیحدہ طور پر بیان کیا ہے۔

7......ساتویں آسمان پر آپؐ کے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضورؐ کی ملاقات ہوئی ان کے بارے میں بھی ہم نے تفصیل کے ساتھ علیحدہ باب رقم کیا ہے۔

حضورؐ اور انبیائے کرام علیہم السلام جن سے آسمانوں میں ملاقات ہوئی تھی ان کا ذکر اس لیے علیحدہ علیحدہ طور پر بیان کیا ہے تاکہ ان کی بھی شان بیان ہو سکے کیونکہ ہمارا سب کا عقیدہ ہے کہ ہم سب انبیائے علیہم السلام پر دل و جان سے ایمان رکھتے ہیں کہ یہ سب اللہ پاک کے نبی اور رسول تھے۔ یہ سب اللہ پاک کا پیغام لانے کے لیے دنیا میں تشریف لائے تھے۔ انہوں نے بے شمار قربانیاں اور مشکلات برداشت کیں اور اللہ کا پیغام دنیا کے مختلف علاقوں میں پہنچانے کی انمول کوشش کی تھی۔ آپؐ نے معراج سے واپس آکر

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حلیہ مبارک بھی بڑے احسن طریقے سے بیان کیے ہیں۔

8......حضور دنیا کے سب سے بڑے ماہر نفسیات تھے۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ نے جو بات کی وہ سچ بات نہ ہو۔ آپ ذرا تصور کریں کہ حضورؐ نے آج تک سے کئی صدیاں پہلے آسمانوں میں دیکھا وہ ساری باتیں موجود سائنس سچ مان رہی ہے اور ثابت بھی کر رہی ہے۔ جیسے جیسے سائنس ترقی کی منزلیں طے کرے گی حضورؐ کی معراج کی حقانیت اتنی ہی روز روشن کی طرح ثابت ہو گی۔ آنے والا وقت ان شاء اللہ سائنس کے علم میں اضافہ کے ساتھ خوشخبریاں بھی لائے گا۔ آج سائنس نے آواز سے تیز رفتار طیارے بنا لیے ہیں۔ دنیا نے ایک گاؤں کی شکل اختیار کر لی ہے۔ آپ لاہور بیٹھے دنیا کی کسی بھی جگہ کے بارے میں وہاں کے لوگوں سے بیٹھ کر بات چیت کر سکتے ہیں اور بات چیت کرنے والے ایک دوسرے کی حرکات وسکنات دیکھ سکتے ہیں۔ اللہ پاک جو سارے جہانوں کو بنانے والے ہیں وہ کیوں نہیں حضورؐ کو آسمانوں کی سیر کرا سکتے دراصل اللہ پاک نے حضورؐ کے ذریعے انسان کو پیغام دیا تھا کہ دیکھو میں انسان کو جتنا علم چاہوں دے سکتا ہوں میں واحد اور یکتا عالم ہوں میرا کوئی شریک نہیں ہے۔

9......معراج کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ پاک نے ساری دنیا کو یہ بتانا تھا کہ حضورؐ تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔ آپ نے مشہور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ نماز بھی پڑی۔ ان سب کی امامت بھی کرائی اور سب انبیاء علیہ السلام نے آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ اس پر حضورؐ کے سردار انبیاء علیہم السلام ہونے پر تصدیق کی مہر لگ گئی۔ یہ مسلم امہ کے لیے بڑا اعزاز اور فخر کی بات ہے کہ اللہ پاک نے حضورؐ کو سردار اور امام بنا دیا۔ اس طرح ہر مسلمان کا سر فخر سے بلند ہو گیا کہ ساری دنیا میں سب سے اعلیٰ، سب سے بہتر سب سے افضل ہمارے رسول اللہ ہی ہیں۔

10......اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ

Marfat.com

السلام کے حلیے مبارک جو آپؐ نے دیکھے تھے بیان کر دیئے۔ ہمیں اس بات پر بھی فخر ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں نے اس حقیقت کو تمام بغض رکھنے کے باوجود سچ مانا اور کسی قسم کی بھی تنقید نہیں کی اس طرح آپ کے سچ ہونے کی ایک اور پکی سچی مہر لگ گئی اور مسلمانوں کا ایمان مزید تازہ اور پختہ ہو گیا۔

11...... حضور کو جنت بھی دکھائی گئی دوزخ بھی دکھائی گئی۔ ان دونوں جگہوں کی سیر کرا کر یہ ثابت کہا گیا کہ نیک صالح اور اچھے کام کرنے والے لوگ اللہ پاک کے حکم سے جنت میں جائیں گے اور برے کام کرنے والے لوگ جو دنیا میں ہر قسم کی برائیاں کرتے ہیں عیش و عشرت میں پڑے ہوئے ہیں۔ دنیا کی چند روزہ زندگی میں برے سے برا کام کر کے دنیا کے نظارے کر رہے ہیں ان کا ٹھکانہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں ہو گا جہاں پر وہ ہر روز عذابوں میں مبتلا رہیں گے۔ حضورؐ نے مسلمانوں کو جنت ہی ان کی منزل قرار دیا ہے آپؐ نے جنت میں داخل ہونے کے طریقے بھی بتا دیئے ہیں۔ آپ نے جنت حاصل کرنے کے لیے امتحان کا یعنی پرچہ حل کرنے کا طریقہ یعنی جواب بھی سب کو پہنچا دیا ہے۔ اب اس امتحان کو اور پرچے کو حل کرنا ہر مسلمان انفرادی طور حل کرنا ہے۔

12...... اللہ پاک نے کفار مکہ نے حضورؐ پر جو معراج کے بارے میں سوال کیے تھے۔ ان کو فلم کی طرح سارے مناظر دکھا کر بتا دیا۔ ہر وہ منظر جو آپؐ نے دیکھا تھا۔ کفار مکہ کے سوال کرتے آپ فلم کی طرح منظر دیکھ کر اس کا جواب بتاتے جاتے۔ اس پر اہل قریش حیران و پریشان ہو گئے آپؐ نے تو ایک قافلے کے بارے میں جو قریش کا تھا کے بارے میں بھی ٹھیک ٹھاک ساری معلومات بتا دیں اور جب اہل قریش کا وہ قافلہ مکہ آیا تو قافلے والوں نے ان باتوں کی تصدیق کر دی جن باتوں کا حضورؐ نے کفار اور اہل مکہ کو بتایا تھا اس طرح آپ کے سچا ہونے کے دلیل اللہ پاک نے پیش کر دی۔

13...... ہر مسلمان دن میں پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہے معراج سے پہلے مسلمان نمازیں تو پڑھتے تھے مگر ان کی تعداد مقرر نہ تھی معراج کا واقعہ سچ ہونے کی یہ دلیل ہے کہ

Marfat.com

اس سے پانچ وقت کی نماز فرض ہوگئی اللہ پاک نے مسلمانوں پر خاص کرم یہ کیا کہ ثواب پچاس نمازوں کا کردیا۔ نماز ہر مسلمان پر فرض ہے۔ نماز ہی جنت کی کنجی ہے اگر آپ کی نمازیں پوری ہوگئیں تو آپ کو جنت میں داخل ہونے کی آسانی ہو جائے گی۔

14......معراج کی بدولت اللہ پاک نے ساری زمین مسلمانوں کے لیے مسجد بنادی بس صرف یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ جگہ صاف ستھری ہو اور غلاظت سے پاک ہو۔ اگر آس پاس مسجد نہ ہو تو نماز کا وقت آجائے تو فوراً نماز پڑھ لی جائے۔

15......اگر وضو کے لیے پانی میسر نہ ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں اس کا مقصود یہ ہے کہ نماز پڑھنے میں کوئی بہانہ کوئی حیلا نہ چلے گا۔ دنیا کا کوئی بھی ایسا مذہب نہیں ہے جس نے عبادت کے لیے ایک عام انسان کو ایسی سہولت عطا کی ہو۔ یہ صرف مسلمانوں کے لیے اعزاز ہے کہ عبادت کے لیے ساری زمین کو سجدہ گا بنادیا ہے۔ ہم اکثر بین الاقوامی میچوں میں دیکھتے ہیں جیسے ہی کسی مسلمان کھلاڑی کو یا پوری ٹیم کو فتح حاصل ہوتی ہے تو وہ میدان میں ہی شکرانے کا سجدہ ادا کرتے ہیں ایسے میں غیر مسلم حیران ہو جاتے ہیں۔

16......معراج کے صادق ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو سات آیات ایسی عطا فرمائیں ہیں جو کہ دنیا میں کسی اور امت کو عطا نہیں کی گئیں۔ یہ آیات دراصل پوری سورۃ فاتحہ ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اس کے ساتھ ہی ساتھ اللہ پاک نے سورۃ البقرہ کی آخری آیات عطا فرمائیں یہ آیات 185 اور 186 ہیں۔

مسلمانوں کے لیے سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات تحفہ کا درجہ رکھتی ہیں کیونکہ ایسی آیات کسی اور نبی اور رسول کی امت کو عطا نہیں کی گئیں۔ مختلف تفاسیر میں آیا ہے کہ سورۃ فاتحہ جیسی سورت تورات اور انجیل اور قرآن میں اس کے مثل نہیں ہے۔ سورۃ فاتحہ سانپ کے ڈسنے پر پڑھ کر دم کی جائے تو شفا ہو جاتی ہے۔ (ابن کثیر جلد 1 صفحہ 37)

17......آپ کو معراج کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ آپ کو دنیا میں خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ نے ساری زندگی خوشخبریاں ہی دیں۔

Marfat.com

18......معراج کے موقعہ پر حضورؐ کو آسمانوں میں اللہ پاک نے ایسی ایسی جگہیں دکھائیں جو کسی نبی کو یا کسی رسول کو پہلے نہیں دکھائی تھیں۔ سدرۃ المنتہیٰ تک اس سے پہلے کوئی بھی نہ پہنچا تھا۔ آپ کو اس جگہ لے جایا گیا اور دکھایا گیا۔ انہوں نے وہاں تشریف لے جا کر کیا کیا دیکھا کن چیزوں کا مشاہدہ کیا۔ اس کا راز ہمیں صرف اس قدر ہی معلوم ہے جتنا حضورؐ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو بتایا۔ ہوسکتا ہے کہ چند راز و نیاز ایسے اللہ پاک سے ہوئے ہوں جن کا حضورؐ اور اللہ پاک کے سوا کسی اور کو علم نہ ہو۔ حضورؐ کا یہ ظرف تھا کہ وہی کچھ اپنے صحابہ اکرامؓ کو بتاتے تھے جتنا اللہ پاک نے ان کو بتانے کا حکم دیا تھا۔ عام انسان بعض باتوں کا ادارک ہی نہیں کرسکتا۔

19......حضورؐ ایسی جگہ پر گئے جہاں پر حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی نہ جا سکتے تھے۔

20......معراج کی بدولت ابوبکرؓ کو صدیق اکبر کا لقب حضورؐ نے عطا فرمایا اور پھر حضرت ابوبکر کی بجائے صدیق کے نام سے ہی زیادہ مقبول اور مشہور ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو معراج کے واقعہ کی خبر ہوئی اور کفار مکہ نے آپ سے بات کی تو حضرت ابوبکر صدیق نے فوراً کہا کہ واقعی معراج کا واقعہ ایسے ہی ہوا ہوگا۔ جیسے حضورؐ نے بتایا ہے انہوں نے مزید کہا میرا تو یہ بھی ایمان ہے کہ آپ پر وحی بھی آسمانوں سے آتی ہے۔

21......معراج کے موقعہ پر اللہ پاک نے حضورؐ کو اپنا خلیل اور حبیب بنایا۔ امت کے لوگوں کے لیے خوشخبری اور ڈرانے والا بنایا۔ اللہ پاک نے اس موقعہ پر آپ کو بلند کیا اور فرمایا کہ میری توحید کے ساتھ تیری رسالت اور عبدیت کا بھی ذکر بلند ہوتا رہے گا۔

22......حضورؐ کو شرف اور فضیلت کے اعتبار سے اولین اور ظہور کے لحاظ سے آخرین بنایا آپ بعثت کے اعتبار سے آخر النبیین بنایا۔

23......آپ کو حوض کوثر عطا کیا۔

24......معراج کے موقعہ پر آپؐ نے دودھ پسند کیا۔ جس پر جبرائیل علیہ السلام نے خوشی کا اظہار کیا۔ آج سائنس دان دودھ کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ایک مکمل غذا ہے۔

Marfat.com

دودھ پینے سے انسان صحت مند، طاقتور اور ذہنی طور پر اپنا کردار زیادہ فعال ادا کر سکتا ہے۔ دودھ میں شفا ہے ہر ایک انسان کی ضرورت ہے مگر حضورؐ نے چودہ سو سال پہلے دودھ کو پسند فرما کر اُمت پر احسان کیا تھا۔ دودھ پی کا ہم حضورؐ کی سنت کو تازہ کر سکتے ہیں صبح و شام دودھ پی کر مفت کا ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے کیونکہ حضورؐ کی کوئی سنت اختیار کر کے اپنی عاقبت سنواری جا سکتی ہے۔

25...... معراج کی رات حضورؐ کا سینہ چاک کر کے ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا۔ دل دھویا گیا پھر سینہ کو اپنی جگہ پر لوٹا دیا گیا۔

26...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی مسلمانوں کو خوشخبری عطا فرمائی گئی کہ میری امت کی نسبت حضورؐ کی اُمت زیادہ جنت میں داخل ہوگی۔

27...... حضورؐ نے جنت میں حضرت بلالؓ کے قدموں کی آہٹ سنی تو معراج سے واپس آ کر فرمایا بلالؓ کامیاب ہو گئے۔

28...... معراج میں حضورؐ نے دجال کو دیکھا اور واپس آ کر اس کا حلیہ بتایا کہ وہ بہت بھاری بھر کم عظیم الجثہ چاندی کی طرح روشن تھا۔ اس کی ایک آنکھ سلامت تھی اور یوں محسوس ہوتی تھی گویا کہ چمکدار تارا ہو۔ اس کے سر کے بال ایسے تھے جیسے کسی درخت کی شاخیں ہوں۔

29...... حضورؐ نے معراج میں ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا بات چیت کی اور بتایا کہ وہ مجھ سے بہت ملتے جلتے تھے۔

30...... حضورؐ معراج میں ایسے مقام پر پہنچے جہاں پر قلموں کی آواز سنائی دے رہی تھی یعنی ہونے والے حالات اور واقعات کی تقدیر لکھی جا رہی تھی۔

31...... حضورؐ نے معراج کے موقعہ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اُن کی اصلی حالت میں دیکھا اور صحابہ کو بتایا کہ ان کے چھ سو پر ہیں سبز رنگ کے ریشمی حلیے میں دیکھا جو سارے افق پر چھایا ہوا تھا۔

Marfat.com

32......حضورؐ نے بیت المعمور دیکھا اس آسمانی کعبہ میں ستر ہزار فرشتے داخل ہو کر اللہ پاک کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کی قیامت کے دن تک دوبارہ باری نہ آسکے گی۔

33......معراج کمال معجزات رسول اللہؐ ہے یہ وہ عظیم الشان فقید المثال اور حیرت انگیز واقعہ ہے جس نے کائنات کے بند دروازوں کو کھولنے کی شروعات کی۔ سائنس دانوں نے آگے چل کر تحقیق اور جستجو کے بند دروازوں پر پہنچنے کی کوشش کی اور خلا میں پیچیدہ ان دیکھے راستوں پر چلنے کا فریضہ انجام دیا جو ابھی تک جاری و ساری ہے۔ انسان چاند پر پہنچ چکا ہے مریخ پر اُترنے کی کوشش میں ہما وقت مصروف ہے اور وہ دن اب زیادہ دور نہیں جب انسان مریخ کو بھی تسخیر کر لے گا۔

جب اللہ پاک نے حضورؐ کو مسجد حرام سے لے کر نہ صرف مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی بلکہ دوسری آسمانوں کی کائنات (Cosmos) کی بے انتہا وسعتوں کے اس پار ''قاب قوسین'' اور افق کے اُس پار کے مقامات بلند تک لے گیا اور حضورؐ زمین و آسمانوں کی سیر کر کے دوبارہ زمین پر جلوہ افروز ہو گئے اور دنیا کے سائنس دانوں کو کائنات کے گوشوں کی طرف راغب کیا تا کہ عام سائنس دان بھی قدرت کا مشاہدہ کر سکیں اور پھر یہ کہہ سکیں کہ تم اپنے اللہ پاک کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اور شکر ادا کرو گے جو سب کائنات کا مختار کل ہے اس کا کوئی ثانی نہیں وہ ہر چیز سے پاک ہے ہر جاندار اور غیر جاندار اللہ پاک کی ہر وقت ثناء اور تسبیح کرتے رہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ سال دو سال کے اندر انسان مریخ پر بھی پہنچ جائے اس سلسلے میں بڑی تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ اور اس سفر میں بڑا پیسہ، وقت اور نت نئی ایجاد کی ہوئی مشینری شامل ہو رہی ہے اور سینکڑوں سائنس دان، ہنر مند دن رات کام کر رہے ہیں۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ براق پر سوار ہو کر ہمارے حضورؐ کہاں سے کہاں پہنچ گئے دنیا چاہے جتنی مرضی کائنات کے سربستہ راز سائنس دانوں کے ذریعے حاصل کر لے پھر بھی معراج کے مقابلے میں آٹے میں نمک کے برابر بھی یہ سب کچھ نہیں ہو سکتا۔ سائنسی ترقی ایک طرف روحانی بلندیوں کو چھونا ایک طرف پلڑا پھر بھی لاکھوں گنا روحانیت اور اللہ

Marfat.com

کی وحدانیت کا ہی بھاری رہے گا۔

حضور ﷺ کے سب انبیاء علیہم السلام سے بڑے سردار اور افضل ہونے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک نے آپ ﷺ کو سب نبیوں، سب پیغمبروں اور سب رسولوں سے زیادہ اپنی نشانیاں دکھائیں۔ جو حضورؐ سے پہلے کئی رسولوں کو نہ دکھائی گئی تھیں۔ قرآن مجید میں اللہ پاک نے سورہ النجم میں فرمایا ہے ''بے شک انہوں نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں ضرور دیکھی ہیں۔''

OOO

Marfat.com

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور انبیاء علیہ السلام

عبدالعزیز شیخ

Marfat.com